فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنز الایمان)

مَجْمُوْعَةُ اَجْوِبَةِ اَسْئِلَةِ الْبَرِيَّةِ مِنْ (حَلْقَةِ مَسَائِلِ شَرْعِيَّةِ)

مسائل شرعیہ کی جانب سے مخلوق کے سوالات کے جوابات کا مجموعہ

فتاویٰ مسائلِ شرعیہ

جلد اول



مرتب

حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

مقام کائیدیہ پوسٹ چمرو پور تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی (الہند)

ناشرین: منتظمین مسائل شرعیہ

Designed by : AKRAM ART PRINTS (Bhiwandi) 9322632375

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡئَلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنز الایمان، سورۃ النحل ۴۳)

۲۶۱ر فتاویٰ کا مجموعہ

فتاویٰ مسائل شرعیہ

جلد اول

مرتب

خلیفۂ حضور ارشد ملت

حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند)

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام : فتاوی مسائل شرعیہ (جلد اول)

مرتب : خلیفۂ حضور ارشد ملت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ

تصحیح : خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم امجدی صاحب قبلہ

: خلیفۂ حضور ارشد ملت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ

نظر ثانی : خلیفۂ حضور نبیرۂ شعیب الاولیاء حضرت علامہ الحاج مفتی منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ استاذ دار العلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی

کلمات امتنان وتشکر : خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی سید شمس الحق برکاتی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ قاضی شرع اسٹیٹ گوا

مقدمہ : خلیفۂ حضور نبیرۂ شعیب الاولیاء حضرت علامہ الحاج مفتی منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ استاذ دار العلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی

حسب فرمائش : ممبران مسائل شرعیہ گروپ

سیٹنگ : (تاج محمد قادری واحدی) 9984820639

پروف ریڈنگ : اراکین مسائل شرعیہ گروپ

سنہ اشاعت : (جمادی الآخر) سنہ ۱۴۴۲ ہجری بمطابق (جنوری) سنہ ۲۰۲۱ عیسوی

صفحات : پانچ سو چھیانوے (۵۹۶)

فتاوی مسائل شرعیہ پوسٹ	مسائل شرعیہ بلوگر
ہندی میں مسائل	واحدی لائبریری
بلوگر پر مسائل کیسے تلاش کریں	نوٹ:۔ نام پر کلک کر کے حاصل کریں

(اجمالی فہرست)

پڑھنے کے لئے فہرست پر کلک کریں

(شرف انتساب)

میں اس کتاب کو اس بابرکت کے نام منسوب کرتا ہوں جن کی دعاؤں،محنتوں، شفقتوں اور کاوشوں کی بدولت میں اس لائق ہوا یعنی پیر طریقت رہبر راہ شریعت شہزادۂ نور العین حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید محمد خلیق اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کچھوچھہ شریف پرنسپل دار العلوم اہلسنت اشرفیہ مظہر العلوم دھانے پور گونڈہ

اور

ساتھ ہی ساتھ اس عظیم شخصیت کے نام جن کے فیوض و برکات نے مسائل شرعیہ کو عروج بخشا،جن کی محنتوں نے مجیبین کو ہنر مند بنا دیا،جن کی محبتوں نے خلق عظیم کا سبق سکھایا یعنی ناشر مسلک اعلیٰ حضرت خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ و مولانا الشاہ مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ قاضی شرع اسٹیٹ گوا

سگ بارگاہ اولاد رسول

محمد وسیم فیضی

بانی گروپ مسائل شرعیہ

(الاھداء)

امام الائمہ کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ١٥٠ھ)

(مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ١٣٤٠ھ)

فقیہ اعظم صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ

(وصال ١٣٦٧)

تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفی رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ١٤٠٢ھ)

شیخ المشائخ صوفی الشاہ محمد یار علی لقد رضی المولیٰ عنہ المعروف بہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ١٣٨٧ھ)

رئیس المتکلمین علامہ مفتی بدر الدین احمد قادری، رضوی علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ١٤١٢ھ)

صاحب تصانیف کثیرہ فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ١٤٢٢ھ)

حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی از ہری علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ١٤٤٠ھ)

محی السنۃ تاج الاصفیاء خطیب البراہین علامہ مفتی محمد نظام الدین قادری محدث بستوی علیہ الرحمۃ

(وصال ١٤٣٤)

گر قبول افتد زہے عز و شرف

جملہ اراکین مسائل شریعہ

(خراج عقیدت)

(۱) سلطان الاساتذہ، ممتاز الفقہا، سید الاصفیاء، رئیس الاتقیاء، سلطان المناظرین، غیظ المنافقین والمرتدین، نائب قاضی القضاۃ فی الہند، جانشین حضور صدر الشریعہ، حضور محدث کبیر، حضرت علامہ، الحاج، الشاہ، مفتی، محمد ضیاء المصطفی صاحب قبلہ قادری متعنا اللہ بطول حیاتہ ونفعنا من علومہ و فیوضاتہ وبرکاتہ بانی وسربراہ اعلی الجامعۃ الامجدیہ رضویہ وکلیۃ البنات الامجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو (یوپی)

(۲) پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، حضرت حافظ وقاری، الحاج، الشاہ، سید طاہر میاں واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

(۳) پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، شہزادہَ وخلیفۂ حضور طاہر ملت، حضرت علامہ مولانا، الحاج، الشاہ، سید سہیل میاں واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ سربراہ اعلیٰ دارالعلوم واحدیہ طیبیہ بلگرام شریف

(۴) شہزادہ حضور شعیب الاولیاء مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا الحاج غلام عبد القادر صاحب قبلہ علوی سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول وناظم اعلی دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براوں شریف سدھارتھ نگر یوپی

(۵) پروفیسر حضرت سید شاہ محمد امین میاں برکاتی دام ظلہ النورانی سجادہ نشین،، خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ

(۶) پیر طریقت رہبر راہ شریعت شہزادہ حضور بدر ملت خلیفۂ حضور تاج الشریعہ مفتیٔ مذاہب اربعہ مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد رابع نورانی شاہ بدری صدیقی مد ظلہ العالی استاذ الافتاء والتدریس دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براوں شریف سدھارتھ نگر وسجادہ نشین آستانہ عالیہ حضور بدر العلماء بڑھیا شریف وقاضی شرع ضلع سدھارتھ نگر یوپی الہند

(۷) پیر طریقت رہبر راہ شریعت خلیفۂ خلفائے اعلیٰ حضرت حضرت علامہ ومولانا محمد ارشد سبحانی اویسی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ (پاکستان)

(برائے ایصال ثواب)

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	نور محمد رضوی گائیڈیہ	۲۳	ملک امان بھیونڈی ممبئی
۲	حسن محمد مشاہدی گائیڈیہ	۲۴	نظام الدین سریا بازار
۳	محمد عثمان حسن پور حیدرآباد	۲۵	محمد ابراہیم کے جملہ مرحومین
۴	عائشہ بیگم قطار پورا ترولہ	۲۶	عبدالغفار نبی ڈیہ مہدیہ موڑ
۵	الحاج عبدالمصطفی بیجاپور کرناٹک	۲۷	رمضان علی میاں تاری
۶	شجاعت علی بیجاپور کرناٹک	۲۸	محمد حسین اشرفی پونہ
۷	محمد وزیر خان نالاسوپارہ ممبئی	۲۹	مومنہ خاتون
۸	زین العابدین مہراج گنج	۳۰	مہرالنساء
۹	جلال الدین نظامی پرسا قطب	۳۱	نصراللہ خان
۱۰	ناظمہ بیگم ڈفلڈ یہوا دولت پور گرنٹ	۳۲	غوثیہ بانوں
۱۱	ناظمہ خاتون مجری بازار گورکھپور	۳۳	ساجد خان
۱۲	سلمہ خاتون	۳۴	سعیدالنساء
۱۳	محمد ہارون رامپورہ ایم پی	۳۵	عاشرون بانوں
۱۴	آل حسن ڈفلڈ یہوا دولت پور گرنٹ	۳۶	شاکرہ بانوں
۱۵	ہاجرہ خاتون املیا اترولہ	۳۷	آمنہ بانوں
۱۶	محمد بشیر ڈفلڈ یہوا دولت پور گرنٹ	۳۸	یعقوب خان
۱۷	ہاجرہ بیگم 〃 〃 〃	۳۹	عبدالستار خان
۱۸	محمد الیاس سدھارتھ نگر	۴۰	ممتاز خان
۱۹	سحرالنساء مقام راماپور	۴۱	محمد یوسف پڑری سری گنج
۲۰	مولانا محمد یونس صاحب	۴۲	والدہ محمد مجیم صاحب پڑری سری گنج
۲۱	حبیب النساء والدہ رجب علی	۴۳	والدہ شیر علی گائیڈیہ
۲۲	جمنی خاتون	۴۴	امت محمدیہ کے جملہ مرحومین

(اسمائے اراکین)

(صدر گروپ)

حضرت علامہ،مولانا،الشاہ،مفتی،ابوالفیض،سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
مقام نرچھو اسیف،پوسٹ سہنا برگدہا،تحصیل تلشی پور،ضلع،بلرامپور،یوپی (الہند)

(سرپرست گروپ)

حضرت علامہ ومولانا الحاج الشاہ مفتی منظور احمد یارعلوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ
استاد دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی (الہند)

(نائب سرپرست)

مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی

(بانئ گروپ)

مولانا محمد وسیم فیضی رضوی صاحب قبلہ مقام رضا نگر ڈفلڈ ہوا پوسٹ دولت پور تحصیل منکاپور ضلع گونڈہ یوپی

(مرتب)

حافظ وقاری صبغت اللہ فیضی نظامی صاحب قبلہ مقام بھالوکونی پوسٹ شنکرپور تھانہ بھوانی گنج ضلع سدھارتھ نگر

(ایڈیٹر)

مولانا صہیب رضا رزمی صاحب قبلہ ضلع تھانہ تعلقہ کلیان ممبئی مہاراسٹرا (الہند)

(نگراں)

مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی قادری رضوی صاحب قبلہ رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ اترولہ بلرامپور

(نائب نگراں)

مولانا محمد معصوم رضا نوریؔ صاحب قبلہ مقام مہواڈھارنز دپیپر بازار پوسٹ مہدیہ تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور

اراکین سے رابطہ کرنے کے لئے سرخی پر کلک کریں

(ممبر)

مولانا عبید الرضا قادری صاحب قبلہ مقام بھوانیاپور پوسٹ اسکا باز ار ضلع سدھارتھ نگر یو پی

(ممبر)

مولانا محمد علی قادری واحدی صاحب قبلہ مقیم حال ہتھیا گڑھ ضلع گونڈہ یو پی (الہند)

(ممبر)

مولانا محمد رجب علی قادری فیضی صاحب قبلہ مقام گدّی پور پوسٹ انٹئی رامپور تحصیل اترولہ بلرامپور یو پی

(ممبر)

مولانا محمد عتیق اللہ صدیقی یارعلوی فیضی صاحب قبلہ مقام کھڑریا بزرگ پھلواپور پوسٹ گوراباز ار ضلع سدھارتھ نگر

(ممبر)

مولانا محمد عمران قادری تنویری صاحب قبلہ مقام مجھریٹی پوسٹ سابر پور تحصیل منکاپور ضلع گونڈہ

(ممبر)

حافظ وقاری محمد ابرار القادری صاحب قبلہ مقام گوکلا بزرگ پوسٹ سعد اللہ نگر تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یو پی

(ممبر)

مولانا محمد انوار الدین برکاتی صاحب قبلہ مقام تکیہ نورعلی پوسٹ بانک باز ار تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یو پی

(ممبر)

مولانا غلام محمد صدیقی فیضی صاحب قبلہ مقام کھڑریا بزرگ عرف پھلواپور پوسٹ گوراباز ار ضلع سدھارتھ نگر یو پی

(ممبر)

مولانا محمد الطاف حسین قادری صاحب قبلہ مقام مونڈابزرگ تحصیل نگھاسن مقیم حال ڈانگا یو پی

(ممبر)

مولانا قاری عبید اللہ قادری رضوی صاحب قبلہ مقام قصبہ دھونرہ ضلع بریلی شریف یو پی

(ممبر)

مولانا محمد فرقان برکاتی امجدی صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ بلرام پور

(ممبر)

مولانا ساجد رضا چشتی صاحب قبلہ ساکن مدناپور تحصیل وضلع شاہجہان پور یوپی (الہند)

(اسمائے مجیبین)

(۱) خلیفۂ حضور نبیرۂ شعیب الاولیاء حضرت علامہ ومولانا الحاج الشاہ مفتی منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ استاد دار العلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی (الہند) (۱۱رفتوی)

(۲) خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد معراج احمد قادری مصباحی بستوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ مقام حسن گڑھ پریلا ضلع بستی یوپی (الہند) (۳رفتوی)

(۳) خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمرو پور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند) (۴۴ فتوی، ار رسالہ)

(۴) خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی قادری رضوی صاحب قبلہ رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی (الہند) (۲۴)

(۵) حضرت مولانا قاری عبید اللہ قادری رضوی صاحب قبلہ مقام قصبہ دھونرہ بریلی شریف (۴۱)

(۶) حضرت مولانا غلام محمد صدیقی فیضی صاحب قبلہ مقام کھڑریا بزرگ عرف پھلواپور پوسٹ گورابازار ضلع سدھارتھ نگر یوپی (الہند) (۲۵)

(۷) حضرت مولانا محمد معصوم رضا نوریؔ صاحب قبلہ مقام مہواڈ ھارنزد پیہر بازار پوسٹ مہدیہ تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند) (۲۵)

(۸) حضرت مولانا محمد علی قادری واحدی صاحب قبلہ مقیم حال ہتھیا گڑھ ضلع گونڈہ یوپی (۲۴رفتوی)

(۹) خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت مولانا محمد عتیق اللہ صدیقی یار علوی فیضی صاحب قبلہ مقام کھڑریا بزرگ پھلواپور پوسٹ گورابازار ضلع سدھارتھ نگر یوپی (۱۴رفتوی)

(۱۰) حضرت مولانا محمد افسر خاں سعدی صاحب قبلہ مقام سرکار گڑھ تحصیل گولا ضلع لکھیم پور کھیری یوپی الہند (۱۰رفتوی)

(۱۱) حضرت مولانا محمد چاند رضا اسمٰعیلی صاحب قبلہ دلانگی پوسٹ بنگرا کلاں، تھانہ برنی، ضلع گریڈی صوبہ جھارکھنڈ (۷ رفتوی)

(۱۲) حضرت مولانا اشفاق عطاری صاحب قبلہ مقام ہلکھوری عرف ہلال پور پوسٹ، وتھانہ جلیشور ضلع مہوتری (نیپال) (۷ رفتوی)

(۱۳) حضرت مولانا کریم اللہ رضوی صاحب قبلہ خادم التدریس دار العلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری ممبئی ساکن علاء الدین پورگر ہوا ضلع گونڈہ یوپی (الہند) (۵ رفتوی)

(۱۴) حضرت مولانا محمد وسیم فیضی رضوی صاحب قبلہ مقام رضانگر ڈفلڑہوا پوسٹ دولت پور تحصیل منکاپور ضلع گونڈہ یوپی (الہند) (۴ رفتوی)

(۱۵) حضرت مولانا محمد فرقان برکاتی امجدی صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمرو پور تحصیل اترولہ بلرام پور یوپی (الہند) (۳ رفتوی)

(۱۶) حضرت مولانا محمد جواد القادری صاحب قبلہ مقام روسا پوسٹ کہمارہ ضلع لکھیم پور کھیری یوپی الہند (۲ فتوی)

(۱۷) مولانا محمد الطاف حسین قادری صاحب قبلہ مقام مونڈابزرگ تحصیل نگھاسن مقیم حال ڈانگا یوپی (الہند) (۲ رفتوی)

(۱۸) حضرت حافظ وقاری حکیم صبغت اللہ فیضی نظامی صاحب قبلہ مقام بھالوکونی پوسٹ شکر پور تھانہ بھوانی گنج ضلع سدھارتھ نگر یوپی (الہند) (۱ رفتوی)

(۱۹) حضرت مولانا صہیب رضا رزمی صاحب قبلہ ضلع تھانہ تعلقہ کلیان ممبئی مہاراسٹرا (۱ رفتوی)

(۲۰) حضرت مولانا محمد عمران قادری تنویری صاحب قبلہ مقام مجھریٹی پوسٹ سابر پور تحصیل منکاپور ضلع گونڈہ یوپی (الہند) (۱ رفتوی)

(۲۱) حضرت مولانا غلام شمس ملت محمد سلطان رضا شمسی صاحب قبلہ مقام بلہا ضلع دھنوشا نیپال (ارفتوی)

(۲۲) حضرت مولانا انیس الرحمن رضوی صاحب قبلہ مقام مولوی گاوں پوسٹ گوٹی تھانہ رسیا تحصیل نانپارہ موضع مہرتھا ضلع بہرائچ شریف یوپی (الہند) (ارفتوی)

(۲۳) حضرت مولانا غلام غوث اجملی صاحب قبلہ پورنوی بائسی پورنیہ بہار صدر المدرسین دار العلوم محمدیہ رحمانیہ قادریہ بلہا پنڈول مدھوبنی بہار (ارفتوی)

(۲۴) حضرت مولانا سفیر الحق رضوی صاحب قبلہ استاد دار العلوم غریب نواز مرزا غالب روڈ الہ آباد یوپی الہند (ارفتوی)

(۲۵) حضرت مولانا سالک صاحب قبلہ (ارفتوی)

(اسمائے مصدقین)

(۱)

حضرت علامہ، مولانا، الشاہ، مفتی، ابوالفیض، سید شمس الحق برکاتی، مصباحی، صاحب قبلہ دامت برکا تہم القدسیہ مقام نرچھو اسیف، پوسٹ سہنا برگدہا تحصیل، تلشی پور، ضلع، بلرامپور، یوپی وقاضی شرع اسٹیٹ گوا

(۲)

حضرت علامہ، مولانا، الحاج، الشاہ، مفتی، منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی (الہند)

(۳)

خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت، مولانا، تاج محمد قادری، واحدی، صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ، پوسٹ، چمرو پور، تحصیل، اترولہ، ضلع، بلرام پور، یوپی (الہند)

(۴)

حضرت علامہ ومولانا محمد ابراہیم خاں امجدی، قادری، رضوی، صاحب قبلہ رحمت جوت، پوسٹ، علی پور بزرگ، تحصیل، اترولہ، ضلع بلرامپور، یوپی (الہند)

(۵)

حضرت، علامہ، ومولانا، صادق علی رضوی، صاحب قبلہ مقام سنگھیا ٹھاٹھول پورنیہ بہار (الہند)

(عرض ناشر)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد

ارشاد ربانی ہے"فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ "تو اے لوگو!علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں ۔(کنزالایمان،سورۃالنحل ۴۳)

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا"مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ"جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو تو چاہئے کہ اس کو نفع پہنچائے(مسلم شریف)

آیت کریمہ وحدیث نبویہ کے پیش نظر راقم الحروف نے تین سال قبل ایک گروپ بنام "مسائل شرعیہ" بنایا تھا تا کہ عوام اہلسنت کو دینی مسائل پوچھنے کا موقع ملے اور اہل علم حضرات انہیں فائدہ پہونچا سکیں۔

چونکہ یہ کام اتنا آسان بھی نہیں تھا کہ میں اکیلا اس کام کو انجام دے سکوں مگر پھر بھی ذات باری تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے گروپ کا آغاز کر دیا پھر کئی ایک علمائے کرام ومفتیان کرام ساتھ دیتے رہے اور کام آسان ہوتا گیا۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

کیوں نہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے"فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ"جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو بیشک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں ۔(کنزالایمان،سورہ آل عمران،آیت ۱۵۹)

نیز ارشاد ربانی ہے"اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ "اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو

کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیئے۔ (کنزالایمان، سورہ آل عمران ١٦٠)

نیز فرماتا ہے "وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا" اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو۔ (کنزالایمان، سورۃ النساء آیت نمبر ٨١)

گروپ ہذا کی رہنمائی کرنے کے لئے حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کو بحیثیت سرپرست شامل کیا پھر کچھ دنوں کے بعد نائب سرپرست کی حیثیت سے خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ اترولوی کا بھی انتخاب کرلیا گیا۔ کیونکہ حضور مفتی صاحب قبلہ کافی مصروف رہتے تھے پھر گروپ کا نظام بنانے کے لئے "مجلس مشاورت" کی تشکیل ہوئی۔ الحمدللہ احباب نے اچھے مشوروں سے نوازہ جس سے گروپ کو چار چاند لگ گیا پھر ایک گروپ بنام "تربیت افتاء" بنایا گیا تاکہ مجیب حضرات کی اصلاح ہوسکے۔ الحمدللہ مسائل شرعیہ گروپ سے صرف مجیبین حضرات ہی مستفیض نہ ہوئے بلکہ کافی حضرات کو فتوی نویسی کے اصول وآداب سیکھنے کو ملا نیز سائلین کو تسلی وتشفی بخش جوابات سے نوازہ گیا

ابتداء میں فتاویٰ کو ترتیب دیکر کو برادر گرامی حضرت حافظ وقاری حکیم صبغت اللہ فیضی صاحب قبلہ تمام گروپوں میں شیئر کرتے تھے مگر اس طرح چند محدود لوگوں تک پہونچتا تھا پھر محب گرامی مولانا صہیب رضا رزمی صاحب قبلہ نے بلوگر کو بنا کر بڑا احسان کیا جس کی وجہ سے دنیا بھر کے بے شمار ممالک میں مسائل شرعیہ کا فتوی پہونچنے لگا جس سے عوام اہلسنت نے کافی فائدہ اٹھایا اور اپنی دعاؤں سے نوازہ۔

چند ماہ بعد کچھ احباب اور ممبران حضرات کی فرمائش ہوئی کہ فتاویٰ مسائل شرعیہ کو پی ڈی ایف کی شکل میں پیش کیا جائے حالانکہ یہ کام میرے لئے بہت دشوار معلوم ہوا کیونکہ

میرے ذمے گروپ کی دیگر ذمہ داریاں بھی تھیں بہرکیف میں نے اس کام کو انجام دینے کے لئے محب گرامی وقار حضرت علامہ تاج محمد واحدی قادری نائب سرپرست گروپ کے ذمہ کر دیا تاکہ حضرت موصوف بہتر طریقے سے اسے انجام دے کر کتابی شکل میں لاسکیں ۔بحمدہ تعالی حضرت نے اپنی ذمہ داری کو بخوبی نبھایا اور بہت ہی اچھے انداز میں کتاب کو ترتیب بھی دیا جس میں کئی ایک ابواب قائم کئے تاکہ قارئین کو مسئلہ کے اخذ کرنے میں دشواری نہ ہو۔

گروپ ہذا کے مرتب و جملہ منتظمین، اراکین، مصدقین، مجیبین کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں دعا ہے مولیٰ تعالیٰ سبھوں کے علم و عمر، رزق میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے ۔آمین یا رب العلمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد وسیم فیضی

بانی گروپ مسائل شرعیہ

(نگاہ اولین)

لك الحمد یااللہ جل جلالہ و الصلوۃ والسلام علیك یارسول ﷺ

انسان ہر پل چاہتا ہے کہ عیش وعشرت کی زندگی بسر کرے دنیا کو جنت بنالے مگر یہ نہیں سوچتا کہ یہ دنیا فنا ہونے والی ہے ۔ہم جس میں لگے ہیں اس دنیا کی زندگی بہت مختصر ہے باقی رہنے والی اخروی زندگی ہے جس کے لئے ہر پل کوشہ رہنا چاہئے ارشاد ربانی ہے ''قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡیَا قَلِیۡلٌ وَ الۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی وَ لَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا''۔(اے!محبوب)تم فرمادو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے اورڈروالوں کے لئے آخرت اچھی اور تم پرتاگے برابر ظلم نہ ہوگا۔

(کنزالایمان،سورہ نساءآیت ۷۷)

اللہ تعالیٰ جل شانہ قادر مطلق ہے وہ اپنے بندوں کے کام کا انعام ضرور دیتا ہے اب یہ بندے پر منحصر ہے کہ اسے دنیامیں انعام چاہئے یا آخرت میں ۔جو دنیامیں طلب کرے گا اس کو دنیامیں ملے گا اور جو آخرت کا خواہش مند ہوگا اس کو آخرت میں ملے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے'' وَ مَنۡ یُّرِدۡ ثَوَابَ الدُّنۡیَا نُؤۡتِہٖ مِنۡہَا ۚ وَ مَنۡ یُّرِدۡ ثَوَابَ الۡاٰخِرَۃِ نُؤۡتِہٖ مِنۡہَا وَ سَنَجۡزِی الشّٰکِرِیۡنَ ''اور جو دنیا کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں اور جو آخرت کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں اور قریب ہے کہ ہم شکر والوں کو صلہ عطا کریں (کنزالایمان سورہ آل عمران ۱۴۵)

لہٰذا بندۂ مؤمن کو چاہئے کہ وہ دنیا کے ساتھ اخروی فائدہ حاصل کرے یعنی ہر کام میں رب کی رضا حاصل کرنے کی نیت کرے تو ان شاءاللہ تعالیٰ اس کی آخرت بھی سنور جائے گی اور دنیا میں فائدہ بھی اٹھا سکے گا۔کیوں کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے'' اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ۔(بخاری رقم الحدیث ۱)

مذکورہ بالا آیت کریمہ کے پیش نظر فقیر نے تین سال قبل ایک گروپ بنام شرعی سوال

وجواب گروپ بنایا تھا جس میں عوام اہلسنت کو وائس کے ذریعہ دینی فقہی مسائل بتاتا رہا۔پھر اچانک محب گرامی مولانا محمد علی واحدی نے بتایا کہ مولانا محمد وسیم فیضی صاحب نے ایک گروپ بنام مسائل شرعیہ بنایا ہے اس میں آپ کی ضرورت ہے پھر محب گرامی کے اصرار پر مسائل شرعیہ میں شامل ہو کر دینی خدمات کو انجام دینے لگا ابھی چند دن گزرے تھے کہ بانی گروپ مولانا محمد وسیم فیضی صاحب نے فقیر کو بحیثیت نائب سرپرست منتخب کر دیا۔فقیر اس کا اہل تو تھا ہی نہیں اور نہ اب ہے مگر اراکین کے اصرار پر مجبوراً قبول کرنا پڑا۔پھر فقیر سے جس طرح بھی ہوسکا گروپ کی رہنمائی کرتا رہا۔جملہ فتاویٰ کو گوگل وفیس بک کے ذریعہ پوری دنیا میں پھیلا دیا گیا تاکہ لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔مگر کچھ مہینہ قبل کئی ایک حضرات کی فرمائش ہوئی کہ فتاوی مسائل شرعیہ پی ڈی ایف کی شکل میں لایا جائے فقیر کئی ایک گروپ میں مجیب اور مصدق کی حیثیت سے ذمہ داری نبھا رہا تھا اس لئے اس کام سے انکار کر کے بانی گروپ کے ذمہ چھوڑ دیا۔مگر مولانا محمد وسیم فیضی صاحب نے یہ کہہ کر پھر میرے ذمہ چھوڑ دیا کہ آپ کے پاس لیپ ٹاپ ہے لہٰذا آپ ہی اس کام کو انجام دیں۔حالانکہ مصروفیات اس قدر تھی کہ کبھی کبھی وقت پر کھانا بھی میسر نہیں ہوتا تھا مگر رب کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے اس کام کو انجام دینا شروع کر دیا۔جب وقت دامن گیر ہوتا تو کلام اعلیٰ حضرت سے دل کو مطمئن کر لیتا کہ۔

اے! رضا ہر کام کا اک وقت ہے ۔۔۔ دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

فقیر گاہِ بگاہِ کام کرتا رہا حتی کہ کتاب مکمل ہوگئی جس میں معزز ومؤقر علمائے کرام کے تصدیقات موجود ہیں فقیر دل کی گہرائیوں سے خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ قاضی شرع گوا کا شکر گزار ہے جنھوں نے ہر موقع پر رہنمائی فرمائی اور اس کتاب کا نام اخذ کیا۔ساتھ ہی خلیفۂ نبیرۂ حضور شعیب الاولیاء صاحب فتاویٰ یارعلویہ حضرت علامہ ومولانا الحاج الشاہ مفتی **منظور احمد یارعلوی** رئیس الافتاء

والتدریس دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی کا شکرگزار ہے جنھوں نے اول تا آخر اس کتاب کو پڑھ کر تصدیق فرمائی۔ساتھ ہی پیر طریقت رہبر راہ شریعت مصلح قوم وملت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت بقیۃ السلف عمدۃ الخلف حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی تطہیر احمد رضوی بریلوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ و ناشر مسلک اعلیٰ حضرت مناظر اہلسنت قاطع رافضیت وغیر مقلدیت غازی اسلام خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی صوفی محمد کلیم حنفی رضوی صاحب قبلہ مدظلہ النورانی بانی وصدر سنی جمیعۃ الاحناف کرلا ممبئی مہاراشٹر کا شکرگزار ہے جنھوں نے تأثرات تحریر فرما کر فقیر کی حوصلہ افزائی کی۔ساتھ ہی مخزن علم وادب رونق بزم مفتیاں جامع علوم عقلیہ ونقلیہ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی عبدالرحمن صاحب قبلہ رضوی دامت برکاتہم القدسیہ شیخ التفسیر والحدیث جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو یوپی الہند کا شکرگزار ہے جنھوں نے کلمۂ تحسین رقم فرما کر کتاب کو رونق بخشا۔ساتھ ہی پیر طریقت رہبر راہ شریعت شہزادۂ نور العین حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید محمد خلیق اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کچھوچھہ شریف پرنسپل دارالعلوم اہلسنت اشرفیہ مظہر العلوم دھانے پور گونڈہ وخلیفۂ اعظم فیض یافتگان خلفائے اعلی حضرت، شمس الطریقہ، بدرالشریعہ، غیض الوہابیّہ، بے تاج بادشاہ، اسیر تحفّظ ناموس رسالت مآب ﷺ، ارشد المشائخ، ارشد ملّت حضرت پیر ابوالبرکات محمّد ارشد سبحانی مدظلہ العالی والنورانی (بانی وسرپرستِ اعلی ماہنامہ ارشدیہ کا شکرگزار ہے جنھوں اپنی دعاؤں سے نوازہ۔ساتھی ہی پیر طریقت رہبر راہ شریعت شہزادہ حضور بدر ملت، خلیفہ حضور تاج الشریعہ مفتی مذاہب اربعہ مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد رابع نورانی شاہ بدری صدیقی مدظلہ العالی استاذ الافتاء والتدریس دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف وسجادہ نشین آستانہ عالیہ حضور بدرالعلماء بڑھیا شریف وقاضی شرع ضلع سدھارتھ نگر یوپی الہند کا شکرگزار ہے جنھوں نے تقریظ لکھ کر کتاب کی اہمیت اجاگر کی۔ساتھ ہی خلیفۂ حضور ارشد ملت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت ماہر افہام وتفہیم، حضرت علامہ ومولانا محمد ابراہیم خاں امجدی قادری رضوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

کا شکر گزار ہے جنھوں نے کتاب کی تصحیح میں فقیر کے معاون رہے۔ساتھ ہی جملہ اراکین کا شکر گزار ہے کہ کتاب کو پروف ریڈنگ کر کے غلطیوں سے پاک کئے اور ہر موقع پر فقیر کا ساتھ دئے۔

دعا ہے مولیٰ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے جملہ احباب کے علم وعمل رزق وعمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرما۔دونوں جہان کی نعمتوں سے مالامال فرما۔اورحرمین شریفین کی زیارت نصیب فرما۔اورخاتمہ ایمان پرفرما۔آمین ثم آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

چونکہ انسان خطاونسیان کا پتلا ہے اس لئے غلطی کا امکان ہے حالانکہ حتی الامکان تصحیح کی کوشش کی گئی ہے پھر بھی کوئی کمی نظر آئے تو شیئر کرنے کے بجائے منتظمین کے نمبرات پر رابطہ کر کے اصلاح فرمائیں میں آپ کا شکر گزار رہوں گا۔

فقیر تاج محمد قادری واحدی

نائب سرپرست گروپ

۷/ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ

مطابق

۲۱/ جنوری ۲۰۲۱ء بروز جمعرات

9984820639 8303879296

7652081430 9839838462

7276556912

(سوال و جواب کا سلسلہ)

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ
مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
امابعد

محب گرام مولانا محمد وسیم فیضی صاحب قبلہ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ مولانا موصوف نے عوام اہلسنت کی رہنمائی کے لئے ایک گروپ بنام ''مسائل شرعیہ'' بنایا تاکہ عوام اہلسنت ضرورت کے مطابق علمائے کرام سے سوال کر کے علم میں اضافہ کرسکیں۔ ویسے یہ سوال و جواب کا سلسلہ اللہ رب العزت نے ارواح کی تخلیق کے ساتھ آغاز فرمایا ارشاد ہوا ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ'' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ روحوں نے جواب دیا ''قَالُوْا بَلٰی'' کیوں نہیں یعنی ہاں تو ہمارا رب ہے۔

اللہ رب العزت کا سوال فرشتوں سے

جب سیدنا آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنانا چاہا تو فرشتوں سے فرمایا (انی جاعل فی الارض خلیفۃ) میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ (قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ) (فرشتے) بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے، تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔ فرمایا (اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ) مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

(پھر) اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام (اشیاء کے) نام سکھائے پھر سب (اشیاء) کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا (فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ) سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔ (قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَاؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ

(فرشتے) بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم وحکمت والا ہے۔(قَالَ يٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْۚ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ) فرمایا اے آدم بتادے انہیں سب (اشیاء کے) نام جب اس نے (یعنی آدم علیہ السلام نے) انہیں سب اشیاء کے نام بتادیئے فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

(کنزالایمان،سورہ بقرہ ۳۰ تا ۳۳)

اللہ رب العزت کا سوال سیدنا آدم علیہ السلام سے

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جب حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اجتہادی خطا ہوئی تو (عرصۂ دراز تک حیران و پریشان رہنے کے بعد) انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، مجھے محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صدقے میں معاف فرمادے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تم نے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کو کیسے پہچانا؟ حالانکہ ابھی تو میں نے اسے پیدا بھی نہیں کیا؟ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے عرض کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جب تو نے مجھے پیدا کر کے میرے اندر روح ڈالی اور میں نے اپنے سر کو اٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر ” لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ “ لکھا دیکھا، تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اس کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا، بیشک وہ تمام مخلوق میں میری بارگاہ میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔تم اس کے وسیلے سے مجھ سے دعا کرو میں تمہیں معاف کردوں گا اور اگر محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نہ ہوتے تو

میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔(مستدرك،ومن كتاب آيات رسول الله صلى الله عليه وسلم التى فى دلائل النبوة، استغفار آدم عليه السلام بحق محمد صلى الله عليه وسلم، ۳/ ۵۱۷،الحدیث:۴۲۸۶،معجم الاوسط، من اسمہ محمد، ۵/ ۳۶،الحدیث: ۶۵۰۲،دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع ابواب غزوۃ تبوک، باب ماجاء فی تحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔الخ، ۶/ ۴۸۹ بحوالہ تفسیر صراط الجنان)

اللہ رب العزت سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا عریضہ

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے رب ذو الجلال سے عرض کیا جس کو قرآن نے یوں بیان کیا'' وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ''،اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جِلائے گا (قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ) فرمایا کیا تجھے یقین نہیں؟ (قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ) عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے (قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ) فرمایا تو اچھا، چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلالے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلاوہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔(کنزالایمان،سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۶۰)

اللہ رب العزت کا موسیٰ علیہ السلام سے سوال

اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا(وَمَا تِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰى)اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ؟ (قَالَ هِیَ عَصَایَۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَیْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى)عرض کی یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام ہیں۔(کنزالایمان،سورہ طہ آیت نمبر ۱۸)

اللہ تعالیٰ کا حضرت عزیر علیہ السلام سے سوال

بیان کیا جاتا ہے کہ جب بُخت نصر بادشاہ نے بیت المقدس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل کو

قتل و غارت گری کرکے تباہ کر ڈالا تو ایک مرتبہ حضرت عُزیر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا وہاں سے گزر ہوا، آپ کے ساتھ ایک برتن کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا اور آپ ایک گدھے پر سوار تھے، تمام بستی میں پھرے لیکن کسی شخص کو وہاں نہ پایا، بستی کی عمارتیں گری ہوئی تھیں، آپ نے تعجب سے کہا "اَنّٰی یُحۡیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعۡدَ مَوۡتِهَا" اللہ تعالیٰ انہیں ان کی موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟ اس کے بعد آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی سواری کے جانور کو وہاں باندھ دیا اور خود آرام فرمانے لگے، اسی حالت میں آپ کی روح قبض کرلی گئی اور گدھا بھی مرگیا۔ یہ صبح کے وقت کا واقعہ ہے، اس سے ستر برس بعد اللہ تعالیٰ نے ایران کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کو غلبہ دیا اور وہ اپنی فوجیں لے کر بیتُ المقدس پہنچا، اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقے پر آباد کیا اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ دوبارہ یہاں آ کر بیتُ المقدس اور اس کے گردونواح میں آباد ہوگئے اور ان کی تعداد بڑھتی رہی۔ اس پورے عرصے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عُزیر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا اور کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا، جب آپ کی وفات کو سو سال گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ کیا، پہلے آنکھوں میں جان آئی، ابھی تک تمام جسم میں جان نہ آئی تھی۔ بقیہ جسم آپ کے دیکھتے دیکھتے زندہ کیا گیا۔ یہ واقعہ شام کے وقت غروبِ آفتاب کے قریب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے فرمایا (كَمۡ لَبِثۡتَ) فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا؟ (قَالَ لَبِثۡتُ يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ)؟ عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم (قَالَ بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَةَ عَامٍ فَانۡظُرۡ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمۡ يَتَسَنَّهۡ‌ۚ وَ انۡظُرۡ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجۡعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ انۡظُرۡ اِلَى الۡعِظَامِ كَيۡفَ نُنۡشِزُهَا ثُمَّ نَكۡسُوۡهَا لَحۡمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ) فرمایا نہیں تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ (کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں) اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے

واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہوگیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

(کنزالایمان، سورہ بقرہ ۲۵۹)

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انکی قوم کے لوگوں کا سوال

بیان کیا جاتا ہے کہ سیدہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہا تو رب ذوالجلال نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس فرشتہ بھیجا چونکہ فرشتہ انسانی شکل میں تھا اس لئے آپ فرشتے کو دیکھ کر ڈر گئیں اور کہنے لگیں (قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا) بولی میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے (قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا) (فرشتہ) بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔ (قَالَتْ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِیًّا) بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو نہ کسی آدمی نے ہاتھ لگا یا نہ میں بدکار ہوں۔ (قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا) کہا یونہی تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ٹھہر چکا ہے۔

جب حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاملہ ہوگئیں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے بعد بچہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں لے کر قوم کے پاس گئیں تو قوم کے لوگ آپ پر الزام لگانے کے لئے طرح طرح کے سوال کرنے لگے جس کو قرآن نے یوں بیان کیا (فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ) تو اسے گود میں لئے اپنی قوم کے پاس آئی (قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْــٴًـا فَرِیًّا) (قوم کے لوگ) بولے اے مریم بیشک تو نے بہت بری بات کی (یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا) اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور

نہ تیری ماں بدکار۔

قوم کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ابھی شادی بھی نہیں ہوئی پھر یہ بچہ کہاں سے آیا حالانکہ تیرا باپ بھی برا آدمی یعنی عیاش باز نہ تھا اور نہ ہی تمہاری والدہ اس طرح تھی پھر آپ نے ایسا کیوں کیا ؟ چونکہ آپ نے حکم خداوندی سے روزہ رکھا ہوا تھا اور آپ کی شریعت میں روزہ دار کو بولنا بھی منع تھا اس لئے آپ نے جواب نہ دیکر بچے یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف انگلی کا اشارہ کیا مطلب اسی بچے سے جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو قرآن کہتا ہے (فَاَشَارَتۡ اِلَيۡهِ)اس پر مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا(قَالُوۡا كَيۡفَ نُكَلِّمُ مَنۡ كَانَ فِى الۡمَهۡدِ صَبِيًّا)وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے۔(قَالَ اِنِّىۡ عَبۡدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰنِىَ الۡكِتٰبَ وَ جَعَلَنِىۡ نَبِيًّا) بچہ (حضرت عیسی علیہ السلام) نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا۔(کنزالایمان،سورہ مریم آیت نمبر ۲۹ تا ۳۰)

حضور ﷺ سے سیدنا جبریل علیہ السلام کا سوال

بخاری شریف میں ایک لمبی حدیث ہے جو حدیث جبریل کے نام سے مشہور ہے جس کے راوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں جس کو امام بخاری ومسلم نے بخاری ومسلم میں اور صاحب مشکوۃ نے مشکوۃ میں نقل کیا ہے۔مختصر مفہوم یہ ہے کہ سیدنا جبریل علیہ السلام نے انسانی شکل و صورت میں آ کر حضور علیہ السلام سے عرض کیا(قال یا محمد أخبرنی عن الإسلام) اے محمد ﷺ! مجھ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمائیے؟(قال الإسلام : أن تشهد أن لا إله إلا الله وأن محمد رسول الله وتقيم الصلاة وتؤتي الزكوٰة وتصوم رمضان وتحج البيت إن استطعت إليه سبيلا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم اس حقیقت کا اعتراف کرو اور گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور پھر تم پابندی سے نماز پڑھو (اگر صاحب نصاب ہوتو) زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور زاد راہ

میسر ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔پھر سیدنا جبریل علیہ السلام نے عرض کیا(قال : فأخبرنی عن الإیمان)اے محمد ﷺ! اب ایمان کی حقیقت بیان فرمائیے؟(قال : أن تؤمن باللہ وملائکتہ و کتبہ ورسلہ والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ) آپ ﷺ نے فرمایا(ایمان یہ ہے کہ)تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو،اس کے رسولوں کو اور قیامت کے دن کو دل سے مانو اور اس بات پر یقین رکھو کہ برا بھلا جو کچھ پیش آتا ہے وہ نوشتہ تقدیر کے مطابق ہے۔پھر سیدنا جبریل علیہ السلام نے عرض کیا(قال : فأخبرنی عن الإحسان) احسان کیا ہے؟(قال : أن تعبد اللہ کأنك تراہ فإن لم تکن تراہ فإنہ یراك) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا ممکن نہ ہو (یعنی اتنا حضور قلب میسر نہ ہو سکے) تو پھر (یہ دھیان میں رکھو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔پھر سیدنا جبریل علیہ السلام نے عرض کیا(قال : فأخبرنی عن الساعۃ)قیامت کے بارے میں مجھے بتائیے (کہ کب آئے گی؟)(قال :ما المسؤول عنھا بأعلم من السائل) آپ ﷺ نے فرمایا اس بارے میں جواب دینے والا،سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔پھر سیدنا جبریل علیہ السلام نے عرض کیا(قال : فأخبرنی عن أماراتھا) (قیامت) کی کچھ نشانیاں ہی مجھے بتادیجئے؟(قال:أن تلد الأمۃ ربتھا وأن تری الحفاۃ العراۃ العالۃ رعاء الشاء یتطاولون فی البنیان) آپ ﷺ نے فرمایا لونڈی اپنے آقا کو مالک کو جنے گی اور برہنہ پا، برہنہ جسم مفلس وفقیر اور بکریاں چرانے والوں کو تم عالی شان مکانات وعمارت میں فخر وغرور کی زندگی بسر کرتے دیکھو گے۔(صحیح البخاری ومسلم)

حضور ﷺ سے اہل مکہ کا سوال

قرآن مجید میں متفرق کئی ایک مقامات پر ہے کہ اہل مکہ نے بوقت ضرورت حضور ﷺ سے سوال کیا جس کو قرآن مجید نے یوں بیان کیا(۱)(یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ قُلۡ هِیَ مَوَاقِیۡتُ

لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ وَ لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں تم فرمادو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لئے اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھیت (پچھلی دیوار) توڑ کر آؤ ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے، اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (کنزالایمان، سورہ بقرہ ۱۸۹)

(۲)(یَسْــٴَـلُوْنَكَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ) تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں، تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے اور جو بھلائی کرو بیشک اللہ اسے جانتا ہے۔ (کنزالایمان، سورہ بقرہ ۲۱۵)

(۳) (یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِؕ-قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ كَبِیْرٌؕ-وَ صَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِۗ-وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِۚ-وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِؕ-وَ لَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى یَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِیْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْاؕ-وَ مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓىٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِۚ-وَ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ-هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ) تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے کا حکم تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے بسنے والوں کو نکال دینا اللہ کے نزدیک یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں اور ان کا فساد قتل سے سخت تر ہے اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر بن پڑے اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا، دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔

(کنزالایمان، سورہ بقرہ ۲۱۷)

(۴)(یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡخَمۡرِ وَ الۡمَيۡسِرِؕ-قُلۡ فِيۡهِمَاۤ اِثۡمٌ كَبِيۡرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثۡمُهُمَاۤ اَكۡبَرُ مِنۡ نَّفۡعِهِمَا) تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔(سورہ بقرہ ۲۱۹)

(۵)وَ يَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَا ذَا يُنۡفِقُوۡنَ قُلِ الۡعَفۡوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَتَفَكَّرُوۡنَ) اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو فاضل بچے، اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم سوچ کر کرو۔ (کنزالایمان، سورہ بقرہ ۲۱۹)

(۶) وَ يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡيَتٰمٰىؕ-قُلۡ اِصۡلَاحٌ لَّهُمۡ خَيۡرٌ وَ اِنۡ تُخَالِطُوۡهُمۡ فَاِخۡوَانُكُمۡؕ-وَ اللّٰهُ يَعۡلَمُ الۡمُفۡسِدَ مِنَ الۡمُصۡلِحِؕ-وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعۡنَتَكُمۡؕ-اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ) اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر اپنا ان کا خرچ ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے، اور اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈالتا، بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔(کنزالایمان، سورہ بقرہ ۲۲۰)

(۷)وَ يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡمَحِيۡضِؕ-قُلۡ هُوَ اَذًى فَاعۡتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الۡمَحِيۡضِ وَ لَا تَقۡرَبُوۡهُنَّ حَتّٰى يَطۡهُرۡنَ فَاِذَا تَطَهَّرۡنَ فَاۡتُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُؕ-اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيۡنَ وَ يُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِيۡنَ) اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہوجائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بیشک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔(کنزالایمان، سورہ بقرہ ۲۲۲)

(۸)وَ يَسۡتَفۡتُوۡنَكَ فِى النِّسَآءِؕ-قُلِ اللّٰهُ يُفۡتِيۡكُمۡ فِيۡهِنَّۙ-وَ مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فِى الۡكِتٰبِ فِىۡ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِىۡ لَا تُؤۡتُوۡنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرۡغَبُوۡنَ اَنۡ تَنۡكِحُوۡهُنَّ وَ الۡمُسۡتَضۡعَفِيۡنَ مِنَ الۡوِلۡدَانِۙ-وَ اَنۡ تَقُوۡمُوۡا لِلۡيَتٰمٰى بِالۡقِسۡطِؕ-وَ مَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا) اور تم سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ تمہیں ان کا فتویٰ دیتا ہے اور وہ جو تم پر قرآن میں پڑھا جاتا ہے ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو ان کا مقرر ہے اور انہیں نکاح میں بھی لانے سے منہ پھیرتے ہو اور کمزور بچوں کے بارے میں اور یہ کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو اور تم جو بھلائی کرو تو اللہ کو اس کی خبر ہے۔(کنزالایمان، سورہ نساء ۱۲۷)

(۹)يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَ هُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَ اِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ) اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں سے اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دوتہائی اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر اللہ تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔(کنزالایمان، سورہ نساء ۱۷۶)

(۱۰) يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ۔ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ۔اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ) پوچھتے ہیں انصاف کا دن کب ہوگا۔اس دن ہوگا جس دن وہ آگ پر تپائے جائیں گے۔اور فرمایا جائے گا چکھو اپنا تپنا یہ ہے وہ جس کی تمہیں جلدی تھی۔بیشک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں۔(سورہ ذاریات ۱۲ تا ۱۵)

(۱۱)(وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا) اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں، تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور

تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔(کنزالایمان،سورہ اسراء ۸۵)

(۱۲)وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا۔فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا۔لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا۔ اورتم سے پہاڑوں کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کرکے اڑا دے گا،تو زمین کو پٹ پر (چٹیل میدان) ہموار کر چھوڑے گا کہ تو اس میں نیچا اونچا کچھ نہ دیکھے۔(کنزالایمان،سورہ طہ ۱۰۵تا۱۰۷)

حتیٰ کہ یہ سوال و جواب کا سلسلہ صحابۂ کرام،تابعین،تبع تابعین،ائمہ مجتہدین،فقہائے کرام،علمائے اہلسنت سے ہوتا رہا اور رہے گا کیونکہ ارشاد ربانی ہے(فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ)تو اے لوگو!علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔(سورہ نحل آیت نمبر ۴۳)

نکیرین کا سوال مردوں سے

اور سوال و جواب کا سلسلہ صرف زندگی تک محدود نہیں ہے بلکہ بعد وفات قبر وحشر میں بھی ہوتا رہے گا۔چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی بندے کا انتقال ہو جاتا ہے تو بعد دفن فرشتے اس سے تین سوال کرتے ہیں پہلا سوال (من ربك) یعنی تیرا رب کون ہے؟ مردہ اگر نیکوکار مسلمان ہے تو کہتا ہے (ربی الله)میرا رب اللہ ہے۔پھر فرشتہ پوچھتا ہے(مادينك)تیرا دین کیا ہے؟ مومن بندہ جواب دیتا ہے (ديني الاسلام) میرا دین اسلام ہے۔پھر فرشتہ پوچھتا ہے (ما كنت تقول فی هذا الرجل)ان کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ مومن بندہ جواب دیتا ہے (هو رسول الله ﷺ) وہ تو نبی کریم ﷺ ہیں۔اور کافر ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے (هاها لا ادری)ہائے افسوس میں کچھ نہیں جانتا(عامۂ کتب احادیث وفقہ)

بروز حشر کا سوال

ساعت قیامت،آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب فنا کر دی جائے گی پھر باری تعالیٰ اس دن یوں ارشاد فرمائے گا(لمن الملك اليوم؟) کل تک سب کہتے تھے یہ

ملک میرا ہے یہ ملک میرا ہے آج بتاؤ کس کی بادشاہی ہے۔ مگر کون ہوگا جو اس وقت جواب دیگا۔ پھر خود ہی فرمائے گا(لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ)اک اللہ قہر والے کی۔ اس وقت باسم قہار اپنا وصف بیان فرمائے گا کہ وہ تجلی شان قہر کی ہوگی۔

یونہی اپنے بندوں سے سوال کرے گا تمام نعمتوں کے بارے میں عمر کے بارے میں رزق کے بارے میں الغرض کی ذرہ ذرہ کے بارے میں پوچھے گا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ سوال جواب کا سلسلہ تخلیق ارواح سے لیکر حشر تک جاری رہے گا۔

آخر میں میں محب گرام مولانا محمد وسیم فیضی صاحب قبلہ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ مولانا موصوف نے عوام اہلسنت کی رہنمائی کے لئے ایک گروپ بنام ”مسائل شرعیہ“ بنایا تاکہ عوام ضرورت کے مطابق علمائے کرام سے سوال کر کے علم میں اضافہ کرسکیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ اس گروپ میں متعدد علماء شرکت کئے کتاب العقائد یعنی اس جلد میں تقریبا (۲۵) علمائے کرام کے (۲۶۱) فتوے موجود ہیں۔ جس میں فقیر راقم الحروف (تاج محمد قادری واحدی) کے (۴۴) بھی فتوے موجود ہیں۔

دعا ہے مولیٰ تعالیٰ بانی گروپ مولانا وسیم فیضی صاحب قبلہ و جملہ اراکین کی محنتوں کو قبول فرما، اپنے فضل سے اجر عظیم عطا فرما، اس کتاب کو مقبول عوام خواص بنا، اور عوام اہلسنت کو اس کتاب سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

نائب سرپرست

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(تقریظ جلیل)

خلیفۂ حضور ارشد ملت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، ماہر افہام وتفہیم، حضرت علامہ، مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی، قادری، رضوی، صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

مقام: رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ اترولہ ضلع بلرامپور یوپی خطیب وامام غوثیہ مسجد بھیونڈی مہاراشٹر

نحمدہ و نصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم

(قال اللہ تعالیٰ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ (سورہ نحل آیت نمبر ۴۳)

”عن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین“ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔ (بخاری مصری حدیث نمبر ۳۱۱۶، مسلم، مشکوۃ شریف کتاب العلم)

عہد رسالت سے لے کر آج تک احکام شرعیہ عوام تک پہنچانے کا کام ہوتا رہا ہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تعلیم دی صحابہ سے تابعین تبع تابعین ائمہ مجتہدین فیض یاب ہوتے رہے اسی طرح علمائے ربانیین اپنے اپنے وقتوں میں مسائل شرعیہ لوگوں تک پہنچاتے رہے پھر تیرہویں صدی کے اوائل میں کچھ ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے مسائل شرعیہ کو غلط طور پر لوگوں کے درمیان پہنچانے کا کام انجام دینا شروع کیا رب تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنا فضل عظیم فرمایا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان جیسی شخصیت جلوہ گر ہوئی جس نے حق و باطل کو ظاہر فرمادیا۔ پھر علمائے اہلسنت بڑی ہی عرق ریزی سے خدمت فقہ وفتاویٰ میں مصروف رہے لیکن جب انٹرنیٹ کا دور شروع ہوا پھر باطل طاقتوں نے سوشل میڈیا

پر دینی مسائل کو عام کرنا شروع کیا جو عوام اہلسنت کے لئے زہر ہلاہل ثابت ہو رہا تھا۔ایسے پرخطر دور میں عوام کو غلط مسائل سیکھنے سے بچانا اور صحیح مسائل ان تک پہنچانا بہت ہی ضروری ہوگیا تھا اسی لئے عزیزم مولانا محمد وسیم صاحب نے بہت ہی کوشش اور محنت کرکے ایک گروپ بنام ''مسائل شرعیہ'' کا آغاز کیا اور سوشل میڈیا پر تشنگان علوم نبویہ کو علم دین سے سیراب کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور کثرت سے علمائے کرام و مفتیان عظام گروپ ہذا میں شامل ہوتے رہے۔اور مولانا موصوف کا ساتھ دیتے رہے۔پھر یہ بات لائی گئی کہ سوشل میڈیا پر بھی سوالوں کے جواب آسانی کے ساتھ عوام تک پہنچایا جاسکے،جس کی ذمہ داری مولانا صہیب رضا رزمی صاحب قبلہ نے اٹھایا اور اس کام کو انجام دیکر گروپ کو چار چاند لگا دیا۔جس سے عوام اہلسنت باطل فرقوں کی غلط بیانی سے محفوظ ہوتے رہے''مسائل شرعیہ گروپ'' نے عوام اہل سنت کو غلط مسائل سے بچانے کی کوشش کی اور الحمدللہ بچایا بھی جیسا کہ بدمذہبوں نے فتوی دیا لاک ڈاؤن کے ماحول میں لوگ عیدالفطر کی نماز گھر پر ادا کر سکتے ہیں فوراً مسائل شرعیہ گروپ کے علماء نے اس کارد کیا کہ شرائط نہ پائی جانے کی وجہ سے مسلمان معذور ہیں اس بارے میں فقیر کا ہی فتوی مسائل شرعیہ کی طرف سے عام ہوا جو فتاوی مسائل شرعیہ میں موجود ہے۔

الحمدللہ مسائل شرعیہ کے علمائے کرام نے ان نئی نئی شکلوں اور دور حاضر کے جدید قسم کے مسائل کو بھی کلیات و جزئیات سے واضح فرمایا اور اب انہیں مقدس فتاوٰں کو یکجا کرکے پی ڈی ایف کی شکل میں عوام تک پیش کیا جارہا ہے کہ تاکہ عوام نئے نئے پیچیدہ مسائل کو باآسانی تلاش کرسکیں۔بحمدہ تعالیٰ فقیر نے پوری کتاب کو پڑھا اور ایک ایک فتوے کو بغور دیکھا اس لئے میں بلاخوف لومۃ لائم کہہ سکتا ہوں کہ ''فتاوی مسائل شرعیہ'' کے فتاوے مستند و معتمد ہیں،

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ بانی گروپ مولانا وسیم صاحب،وجملہ اراکین و ممبران نیز مسائل شرعیہ گروپ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور''فتاوی

مسائل شرعیہ'' کو عوام و خواص میں مقبول فرمائے اور اس کتاب سے عوام اہلسنت کو کما حقہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

دعا گو

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

مقام رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ اترولہ ضلع بلرامپور یوپی

خطیب و امام غوثیہ مسجد بھیونڈی مہاراشٹر

(تقریظ جمیل)

پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، شہزادہ حضور بدر ملت، خلیفہ حضور تاج الشریعہ، مفتی مذاہب اربعہ، مصنف کتب کثیرہ، حضرت علامہ، الحاج، الشاہ، مفتی محمد رابع نورانی شاہ بدری صدیقی مدظلہ العالی استاذ الافتاء والتدریس دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف وسجادہ نشین آستانہ عالیہ حضور بدر العلماء بڑھیا شریف وقاضی شرع ضلع سدھارتھ نگر یوپی الہند

باسمہ تعالی

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد! زیر نظر کتاب فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد اول جو ناشر مسلک رضویت عزیزم مولانا غلام محمد صدیقی فیضی سلمہ ربہ فاضل دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف کے ذریعے باصرہ نواز ہوئی یہ مختلف مفتیان کرام کے مستند فتاوں کا مجموعہ ہے جس کے مرتب فاضل گرامی حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی زید مجدہٗ ہیں۔فقہ وافتاء کا کام کس قدر اہم ہے اہل نظر سے مخفی نہیں یوں تو فقہ کے معنی دین کی گہری سمجھ، تاہم اصطلاح میں احکام شریعت کو تفصیلی دلائل کے ساتھ جاننے کا نام فقہ ہے، فقہ میں مہارت پیدا کرنا امت پر فرض کفایہ ہے، ہر دور میں ایسے ماہر علماء کا وجود ناگزیر ہے جو ضرورت کے وقت امت کی دینی وشرعی راہنمائی کرسکیں، قرآن وحدیث میں تفقہ فی الدین کی ضرورت وافادیت بیان کی گئی ہے۔

سورۂ توبہ آیت ۱۲۲ ر میں ہے "فَلَوۡ لَا نَفَرَ مِنۡ كُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوۡا فِى الدِّيۡنِ وَ لِيُنۡذِرُوۡا قَوۡمَهُمۡ اِذَا رَجَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَحۡذَرُوۡنَ "تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔(کنزالایمان)

فقہ سراپا خیر ہے اور تفقہ فی الدین ایک عظیم نعمت ہے حدیث میں ہے: من یُرد اللہ بہ خیرًا یُفقّھہ فی الدین " جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔(بخاری شریف)

فقہ میں اشتغال افضل ترین عبادت ہے اور تفقہ باعث عزت وشرافت ہے، ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے بڑھ کر ہوتا ہے، فقہائے کرام روحانی طبیب ہوتے ہیں۔

اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کرسکا جستہ جستہ دیکھا حوالوں سے مزین پایا جدید مسائل پر بھی خامہ فرسائی کی گئی ہے۔

دعا ہے کہ مولائے کریم ان مفتیان کرام کی اس کاوش دینی کو قبول فرمائے اور ان کے میزان حسنات میں اضافہ کا باعث بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلیھم وعلی آلہ وصحبہ وبارك وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

محمد رابع نورانی بدری ابن حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ

خادم دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف

وسجادہ نشین آستانہ بدر ملت علیہ الرحمہ بڑھیا ضلع سدھارتھ نگر یوپی الہند

۶/ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ

مطابق

۲۰/ جنوری ۲۰۲۱ء بروز بدھ

(کلمات دعائیہ)

پیر طریقت رہبر راہ شریعت شہزادۂ نور العین حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید محمد خلیق اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کچھوچھہ شریف پرنسپل دار العلوم اہلسنت اشرفیہ مظہر العلوم دھانے پور گونڈہ

حامدا ومصلیا ومسلما

امابعد! فتویٰ نویسی ایک مشکل امر ہے ہر شخص کی بساط کہاں کہ یہ کام کرسکے، اس کے لیے فقہ کے فطری ذوق وملکہ کے ساتھ اتنی فقہی مہارت ضروری ہے کہ راجح ومرجوح اور قوی وضعیف اقوال کا علم رکھتے ہوئے صحیح وغیر صحیح میں تمیز کرسکے، مسائل اور ان کے متعلقات پر قابل اعتماد عبور اور حالاتِ زمانہ پر گہری نظر ہو علامہ خیر الدین رملي علیہ الرحمہ نے فتاویٰ خیریہ میں ایک فتویٰ کے ضمن میں لکھا ہے کہ: مفتی اور قاضی کے لیے فرض ہے کہ تحقیق کے بعد جواب دیں، اٹکل پچو نہ ہانکیں، حلال کو حرام یا حرام کو حلال ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے سے ڈریں، شرعی حکم بتانے میں خواہشات کی پیروی اور مال کی طرف میلان بڑی آفت اور مصیبتِ کبریٰ ہے اسے اپنے لیے ہرگز روا نہ رکھیں، اس سلسلے میں بے باکی اپنانے والا بدبخت اور جاہل ہے (فتاویٰ خیریہ ج2 ص 131)

ہر شخص کے پاس شریعت کا اتنا علم نہیں جو اس کے سارے مسائل کے لیے کافی ہو اور طبیعت پر عمل ایمانی تقاضے کے خلاف ہے اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: فاسئلوا أهل الذکر إن کنتم لاتعلمون" یعنی اگر تمھیں علم نہ ہو تو اہلِ علم سے پوچھو مخلصانہ طریقے سے عوام کی شرعی رہنمائی ایک بہت عظیم دینی خدمت ہے جو بے انتہا اجر وثواب کا باعث ہے آج جب کہ شوسل میڈیا پر غلط فتووں کی بھرمار ہے مراعات وتشدد کا معیار شخصیت کو پیشِ نظر رکھ کر طے کیا جاتا ہے، ماحول اور حالات کا جائزہ لیے بغیر لب کشائی اور خامہ فرسائی کرکے انتشار وخلفشار اور علیحدگی کو بڑھاوا دیا جاتا ہے عوام اہل سنت کو جوڑنے کے بجائے انھیں " من شذ شذ فی

النار" کی وحشت گاہ میں ڈھکیلا جارہا ہے ایسے میں ضرورت تھی ایک ایسے گروپ کی جس میں مخلص علماء حالاتِ زمانہ کی رعایت اور مصلحت عوام پر نظر رکھتے ہوئے بلاخوف لومتِ لائم صحیح فتاوی پیش کرتے اور قوم کو غلط روی سے بچا کر ان کی بروقت رہنمائی کرتے بھلا ہو میرے عزیز مولانا محمد وسیم فیضی کا کہ انہیں اس بات کا شدت سے احساس ہوا اور انھوں نے ذمہ دار علمائے کرام و مفتیان عظام کی ایک انجمن سجا ڈالی اور سوشل میڈیا کے راستے پھیل رہی گمراہی، مسائل میں کج فکری و غلط روی کو حتی الامکان لگام دینے میں مشغول ہو گئے یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے انھیں کی مخلصانہ کوششوں کا ثمرہ ہے دعا ہے کہ مولا تبارک وتعالیٰ حسنین کریمین کے صدقے مولانا موصوف اور مسائل شرعیہ کے سارے اراکین کو صحت وسلامتی اور دارین کی برکت وسعادت سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

دعا گو

سید خلیق اشرف اشرفی الجیلانی

(کلماتِ خیر)

خلیفۂ اعظم فیض یافتگان خلفائے اعلیٰ حضرت، شمس الطریقہ، بدر الشریعہ، غیض الوہابیہ، بے تاج بادشاہ، اسیر تحفظ ناموس رسالت مآب ﷺ، ارشد المشائخ، ارشد ملّت حضرت پیر ابو البرکات محمّد ارشد سبحانی مدظلہ العالی والنورانی (بانی وسر پرستِ اعلیٰ ماہنامہ ارشدیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ تعالی عزیزان گرامی ناشر مسلک اعلی حضرت، نازش قلم وقرطاس، تاج ملّت حضرت مولانا تاج محمّد واحدی قادری ارشدی، زید مجدہٗ اور محسن اہلسنّت سرمایہ قوم وملّت حضرت مولانا محمّد ابراہیم خان امجدی ارشدی زید مجدہٗ سے (فتاوی مسائل شرعیہ جلد اوّل) کی خوشخبری سن کر دل باغ باغ ہوگیا۔ حضرت مولانا تاج محمّد قادری واحدی ارشدی زید شرفہٗ اور حضرت مولانا محمد ابراہیم خان امجدی ارشدی زید فضلہٗ کی دینی مذہبی مسلکی تقریری وتحریری خدمات لائق صد تحسین ہیں۔ فقیر مسلک اعلی حضرت کے تعلق سے ان کی خدمات پر بہت ہی خوش ہے اور دادِ تحسین پیش کرتا ہے۔ الحمدللہ تعالی دین وسُنّیت اور مسلک حق اعلی حضرت کی ترویج واشاعت کے لئے مسائل شرعیہ گروپ میں اور میڈیا و دیگر مختلف ذرائع سے بھی دنیا کے مختلف مما لک میں فقیر کے کئی خلفاء علماء خدمات سرانجام دینے میں شب وروز مصروفِ عمل ہیں۔

اللہ تعالی جل جلالہ عزیزان طریقت، حضرت مولانا تاج محمد واحدی ارشدی زید شرفہ، حضرت مولانا محمد ابراہیم خان امجدی ارشدی زید شرفہ اور مسائل شرعیہ گروپ کے جملہ کارکنان و علمائے دین ومفتیان شرع متین کی ان کاوشوں کو شرف قبولیّت عطا فرمائے۔

مولیٰ تعالی عزوجل ہم سبھی کو اتباع شریعت وسنّت کی توفیق اور مسلک حق اعلی حضرت پر ہمیشہ استقامت بخشے۔ آمین

عدیمُ الفرصتی کے باعث فقیر اسی پر اکتفا کرتا ہے اللّٰہ تعالی ہم سب کو خاتمہ بر ایمان، جنّتُ البقیع شریف میں مدفن، بے حساب حتمی مغفرت اور حضور نبیِ اکرم رسول اعظم نور مجسم شفیع اُمم ﷺ کا جنّت الفردوس میں قربِ خاص نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

فقط والسلام خیر ختام

مدینے پاک کا بھکاری

اسفل العباد احقر الناس

خاکپائے علمائے حق اہلسنت

خلیفۂ مجاز فیض یافتگان خلفائے اعلی حضرت فقیر عبد المصطفی ابو البرکات محمد ارشد سبحانی غفرلہ

خادم تلو کرانوالہ شریف فاضل ضلع بھکر

خاک نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف ضلع میانوالی پنجاب پاکستان

(کلمات امتنان وتشکر)

مربی وصدر اعلیٰ گروپ، قاضئ شرع گوا، مربی الفضلا ء، خلیفۂ مجاز، حضور تاج الشریعہ، حضرت علامہ، مولانا الشاہ، مفتی، سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ رب العالمین، و الصلوٰۃ و السلام علی حبیبہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ و علیہم و علی من تبعہم اجمعین

امابعد! رب قدیر اور اس کے حبیب دل پذیر کے فضل و کرم پر اولاً لاکھوں کروڑوں شکرو امتنان پیش کرتا ہوں کہ اس علیم وخبیر مولیٰ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل علمِ دین پھر علمِ فقہ کی تجلیات سے کچھ چھینٹیں عطا فرمائیں! اور ان چھینٹوں کی برکات سے خدمتِ فقہ کی کبھی کبھی حسبِ فرصت تعلیم وتربیت نیز ترتیب و اصلاح اور تصحیح وتصدیق کی خدمات کی نعمت عطا فرمائی! ہمارے مؤقر علماء و مجیبین نے بڑی عرق ریزی سے امتِ مسلمہ کے زمانی تقاضوں پر مشتمل سوالات و استفسارات پر حتی المقدور محنتِ شاقہ سے جوابات مع دلائل حقہ مرتب فرمائے جنہیں تربیتِ افتاء گروپ میں تحقیق و تفتیش اور بحث و تمحیص کے مراحل سے اکابرین علماء اور تجربہ کار مصدقین کی ٹیم نے گذارا اور حتی الامکان خامیوں کی اصلاح کے بعد ان کی مہرِ تصدیقات سے یہ جوابات مزین ہوئے! اگر چہ بڑا اہتمام صحتِ الفاظ و مواد و جواب میں رکھا گیا ہے پھر بھی بتقاضائے بشری خطا و فروگزاشت کا امکان ضرور ہے، فقیر بحیثیتِ مربی و مصدق گروپ پر اب تک کی خدمات پر مطمئن ہے! البتہ بعدِ کتابت مکمل کتاب بالاستیعاب تو نہیں دیکھ سکا اس لئے کہ ایسے ہی کئی دیگر گروپوں میں بھی مصروفیات دامن گیر رہتی ہیں مگر چیدہ چیدہ کچھ مقامات سے بنظرِ غائر مطالعہ کیا اور قابل اطمنان پایا! لہذا بتقاضائے بشری اگر کہیں کوئی خامی کتابت وطباعت میں رہ گئی ہو تو بشفقت منتظمین کو آگاہ کیا جانا اعلیٰ ترین اصلاح ہوگی! اخیر میں بغیر نام لئے اپنے ہمراہ

اس خدمت کے شرکاء اور محبین کے لئے بارگاہِ ایزدی میں دعا گو ہوں کہ وہ اپنا لطفِ عمیم نبی رؤف الرحیم کے صدقۂ وطفیل ہم سب پر فرمائے اور کتاب کو مفید ومقبولِ خواص وعوام بنائے۔ آمین آمین آمین یا رب العالمین بجاه نبیك سید المرسلین صلوات الله تعالیٰ و سلامه علیه و علیهم اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین

العبد الافقر الی اللہ تعالیٰ

سید شمس الحق برکاتی مصباحی

۳؍ جمادی الاخری ۱۴۴۲ھ بروز یکشنبہ

(تأثرات)

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، مناظر اہلسنت، قاطع رافضیت، وغیر مقلدیت، غازی اسلام، خلیفۂ حضور تاج الشریعہ، حضرت علامہ، الحاج، الشاہ، مفتی، صوفی محمد کلیم حنفی رضوی صاحب قبلہ مدظلہ النورانی
بانی وصدر سنی جمیعت الاحناف کرلا ممبئی مہاراشٹر

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی محمد خیر خلقه وخاتم النبیین

اما بعد! عزیز گرامی قدر حضرت مولانا قاری عبیداللہ رضوی بریلوی زیدہ شرفہ کی معرفت ایک جلد میں ضخیم کتاب فتاویٰ مسائل شرعیہ بذریعہ وہاٹسپ ملی۔ وہاٹسپ پر ملنے کا مطلب تو آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ یہ فی الحال کوئی دستی کتاب (Hard copy) نہیں بلکہ برقی کتاب (Soft copy) ہے۔ کتاب کو خال خال دیکھا ماشاءاللہ اس کے مرتب مولانا تاج محمد قادری واحدی زید شرفہ نے آنے والے سوالات کا بہت ہی مدلل ومبرہن جواب دیا ہے، دراصل یہ وہاٹسپ پر تشنگان علوم دینیہ کے وہ سوالات ہیں جو وہ گروپ میں شامل مفتیان کرام سے وہ پوچھتے ہیں، انکا جواب اختصار سے بھی دیا جاسکتا تھا جیسا کی خود فقیر کا معمول ہے، لیکن علامہ قادری نے ہر سوال کے جواب میں بہت ہی شرح وبسط سے کام لیا اور ہر جگہ بحر فقاہت رواں کر دیا۔ بعض جوابات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مرتب موصوف کی فقہ حنفی پر زبردست پکڑ ہے اور وہ ایک کہنہ مشق مفتی ہیں۔ ایک کامل مفتی کی پہچان بھی یہی ہے کہ اسے فقہ میں کمال ہونا چاہئے اور علم فقہ قرآن وسنت سے مستفاد بے شمار علوم میں سے ایک اہم علم ہے جس کے حاملین یعنی فقہاء کا مقام نہایت بلند ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کی یہ حدیث جلد اول صفحہ ۱۶ر پر موجود ہے جس کے راوی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (المتوفی ہجری ۶۰) ہیں۔ اللہ جس بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا فقیہ بناتا ہے۔ اس حدیث کی شرح میں امام ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ (المتوفی ۸۵۲ ہجری) فرماتے ہیں ”وفی ذالك بیان ظاهر لفضل العلماء علی سائر الناس ولفضل التفقه فی الدین علی سائر العلوم“ اس حدیث میں علماء کی سب لوگوں پر اور تفقہ فی الدین کی تمام علوم پر فضلیت بیان کی گئی ہے۔ (فتح الباری جلد ا رصفحہ ۱۳۴)

قابل مبارکباد ہیں ہمارے علماء جو دین متین کی خدمت ہر شعبے میں انجام دے رہے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے عوام اہلسنت کے ایمان و عمل کی حفاظت کا سامان فراہم کر رہے ہیں۔ اخیر میں میں اس دعا کے ساتھ اختتام کرتا ہوں کہ مولی تعالی اس کتاب کو شرف قبولیت بخشے اور مرتبین، معاونین، شرکائے گروپ و دیگر مجیبین اور اس فقہ حنفی کے عظیم شاہکار سے جڑے کسی بھی طرح کے مددگار شخص کو حق تعالی جل شانہ اپنی عنایات سے مالا مال فرمائے، اور نظر بد سے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

سائل امام اعظم

محمد کلیم حنفی رضوی غفرلہ القوی

قصر ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کرلا (ویسٹ) ممبئی الہند

(تأثرات)

پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، مصلح قوم وملت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف، حضرت علامہ، مولانا، الشاہ، مفتی تطہیر احمد رضوی بریلوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ حضرت مولانا تاج محمد صاحب بلرامپوری ”مسائل شرعیہ“ کے نام سے دینی سوالات کے جوابات دینے کا ایک گروپ چلا رہے ہیں جس میں ان کے علاوہ کچھ اور ہماری جماعت کے جوان العمر اصحاب علم وفضل شامل ہیں۔ ان حضرات کے تحریر کردہ فتاوٰی پر مشتمل ایک کتاب بنام ”مسائل شرعیہ“ بھی انہوں نے شائع کی ہے۔ میں اپنی مصروفیات قلت وقت اور عارضۂ ضعف بصارت کی بنا پر ساری کتاب تو نہ پڑھ سکا لیکن بعض فتاوٰی کے مطالعے کا شرف حاصل کیا جس سے اندازہ ہوا کہ جوابات بتوفیقہ تعالیٰ تحقیقی ہیں قرآن وحدیث، اقوال ائمہ و علماء متقدمین ومتاخرین سے مُبرہن ہیں خدائے وحدہ قدوس سعی مشکور فرمائے۔ نوجوان علماء ومفتیان کرام کی اس ٹیم کی یہ دینی کاوشیں لائق ستائش ہیں جماعت کے اکابر علماء کرام ومفتیان عظام کی ذمے داری ہے کہ وہ ان کی حوصلہ افزائی فرمائیں اور مفید مشوروں سے نوازیں۔

کتاب کے ابتدائی اوراق میں کچھ باصلاحیت ذی علم شخصیتوں کی تقریظات تائیدات و تصدیقات بھی نظر سے گذریں جن سے ان فتاویٰ کی اہمیت کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے فتوٰی نویسی کی اہمیت وافادیت اس کی تاریخ وتدوین وتہذیب سے متعلق مضامین بھی کچھ اہل علم وقلم کے لکھے ہوئے منسلک ہیں جن کے بعد اس بارے میں مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں اور اس کام کی اہمیت وافادیت کا کیا کہنا اور کیا بتانا جس کی حیثیت دین میں اصل الاصول کی ہو اور جو صرف

اشاعت نہیں بلکہ اس کی بقا کی ضمانت اور ہر خاص وعام کو اس کی ضرورت رہی ہو اور ہر دور میں سارے اساطین دین الٰہی کا کسی نہ کسی شکل میں مشغلہ رہا ہو۔

''مسائل شرعیہ'' کے جوابات کی ایک خصوصیت وخوبی یہ بھی ہے کہ ہمارے ان مفتیان کرام نے آسان زبان اور عام فہم انداز کو اختیار فرمایا ہے جو موجودہ دور کی اہم ضرورت ہے۔ مفتی ہو یا مدرس، مصنف ہوں یا مقرران کے لئے زبان وبیان، کلام وجواب میں اپنے معیار سے نیچے اتر کر استفادہ کرنے والوں کی سطح پر آنا اور حقائق ودقائق کو ان کی سمجھ کے مطابق انہیں کی زبان میں بیان کر دینا بڑی خوبیوں اور اعلیٰ کمالات سے ہے اور یہ اسی کو میسر آتا ہے کہ توفیق الٰہی جس پر کرم فرماتی ہے۔واللہ الموفق و ھوالھادی المرشد منہ الصواب والیہ المرجع والمآب۔

دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا ہے کہ رب کریم ''مسائل شرعیہ'' کے مرتب حضرت مولانا تاج محمد صاحب زیدمجدہ اور تمام مجیبین مفتی صاحبان کی یہ کوشش وکاوش مقبول ومحبوب فرمائے۔ مذہب اہل سنت کی اچھی، سچی، حقیقی اس مؤمنانہ،مخلصانہ، عالمانہ، مجاہدانا خدمت کے جذبے کو سلامت رکھے اور خواص وعوام کے اس سے استفادے کو میرے، ان کے، اور تمام سنی مسلکی بھائیوں بہنوں کے لئے کفارہ سیٔات، ذریعہ نجات، جنت کا راستہ حضور پاک صاحب لولاک کی شفاعت کا بہانا بنائے۔فللہ الحمد فی الاولی والآخرۃ والصلوٰۃ و السلام علی سید الاولین والآخرین وعلی آلہ واصحابہ ائمۃ الھدی والدین۔

دعا گو اور دعا جو

تطہیر احمد الرضوی البریلوی

۲۱؍جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ

(کلمۂ تحسین)

مخزن علم و ادب، رونق بزم مفتیاں، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ، استاذ الاساتذہ، حضرت علامہ، مولانا، الشاہ، مفتی، عبد الرحمن صاحب قبلہ رضوی دامت برکاتہم القدسیہ شیخ التفسیر والحدیث جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی مئو یوپی الہند

لك الحمد یااللہ جل جلالہ الصلوۃ والسلام علیك یارسول ﷺ

خالق کائنات جل شانہ وعم احسانہ نے جن وانس کی ہدایت ورہبری کے لئے اور انہیں صراط مستقیم وجادۂ حق پر قائم رکھنے کے لئے جو اصول وقوانین عطا کئے ہیں اسکی تفصیلات قرآن واحادیث معتبرہ کی عبارات وحروف وکلمات کی تراکیب اسالیب کے اشارات میں پنہاں ومضمر ہیں قرآن واحادیث کے اسرار ورموز ودقائق ونکات تک ہر شخص کی رسائی انتہائی مشکل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے کچھ بندوں کو منتخب کرلیا ہے جو خدا داد نور بصیرت وتوفیق ایزدی سے مقاصد شرع کا ادراک کرنے اور ماشاء اللہ سمجھنے میں دوسروں سے ممتاز ومنفرد ہوئے ہیں ایسے مقدس افراد علم وعمل میں انبیائے کرام کے سچے وارث ہوتے ہیں جنہیں فقہاء مجتہدین کی حیثیت سے خاص شناخت حاصل ہوتی ہے اور وہ مقتداء مومنین وائمہ دین کے منصب پر فائز ہوتے ہیں علم فقہ قرآن واحادیث کے خلاصہ ونچوڑ کا نام ہے تفقہ فی الدین عطیہ الٰہی ہے یہ سعادت عنایت خسروی ہے ارشاد نبوی ہے من یرد اللہ بہ خیر یفقهه فی الدین خداوند قدوس اپنے جس بندے کے ساتھ خیر وبھلائی کا اردہ فرماتا ہے اسے اپنے دین کا فقیہ بناتا ہے۔

اس ارشاد اقدس سے فقیہ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے اسی وجہ سے علماء ربانیین فرماتے ہیں محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور فقیہ ہونا علم کا آخری زینہ ہے پس جو عالم دین جس قدر علم فقہ میں ماہر ہوگا اسی قدر وہ خیر وسعادت کا جامع ہوگا دینی احکام قیامت تک کے لئے۔ شریعت محمدی کے

لئے کوئی ناسخ نہیں اسی لئے ہر دور وزمانہ میں فقہائے عظام کی ایک ایسی جماعت ضرور موجود ہوتی ہے جو بدلتے حالات کی روشنی میں لوگوں کے سوالات کا شرعی حکم وفیصلہ واضح کر سکے۔ اصحاب فتویٰ ومفتیان دین نے اپنی تصانیف جلیلہ میں متعدد جزئیات کا حکم درج فرمایا ہے ان کے مقدس کلمات کو سیکھنا لوگوں کی صحیح رہنمائی کرنا زبردست دینی خدمت ہے۔علم فقہ سے ربط وتعلق وابستہ رکھنا سعادت مندی کی واضح نشانی ہے عہد حاضر مشینی دور ہے اور کافی تیز رفتار ہے وقت میں برکت کم ہوتی جارہی ہے عجلت وسرعت انسان کی فطرت ہے انسان اپنے مسائل کا حل جلد اور مختصر چاہتا ہے اب لوگ موبائل فون اور واٹس ایپ کے ذریعہ کم وقت میں دینی مسائل سے واقف ہونا چاہتے ہیں ایسے ماحول میں مفتیان دین اور داعیان حق کی ذمہ داری کافی بڑھ جاتی ہے قابل صد تبریک وتحسین ہیں محترم مولانا تاج محمد واحدی صاحب ومولانا محمد ابراہیم امجدی صاحب ومولانا وسیم فیضی صاحب وغیرہ جنہوں نے لوگوں کی نفسیات کو سمجھ کر مسائل شرعیہ گروپ کے نام سے واٹس ایپ پر لوگوں کی دینی رہنمائی کے لئے اپنا قیمتی وقت خرچ کیا اور لوگوں کے پوچھے گئے سوالات کے جوابات کے لئے مختصر وسہل طریقہ اپنا مطمح نظر قرار دیا اور سائلین کی پوری تسلی کا سامان فراہم کیا اور انہیں حرام وگناہ سے بچا کر ان پر احسان فرمایا۔اللہ جل شانہ انکی ساعی جمیلہ قبول فرمائے۔آمین

میں نے فتاوی مسائل شرعیہ جلد اول کے متعدد فتاوی کو مختلف اوقات میں ملاحظہ فرمایا الحمد اللہ انہیں درست وصواب مفید ونافع پایا چونکہ مجیب حضرات نے جواب میں اکابر علماء اہلسنت کی کتب فتاوی کو ماخذ قرار دیا ہے اس لئے اس میں خطاء کا امکان کم ہے لیکن سہو ونسیان وقلت تامل انسان ہی سے متوقع ہے کتاب کی ابتداء میں مؤقر علمائے کرام کے تاثرات وتوصیفی کلمات اور فقہ وفتاوی کی اہمیت پر مشتمل مضامین جدید فارغین کے لئے مشعل راہ ہیں۔

گروپ کے جملہ منتظمین کی یہ کاوش کافی حوصلہ افزا ہے مشہور امام حضرت سفیان ثوری علیہ

الرحمہ کاارشاد ہے کہ بندے کو چاہئے کہ زندگی کے ابتدائی ایام خلوت وطلب علم میں صرف کرے بعدہٗ اس پر عمل اوراسکی اشاعت میں مصروف ہوجائے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعاہے کہ رب کریم مسائل شرعیہ گروپ کے جملہ ارکین ومفتیان دین کی اس مخلصانہ مجاہدانہ کوشش وکاوش کومقبول ومحبوب فرمائے اورانکے علم وعمل وفضل وکمال میں برکات وافرہ عطافرمائے اورہم سب لوگوں کو دین کا سچاخادم بننے کی توفیق عطافرمائے۔آمین بجاہ سیدالمرسلین خاتم النبین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم

سعدی بشوے لوح دل از نقش غیر حق علمے کہ رہ حق نہ نماید جہالت است

عبدالرحمن رضوی انصاری

خادم جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

۵/جمادی الاخری ۱۴۴۲ھ ۲۰/جنوری ۲۰۲۱ء بروز یکشنبہ

(مقدمہ)

خلیفہ نبیرۂ حضور شعیب الاولیاء، صاحب فتاویٰ یار علویہ، حضرت علامہ، مولانا، الحاج، الشاہ مفتی،
منظور احمد یار علوی رئیس الافتاء والتدریس دار العلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی

ائمہ اربعہ جن کے مذاہب اس وقت دنیا میں رائج ہیں، ان میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے علم وفضل اور سن وسال میں سب سے مقدم تھے اور بالواسطہ یا بلاواسطہ تمام ائمہ آپ کے فیض یافتہ تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ایک طرف تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے، جو بقیہ ائمہ میں سے کسی کو حاصل نہیں، دوسری طرف آپ عمر میں ان میں سب سے بڑے ہیں، ملا علی قاری رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل مناقب میں تحریر فرماتے ہیں: "جسکا حاصل یہ ہے کہ تابعین کا درجہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے بعد امت میں سب سے بڑھا ہوا ہے، اسی وجہ سے ہمارا اعتقاد ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ائمہ مجتہدین میں سب سے اونچا ہے اور فقہاء علوم دینیہ میں آپ سب سے بلند واکمل ہیں، آپ کے بعد امام مالک رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے، جو تبع تابعین کی صف میں ہیں؛ پھر امام شافعی رحمہ اللہ کا اس لیے کہ آپ امام مالک بلکہ امام محمد رحمہما اللہ کے شاگرد ہیں؛ پھر امام احمد کا جو امام شافعی کے شاگرد کے درجہ میں ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ جو فقہ کی تدوین میں شریک تھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جس طریقہ سے فقہ کی تدوین کا ارادہ کیا وہ نہایت وسیع اور پُرخطر کام تھا، اس لیے انہوں نے اتنے بڑے کام کو اپنی ذاتی رائے اور معلومات پر منحصر کرنا نہیں چاہا، اس غرض سے امام صاحب نے اپنے شاگردوں میں سے چند نامور اشخاص کا انتخاب کیا، جن میں سے اکثر خاص خاص فنون میں ماہر تھے، مثلاً یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، قاضی ابویوسف، داؤد طائی، ابن حبان مندل، آپ کو حدیث اور آثار میں نہایت کمال تھا، امام صاحب نے ان لوگوں پر مشتمل ایک مجلس

مرتب کی اور باقاعدہ طور پر فقہ کی تدوین شروع ہوئی، امام طحاوی نے بسند متصل اسد بن فرات سے روایت کی ہے کہ ابوحنیفہ کے تلامذہ جنھوں نے فقہ کی تدوین میں حصہ لیا تھا ان کی مجموعی تعداد چالیس تھی، جن میں یہ لوگ زیادہ ممتاز تھے: ابو یوسف، زفر، داوٗد طائی، اسد بن عمر، یوسف بن خالد التیمی، یحییٰ بن ابی زائدہ۔ امام طحاوی نے یہ بھی روایت کی ہے کہ لکھنے کی خدمت یحییٰ سے متعلق تھی، امام طحاوی نے جن لوگوں کے نام گنائے ہیں ان کے سوا عافیہ، ازی، ابو علی، علی بن مسہر، قاسم بن معن، ابن مندل اس مجلس کے منبر رہے تھے۔ (شرح فقہ اکبر:۱۴۶)

طریقۂ تدوین: ۔تدوین کا طریقہ یہ تھا کہ کسی خاص باب کا کوئی مسئلہ پیش کیا جاتا تھا اگر اس کے جواب میں سب لوگ متفق الرائے ہوتے تھے تو اسی وقت قلمبند کرلیا جاتا؛ ورنہ نہایت آزادی سے بحثیں شروع ہوتیں، کبھی کبھی بہت دیر تک بحث قائم رہتی، امام صاحب غور و تحمل کے ساتھ سب کے دلائل سنتے اور بالآخر ایسا جچا تلا فیصلہ کرتے کہ سب کو تسلیم کرنا پڑتا، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ امام صاحب کے فیصلہ کے بعد بھی آپ کے شاگردان اپنی اپنی آراء پر قائم رہتے اس وقت ان سب کے مختلف اقوال قلم بند کرلیے جاتے۔ (سیرۃ النعمان:۱۲۹)

امام ابوحنیفہ اپنی رائے کو اپنے شاگردوں پر مسلط نہیں کرتے اور نہ بغیر تحقیق ومناقشہ کے اپنی آراء لکھواتے؛ بلکہ جدید مسائل کے بارے میں پوری تحقیق کی جاتی، مسائل کے مختلف پہلوؤں پر گہری نظر ڈالی جاتی؛ پھر بحث ومباحثہ میں تلامذہ کو پوری آزادی رائے دیتے۔

(سیرۃ النعمان:۱۳۰)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا منہج استنباط مسائل کی تحقیق وتخریج میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا طریقہ اجتہاد کیا تھا؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے خود امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے میں سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں؛ اگر اس میں مسئلہ نہیں ملتا ہے تو سنت رسول کی طرف رجوع ہوتا ہوں اور اگر اس میں بھی کوئی مسئلہ نہیں ملتا ہے تو پھر اقوال صحابہ کی

طرف رجوع کرتا ہوں اور جس صحابی کا قول کتاب وسنت سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے اسے اختیار کرلیتا ہوں؛ لیکن اقوال صحابہ کرام کے دائرہ سے قدم باہر نہیں نکالتا؛ لیکن جب صحابہ کے بعد معاملہ ابراہیم، شعبی، ابن سیرین، حسن، عطاء اور سعید ابن مسیب وغیرہ تک جاتا ہے تو یہ وہ لوگ تھے جو اجتہاد کرتے تھے اور میں بھی ان کی طرح اجتہاد کرتا ہوں۔ (مقدمہ فتاویٰ تاتارخانیہ: ۱/ ۱۱۳ المدخل: ۱۳۹)

ایک ماہر مفتی کے فتاوی میں یہ تمام خوبیاں ہونی چاہئیں، مثلاً "(۱)۔ کتاب اللہ سے استدلال، (۲) حدیث رسول اللہ سے استدلال، (۳) اجماع امت سے استدلال، (۴) فتاوی کے ثبوت میں کتاب وسنت کے عموم واطلاقات سے استدلالات، (۵) فقہی جزئیات سے استدلال (۶) متعارض دلائل میں تطبیق (۷) ناسخ، منسوخ، مطلق، مقید کی تعین وتشریح (۸) فتاوی میں تحقیق وتنقیح مناط کا لحاظ (۹) سائل کی الجھن کا ازالہ (۱۰) حالات زمانہ کی رعایت (۱۱) مسائل شرعیہ کے اسرار وحکم کی وضاحت (۱۲) بدمذہبوں کے دلائل کا جواب اور ان کی گرفت (۱۳) نو پید مسائل کے احکام کی تخریج (۱۴) اختلافی مسائل میں اعتدال کی روش (۱۵) رسم المفتی پر نظر (۱۶) عناد پر مبنی مسائل کا مسکت والزامی جواب (۱۷) تحقیق بدلنے کی صورت میں حکم سابق سے رجوع (۱۸) جو مسئلہ منقح نہ ہوسکے اس میں توقف، یا "لا ادری" کا اظہار (۱۹) مستفتی کی زبان کی رعایت (۲۰) جواب میں اختصار و جامعیت" مفتی کے اوصاف ایک مفتی کیلئے ضروری ہے کہ وہ وسیع المطالعہ ہو، اصولوں پر گہری نظر رکھتا ہو، جزئیات پر عبور رکھتا ہو، دقت نظری اور اعلی ذوق کا حامل ہو۔ امام اہل سنت ارشاد فرماتے ہیں: حدیث، تفسیر، واصول وادب، وقدر حاجت ہیت وہندسہ وتوقیت، اور ان میں مہارت کافی وذہن صافی ہو اور نظر وافی ہو اور فقہ کا کثیر مشغلہ اور اشغال دنیویہ سے فراغ قلب اور توجہ الی اللہ اور نیت لوجہ اللہ اور ان سب کے ساتھ شرط اعظم توفیق من اللہ جو ان شروط کا جامع ہو وہ اس بحر ذخار میں شاوری کرسکتا ہے مہارت اتنی ہو کہ اس کی اصابت اس کی خطا پر غالب ہو اور جب خطا واقع ہو رجوع سے عار نہ رکھے۔ (ماخوذ: فتاوی رضویہ)

ایک جگہ اور فرماتے ہیں : علم الفتوی پڑھنے سے نہیں آتا جب تک مدتہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو، مفتیان کامل کے بعض صحبت یافتہ کہ ظاہری درس وتدریس میں پورے نہ تھے مگر خدمت علماء کرام میں اکثر حاضر رہتے اور تحقیق مسائل کا شغل ان کا وظیفہ تھا فقیر نے دیکھا ہے کہ وہ مسائل میں آج کل کے صدہا فارغ التحصیل بلکہ مدرسوں اور نام کے مفتیوں سے بدرجہا زائد تھے ۔(فتاوی رضویہ)

جو شخص کسی فقیہ کامل کی صحبت میں رہے بغیر اپنے مطالعہ کتب پر اعتماد کر کے فتوی دیتا ہے اس کے متعلق امام ابن حجر فرماتے ہیں: اس شخص کو کئی وجوہات کی بنیاد پر فتوی دینا جائز نہیں کیونکہ وہ عام بلکہ جاہل شخص ہے وہ اپنے قول کو نہیں جانتا۔ بلکہ وہ شخص جو معتبر علماء ومشائخ کی کتب سے علم حاصل کرتا ہے تو اس کیلئے ایک دو کتابیں دیکھ کر فتوی دینا جائز نہیں ۔ بلکہ امام نووی نے تو یہاں تک فرمایا: ایسے شخص کو دس بیس کتابوں سے دیکھ کر بھی فتوی دینا جائز نہیں کیونکہ بسا اوقات دس بیس کتابوں کے مصنفین بھی مذہب کے ضعیف مسئلہ پر اعتماد کر لیتے ہیں تو اس وقت ان علماء کی اتباع بھی جائز نہیں، برخلاف اس ماہر کے جس نے اہل علم سے علم حاصل کیا اور اس کے نفس میں فقہی ملکہ پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے وہ صحیح اور ضعیف قول میں تمیز کر لیتا ہے اور مسائل کے متعلق معتد بہ وجوہات کو جانتا ہے تو ایسا شخص فتوی دینے کا اہل ہے ۔(ماخوذ از شرح عقود رسم المفتی)

فتوی نویسی کے طلبہ کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ مسائل شرعیہ اور کتب فقہ میں اس کا مطالعہ وسیع ہو، اصول فقہ اور قواعد فقہیہ سے واقف ہو، اس کے ساتھ ساتھ قرآنی احکام، اصول تفسیر و احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب اچھی دسترس ہو۔ نیز استدلال اور روایت و درایت سے بھی اچھی واقفیت ہو، کیونکہ بغیر علم شریعت فتوی لکھنا سراسر جہالت ہے۔فتوی نویسی کے لیے جن علوم و معارف کا سیکھنا ضروری ہے اس پر دسترس حاصل کئے بغیر شرعی حکم لگانے کا رواج آج کل بہت عروج پا تا جا رہا ہے ۔اور اس کے نتیجے میں بہت سارے مسائل سے امت مسلمہ کو دو چار ہونا

پڑھ رہا ہے۔ بعض سیکولر لوگوں کو بھی شرعی کلام کرنے کا بہت شوق ہے، لیکن اس حقیقت سے منھ موڑ کر کہ اس راہ میں جن علوم کا سیکھنا ضروری ہے ان کے حصول کے بغیر ہی تکمیل شوق کا تصور علم و دیانت داری اور انصاف کا گلا گھوٹنے کے مترادف ہے۔ عوام کی بات تو دور کی ہے یہاں تک کہ خواص کے لیے بھی یہ بات قابل غور ہے کہ محض عالم و فاضل کا کورس کر لینا یا ڈگری حاصل کر لینا ہی فتوی نویسی کے لیے کافی نہیں ہے، بلکہ ایک ماہر تجربہ کار فقیہ و مفتی کے زیر سایہ آداب الافتاء اور فتوی نویسی کی مشق و ممارست سیکھنا از حد ضروری ہے، ورنہ اس کے نتیجے میں وہ ان مشکلات میں پھنس جاتا ہے جن کا تصور بھی اس کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ فتوی نویسی کے تعلق سے یہ بات حقائق مسلمہ میں سے ہے کہ فتوی نویسی کے لیے صرف علوم اسلامیہ اور فنون دینیہ میں مہارت کافی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ کسی ماہر تجربہ کار فقیہ و مفتی کی بارگاہ میں زانوے تلمذ تہ کرنا اور اپنے تحریر کردہ فتاوی سنا کر اصلاح لینا ضروری ہے۔ اس طرح اس کو بڑی حد تک علم طب سے مشابہت ہے، جو صرف پڑھ لینے اور مطالعہ کر لینے سے حاصل نہیں ہوتا، بلکہ کسی طبیب حاذق کے مطب میں باضابطہ مشق و ممارست ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے کوئی شخص کتنا ہی بڑا عالم و فاضل ہو، دقیق النظر اور وسیع المطالعہ ہو مگر فقہائے کرام اسے فتوی نویسی کی اجازت اس وقت تک نہیں دیتے جب تک کہ وہ کسی ماہر، تجربہ کار مفتی کی خدمت میں رہ کر مشق افتاء نہ کرے۔ اسے یوں سمجھئے کہ ایک ڈاکٹر کئی اہم ڈگری حاصل کر چکا ہے، لیکن اسے آپریشن کرنے کی اجازت نہیں ملتی، جب تک کہ وہ کسی ماہر سرجن کے ساتھ رہ کر سرجری کی مشق کر کے کامل نہ بن جائے۔ بلکہ ڈاکٹر کو صرف تعلیم سے فراغت کے بعد مطب کرنے کی بھی اجازت نہیں ملتی جب تک وہ ''ہاوس جاب'' نہ کرلے، یعنی کسی اسپتال میں جا کر کہنہ مشق ڈاکٹروں کی نگرانی میں وہ ایک مدت تک امراض کی تشخیص اور نسخہ کی تجویز کی مشق نہ کرلے یہی حال فتوی نویسی کا ہے۔ مجدد اعظم سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: رد وہابیہ اور افتاء یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ

بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے،ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے، میں بھی ایک حاذق ڈاکٹر کے مطب میں سات برس بیٹھا،مجھے وہ وقت،وہ دن،وہ جگہ،وہ مسائل، اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم بڑی کوشش و جاں فشانی سے نکالا ،اور اس کی تائیدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں،مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو انہوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب رد ہوگئے" (الملفوظ:ج ا ص ۸۴)

اسلام میں فتوی نویسی ایک دینی فریضہ بھی ہے اور ایک مہتم بالشان فن بھی،لیکن یہ فریضہ جتنا نازک اور اہم ہے یہ فن اسی قدر مشکل اور پیچیدہ ہے۔کتاب اللہ میں اِفتاء کے منصب کی نسبت اللہ رب العزت سے بیان ہوئی ہے (قُلِ اللّٰہُ یُفۡتِیۡکُمۡ) یہ بات بھی اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ فتویٰ،اِفتاء اور مفتی کے الفاظ زبان نبوت پر بھی جاری ہوئے،اسی طرح عہد نبوی کے ساتھ ساتھ خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں عطائے فتوی یا افتاء کا منصب بہت اہم اور اونچا منصب تھا تاریخ اسلام کے مختلف ادوار میں فتوی نویسی یا افتاء اور مفتی کا منصب ہمیشہ نہایت اہم اور بلند متصور ہوتا رہا ہے لیکن یہ سب باتیں ایک اہم موضوع اور دلچسپ مطالعہ سہی مگر ان سب باتوں کی تفصیل کا یہ موقع نہیں،تاہم اس بات کی طرف ایک مختصر اشارہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا کہ گزشتہ بارہ تیرہ صدیوں کے دوران میں برعظیم پاک وہندوستان کے علمائے کرام نے فتوی نویسی کے میدان میں جو عظیم خدمات انجام دی ہیں اور منصب افتاء نے ملت اسلامیہ کو جو رہنمائی مہیا کی ہے وہ جہاں قابل قدر ہے وہاں باعث فخر بھی ہے۔برعظیم پاک وہند ان اسلامی خطوں میں شامل رہا ہے جہاں امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالی کی فقہ کا دوردورہ رہا، یہاں کے علمائے حنفیہ نے فقہ اسلامی کی عظیم الشان خدمت انجام دی ہے۔سیرت نبوی کی طرح علوم شریعت بھی اس خطے کے اہل علم کے نزدیک ایک مہتم بالشان اور نہایت مرغوب موضوع رہا ہے۔یہاں کے علماء نے علوم فقہیہ یعنی فقہ،اصول فقہ اور فتاوی نویسی کے علاوہ شرعی علوم کے

دیگر بے شمار پہلوؤں کو اپنے مطالعہ وتوجہ کا مرکز بنائے رکھا۔ عربی، فارسی، اردو اور دیگر علاقائی زبانوں میں شرعی علوم کا اتنا وسیع ذخیرہ تیار کیا ہے جو ملت کا نہایت قیمتی سرمایہ ہے اور اس کا احاطہ کرنا کسی مورخ کے لئے آسان نہیں ہوگا۔ برعظیم پاک وہند کے اکابر احناف کے اس عظیم القدر علمی وفقہی سرمایہ فخر میں امام اہلسنت حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فتاوٰی العطایا النبویۃ فی الفتاوٰی الرضویۃ جو فتاوٰی رضویہ کے نام سے مشہور اور متداول ہیں بلاشبہ ایک منفرد اور قیمتی سرمایہ ہے۔ علاوہ ازیں برعظیم جنوبی ایشیا اور پاک وہند کے علمائے اسلام نے فقہ اسلامی کے فتاوٰی کا جو عظیم القدر ذخیرہ ہمارے سامنے ہے اس میں، فتاوی فیض الرسول، فتاوی امجدیہ، فتاوی بحرالعلوم، وغیرہ اور فقیر یارعلوی کی ترتیب کردہ فتاوی یارعلویہ شامل ہے جسے عوام وخواص نے جی بھر کے سراہا اور تاہنوز توصیفی کلمات کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ الحمد للہ دورحاضر کے باصلاحیت علماء ربانین کا ایک وفد عظیم جو مسائل شرعیہ گروپ سے جڑا ہوا ہے جو امام اعظم رحمہ اللہ کے منہج کو اپناتے ہوئے پہلے مسائل کی تحقیق وتدقیق کر لیتا ہے بعدہ اسے محفوظ کیا جاتا ہے انہیں عظیم ابناء فقہ و اسلام کا عظیم الشام کارنامہ آپکے ہاتھوں میں ہے جنکی انتھک محبتانہ کوششوں سے ایک عظیم الشان مجموعہ فتاوی بنام فتاوی مسائل شرعیہ منظر عام پر آنے جارہا ہے جو اپنے آپ میں معلومات کا ایک بحر ذخار اور روز آمدہ ونو پید مسائل کا اطمینان بخش حل ہے۔ جس میں دورحاضر کے فارغین بالخصوص بانی مسائل شرعیہ گروپ علامہ وسیم فیضی قبلہ علامہ تاج محمد قبلہ علامہ صہیب رزمی علامہ حکیم صبغۃ اللہ قبلہ وغیرہم کی محنتیں اور انکی کاوشیں شامل ہیں جو قابل صد تحسین ہیں مولی تعالی اسے مقبول انام فرما کر سعادت دارین عطا فرمائے۔ آمین

یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل التسلیم

دعاگو ودعاجو

منظور احمد یارعلوی خادم الافتاء والتدریس

دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی

(مجیب حضرات کے لئے انمول تحفہ)

فتوی نویسی کے لئے فقہائے کرام نے کچھ اصول وضوابط بیان کئے ہیں، اور اس موضوع پر کئی ایک رسالہ منظر عام پر آچکا ہے ہر مجیب پر لازم ہے کہ "اُس رسالہ" کا گہری نظر سے مطالعہ کریں۔

چونکہ وقت بدلتا رہا ساتھ ہی ساتھ سسٹم بھی بدل گیا مثلاً پہلے کتابوں سے فتوی لکھا جاتا تھا اب اکثر حضرات سافٹویر سے سے مسئلہ اخذ کرتے ہیں۔ پہلے لوگ دار الافتاء جاتے تھے لیکن اب شوشل میڈیا کے ذریعہ سوال ہوتا ہے اور اسی ذریعہ جواب بھی دیا جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کی کیوں نہ آسان زبان میں کچھ تحریر کردوں تاکہ مجیب حضرات کماحقہٗ فائدہ اٹھا سکیں۔ لہذا مجیب حضرات کو چاہئے کہ اِس کو بغور پڑھیں بعدہٗ کچھ قلم بند کریں۔

(۱) ریا کاری ذرہ برابر نہ شامل ہو، اور نہ ہی فتوے کی تعداد بڑھانا مقصد ہو بلکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور حضور ﷺ کی رضا حاصل کرنا اور قوم و دین کی خدمت کرنا مقصد ہو۔

(۲) مطالعہ مضبوط ہو عبارت پر گہری نظر ہو۔ اس کے لئے روزانہ کم از کم دو وقت مقرر کرلیں ایک وقت میں قرآن مجید مع ترجمہ وتفسیر کا مطالعہ کریں۔ دوسرے وقت میں بہار شریعت مکتبہ دعوت اسلامی کا مطالعہ کریں اور اگر موقع ملے تو فتاوی رضویہ و دیگر فتاؤں کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہیں۔ جو عبارت نہ سمجھ میں آئے اصل ماخذ کی طرف رجوع کریں یا اساتذہ سے معلوم کریں۔ بہتر ہوگا کہ فجر بعد تلاوت قرآن اور نماز عشاء کے بعد بہار شریعت کا مطالعہ کریں۔

(۳) سوال کو پہلے بغور پڑھیں جب تک سمجھ میں نہ آئے جواب ہرگز نہ لکھیں، یونہی کوئی جملہ پڑھنے میں نہ آئے یا اس کا مفہوم نہ سمجھ میں آئے تو پہلے اسے سمجھنے کی کوشش کریں بعدہٗ جواب لکھیں.

(۴) لکھتے وقت ذہن مکمل حاضر ہو، اگر کسی معاملات کو لیکر الجھن ہو تو قطعا فتوی نہ لکھیں بلکہ

دوسرے وقت کے لئے چھوڑ دیں۔یونہی جس سوال کا جواب معلوم نہ ہو یعنی اس پر کوئی جزیہ (عبارت) نہ مل رہی ہو اسے چھوڑ دیں کیونکہ ہر سوال کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔بلکہ دوسروں کے حوالے کردیں۔غلط لکھنے سے بہتر ہے کہ لاعلمی کا اظہار کردیں۔ہمارے بزرگوں نے کئی موقع پر لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔

(۵)سوال میں جہاں کہیں لفظی غلطی ہو اسے پہلے درست کریں پھر جواب لکھیں۔

(۶)ابتداء بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کریں پھر دوسرے پیراگراف میں "الجواب" یا "الجواب بعون الملك الوهاب" سے کریں یا اس طرح کوئی دوسرا جملہ لکھیں۔ہر جگہ "اللهم هو الهادی الی الصواب" نہ لکھیں بلکہ جہاں ہدایت کی دعا کرنی ہو یا راہ راست سے بھٹکے ہوؤں کو حق کی طرف لانا ہو مثلاً زید شراب پیتا ہے یا زنا کرتا ہے یا دیوبندیوں کے یہاں ل جاتا ہے وغیرہ وغیرہ تو اس طرح لکھیں "الجواب بعون الملك الوهاب هو الهادی الی الصواب" یا اتنا اور بڑھا دیں والیه المرجع المآب" یا اسی کے مثل کوئی دوسرا جملہ لکھیں۔

(۷)جواب کے ابتداء میں "صورت مسئولہ" یا "صورت مستفسرہ" ہر جگہ نہ لکھیں بلکہ جہاں سوال کی واقعیت مشکوک ہو وہاں لکھیں مثلاً "زید نماز پڑھ رہا تھا دوسری رکعت پر بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہونے لگا ابھی مکمل کھڑا نہیں ہوا تھا کہ مقتدی نے لقمہ دیا اور امام نے لقمہ لے کر نماز مکمل کردی سجدہ سہو نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟

تو اس کے جواب میں یوں لکھیں "صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی۔یہ بھی یاد رہے صورت مسئولہ لکھ کر فوراً حکم بیان کی جائے۔جیسے صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی۔یا صورت مسئولہ میں نماز نہیں ہوئی۔یا صورت مسئولہ میں زید کافر ہوگیا۔یا صورت مسئولہ میں زید پر توبہ لازم ہے۔وغیرہ وغیرہ۔

صورت مسئولہ میں بہار شریعت میں ہے۔صورت مسئولہ میں پہلے جان لیں کہ۔صورت

مسئولہ میں عرض ہے کہ ۔صورت مسئولہ میں معلوم ہوکہ ۔صورت مسئولہ کے تحت فلاں صاحب فرماتے ہیں کہ۔ یہ سب جملے غیر مناسب ہیں یونہی مجیب کے لئے لفظ ”عـــرض“ بھی مناسب نہیں ۔

(٨) عربی رسم الخط کے لئے چشمیہ ھا یعنی ”ھ“ اس کا استعمال کریں جیسے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اردو رسم الخط کے لئے گول ہا یعنی ”ہ“ اس کا استعمال کریں جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یا جیسے (ہوں) اردو رسم الخط میں ھو، ھے، ھیں، استعمال ہرگز نہ کریں ۔

(٩) جملے کی سیٹنگ کا خاص خیال کریں کہ کہاں کونسا جملہ درست ہے اور کہاں نہیں ۔

(١٠) فتوے میں عربی یا اردو گنتی کا استعمال کریں ۔انگریزی گنتی کا استعمال ہرگز نہ کریں ۔

(١١) جملہ پورا ہونے پر لفظ کے درمیان خالی جگہ (اسپیس) ضرور دیں کیونکہ بسا اوقات اسپیس نہ دینے کی وجہ سے عبارت مل جاتی ہے اور مفہوم بدل جاتا ہے جیسے ”جو ان“ میں اسپیس نہ دیا جائے تو ”جوان“ پڑھنے میں آئے گا۔یعنی جوانی والا جوان پھر مفہوم بالکل غلط ہو جائے گا۔

(١٢) یونہی عبارت پوری ہونے سے پہلے اسپیس نہ دیں جیسے لکھنا ہے ”مہندی لگانا ناجائز ہے“ تو اس طرح نہ لکھیں ”مہندی لگانا نا جائز ہے“ کہ دیکھنے میں لگتا ہے کہ جائز لکھا ہے حالانکہ ناجائز لکھا ہے تو ہوسکتا ہے کہ پڑھنے والا جائز پڑھے اور خطا کر جائے ۔

(١٣) جس باب سے سوال کا تعلق ہو پہلے اس باب کو مکمل پڑھیں بعدہٗ قلم بند کریں ۔بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شروع میں کچھ تحریر ہوتا ہے اور اسی باب کے اخیر میں کچھ قید کے ساتھ اس کے بر عکس تحریر ہوتا ہے جیسے بہار شریعت ح ١٠ر مسجد کے بیان میں ہے کہ ”مسجد کے لئے چندہ کیا اور اس میں سے کچھ رقم اپنے صرف میں لایا اگر چہ یہی خیال ہے کہ اس کا معاوضہ اپنے پاس سے دے دے گا جب بھی خرچ کرنا ناجائز ہے ۔

جبکہ اسی باب کے آخر میں ہے کہ ”مسلمانوں پر کوئی حادثہ آپڑا جس میں روپیہ خرچ کرنے

کی ضرورت ہے اور اس وقت روپیہ کی کوئی سبیل نہیں ہے مگر اوقاف مسجد کی آمدنی جمع ہے اور مسجد کو اس وقت حاجت بھی نہیں تو بطور قرض مسجد سے رقم لی جاسکتی ہے ۔اسی طرح بہت ساری مثالیں دی جاسکتی ہیں لہذا پہلے مکمل باب کا مطالعہ کریں پھر قلم بند کریں ۔

(۱۴) ضرورت سے زائد عبارت نقل نہ کریں جتنی عبارت کی ضرورت ہو اسی پر اکتفاء کریں، یونہی بہار شریعت، فتاوی رضویہ، کی اصل اردو عبارت مکمل نقل نہ کریں بلکہ مطالعہ کر کے اپنے انداز میں تحریر کریں تاکہ لکھنے کا ہنر حاصل ہو جائے البتہ جو تحقیق صاحب کتاب کی ہو اور وہ دوسری کتابوں میں نہ ہو تو اصل عبارت نقل کر سکتے ہیں ۔

(۱۵) اگر سوال میں کئی پہلوں ہو تو ہر پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب لکھیں مثلاً سوال ہوا کہ زید نے قرآن گرادیا تو کیا حکم ہے؟ تو جواب دونوں پہلو پر ہو کہ اگر زید نے جان بوجھ کر گرادیا تو کافر ہو گیا ۔آگے دلیل پیش کر دیں ۔ پھر دوسرے پیراگراف میں لکھیں اور اگر غلطی سے گر گیا ہے تو توبہ کرے ۔ یونہی جتنے پہلو نکلتے ہوں ہر پہلو کا جواب لکھا جائے ۔مگر اپنی طرف سے شق نکال کر جواب نہ لکھیں ۔

(۱۶) جواب واضح ،عام فہم، سلیس زبان میں ہو تاکہ کم پڑھا لکھا بھی سمجھ سکے ۔اگر اصل عبارت نقل کرنے کی ضرورت ہو اور وہ عوام کے سمجھ سے باہر ہو تو () قوسین بنا کر اس کے اندر آسان جملہ تحریر کر دیں ۔

(۱۷) پہلے اپنے انداز میں جملہ سیٹ کریں بعدہٗ بطور دلیل عبارت نقل کریں یا پھر عبارت نقل کر کے آخر میں عبارت کا خلاصہ کریں ۔

(۱۸) قرآن شریف کی آیت کریمہ کاپی کرنی ہو تو تفسیر صراط الجنان دعوت اسلامی کے ایپ سے کریں کیونکہ یہ کمپیوٹنگ کرنے میں آسانی سے کام آجاتا ہے ۔اسلام 360 یا اسلام one ایپ یا دیگر ایپ سے ہرگز نہ کریں کیونکہ اس سے کمپیوٹنگ کرتے وقت اعراب غلط ہو جاتا ہے ۔

یونہی ترجمہ کنزلایمان سے لکھیں جو صراط الجنان میں مل جائے گا،اس کے علاوہ کسی اور کا ترجمہ ہرگز نہ نقل کریں۔

(۱۹) بہار شریعت،فتاوی رضویہ یا کسی اور ایپ سے عبارت کاپی کریں تو جلد و مسئلہ نمبر کے ذریعے اصل کتاب سے پہلے عبارت ملائیں بعدہ تحریر کریں اور حوالہ کتاب کے جلد و صفحہ کا دیں سافٹ ویر کا ہرگز نہ دیں۔

(۲۰) زیادہ لمبا چوڑا فتوی لکھنے سے پرہیز کریں بلکہ مختصر میں مگر جامع تحریر کریں۔

(۲۱) علم میں اضافہ کرنے کے لئے کتب فتاوی کے سوالوں کو پڑھیں پھر خود غور و فکر کریں کہ اسکا جواب کیا ہونا چاہئے؟ بعدہ کتاب کے جواب کو دیکھیں اگر آپ کے سوچ کے مطابق ہے تو الحمدللہ ،اور اگر آپ کے سوچ کے برعکس ہے تو اس پر مزید غور و فکر کریں کہ ایسا کیوں ہے؟ پھر بھی نہ سمجھ میں آئے تو بڑوں سے رابطہ کریں۔

(۲۲) جواب ختم ہونے پر" واللہ تعالیٰ اعلم " ضرور لکھیں "ھذا ما ظھرلی " یا" ھذا ما عندی "ہرگز نہ لکھیں۔کیونکہ یہ جملے اپنی ایسی تحقیق کے لئے لکھے جاتے ہیں جس میں قائل اپنے کو متفرد (تنہا) محسوس کرے۔

(۲۳) نام کے نیچے عربی تاریخ لکھیں اور انگریزی تاریخ لکھنا ہو تو عربی کے بعد لکھیں۔

(۲۴) جب فتوی مکمل ہو جائے تو ایک بار خود پڑھیں جہاں کہیں غلطی نظر آئے درست کریں بعدہٗ اپنے سے بڑوں کو دکھائیں۔اگر اس میں کچھ اضافہ کرنے یا کمی کرنے کا حکم دیں ے تو بلا چوں چرا کے مان لیں ،بحث و مباحثہ ہرگز نہ کریں البتہ معلومات حاصل کرنے کے لئے ضرور پوچھیں کہ کس وجہ سے عبارت نکالی گئی یا اضافہ کیا گیا۔بعدہٗ شوشل میڈیا پر شیئر کریں

(۲۵) تصحیح کے لئے جب بڑے بزرگ کہیں تو ان سے ہرگز نہ کہیں کہ آپ خود کر دیجئے بلکہ خود تصحیح کرنے کی کوشش کریں تاکہ طرز فتوی سیکھ سکیں۔

(٢٦) جو حضرات بہتر فتوی لکھتے ہوں ان کے فتاوٰں کا بھی مطالعہ کریں اور غور کریں کہ کہاں کون سا جملہ کیوں کیسے لایا گیا ہے۔لیکن دوسرے کا فتوی ہرگز کاپی نہ کریں ورنہ ہمیشہ اسی کی عادت بن جائے گی،لہذا لکھنے کی کوشش کریں۔

(٢٧) جب بھی اس کو پڑھیں تو جملہ مرحومین بالخصوص مرحوم والد ماجد نور محمد رضوی کی بخشش کے لئے ضرور دعا کریں۔

فقیر تاج محمد قادری واحدی

مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (سورۃ النحل ۴۳)

کتاب العقائد

متعلقہ ذات وصفات الٰہی

(۲۴ر فتوی)

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(کیا خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی پیر، عالم یا عام انسان یہ کہے کہ ہم نے بیداری یا خواب میں اللہ عزوجل کا دیدار کیا ہے،؟ تو یہ بات ماننے والی ہے یا نہیں؟ مفصل مدلل جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

المستفتی:۔ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی، مانخورد ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خواب کی حالت میں اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوسکتا ہے یہ سعادت اسی کو میسر ہوتی ہے جس پر اللہ رب العزت کا خصوصی کرم ہوجائے ہرکس وناکس کے لئے نہیں جیسے دیگر انبیا علیہم السلام بلکہ اولیا کے لئے بھی حاصل ہے۔ہمارے امام، امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں سو ١٠٠/بار زیارت ہوئی۔(فی "منح الروض الأزہر" ص ١٢٤)

"رؤية الله سبحانه وتعالى فى المنام، فالأكثرون على جوازها من غير كيفية وجهة وهيئة أيضاً فى هذا المرام، فقد نقل أنّ الإمام أبا حنيفة قال: رأيت رب العزة فى المنام تسعاً وتسعين مرة، ثم رآه مرة أخرى تمام المائة و قصتها طويلة لا يسعها هذا المقام" (بہار شریعت ح/اول)

بیداری کی حالت میں صرف حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے دیدار الٰہی کیا، اس کے علاوہ کسی کو یہ سعادت نصیب نہ ہوئی۔اور نہ ہوگی، البتہ بروز قیامت، اللہ تعالیٰ ہر جنتی شخص کو اپنا دیدار حالت

بیداری میں کروائے گا۔قرآن نے اس بات کو یوں بیان فرمایا''وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ'' کچھ منھ اس دن ترو تازہ ہونگے''إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ''اوراپنے رب کو دیکھتے ہوں گے۔

(کنزالایمان،سورۃالقیامۃ ۲۲/ ۲۳)

صورت مسئولہ میں بحالت خواب ممکن اور بیداری میں نہیں اور جو بیداری میں دیکھنے کا دعویٰ کرے وہ کذاب اور مردود ہے۔اور خواب میں جو دیکھنے کا دعویٰ کرے تو مومن پر حسن ظن رکھتے ہوئے تسلیم کرلیا جائے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی ممبئی

(اللہ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے اس کا مطلب کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مقررین حضرات تقریر سے قبل درود شریف پڑھاتے ہیں اور جب تیسری مرتبہ درود شریف پڑھاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اللہ طاق ہے اور طاق ہی کو پسند فرماتا ہے لہذا ایک مرتبہ اور درود شریف پڑھ لیجئے تو یہاں طاق سے مراد کیا ہے؟ مفتیان کرام کی توجہ درکار ہے بالخصوص استاذ العلماء صاحب فتاوی یار علویہ علامہ مفتی منظور احمد صاحب قبلہ نظر کرم فرمائیں **المستفتی**: محمد شعبان رضا حشمتی بیارہ قاضی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

حدیث پاک میں مذکور ہے اللہ بے جوڑ ہے اور بے جوڑ کو پسند فرماتا ہے اسی مفہوم کو یوں ادا کرتے ہیں اللہ طاق ہے اور طاق ہی کو پسند فرماتا ہے یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے "قالَ عليٌّ رضيَ اللَّهُ عنهُ: ألا إنَّ الوترَ ليسَ بحَتمٍ كصلاتِكُمِ المَكتوبةِ، ولَكِنَّ رسولَ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ أوترَ ثمَّ قالَ: أوتِروا يا أَهْلَ القُرآنِ، أوتِروا فإنَّ اللَّهَ وترٌ يحبُّ الوترَ"، أحمد شاكر (مسند أحمد، إسناده صحيح شرح رواية أخرى)

ایک بھی طاق ہے مگر اس میں کثرت نہیں تین بھی طاق ہے جس میں کثرت ہے اور کثرت درود کا حکم منقول ہے ۔لہذا تین بار پڑھانے میں طاق کے ساتھ ساتھ کثرت کی بھی رعایت ہو جاتی ہے ۔ھذا ما ظھر لی والعلم عند اللہ

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے تن سے حبیب کو پیدا کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی تقریر میں یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کے مطابق اپنے حبیب ﷺ کو اپنے جسم سے پیدا فرمایا نیز دوسری تقریر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان و قدرت سے اپنے حبیب کو اپنی شان کے مطابق اپنے جسم سے پیدا فرمایا، کیا ایسا کہنا درست ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھو الھادی الی الصواب والیہ المرجع المآب

ہوسکتا ہے کہ سبقت لسانی سے ایسا ہوا ہو اس لئے پہلے خطیب سے معلوم کریں کہ انھوں نے ایسا کیوں کہا اگر واقعی سبقت لسانی ہے تو توبہ واستغفار کرلیں کافی ہے اور اگر خطیب کا یہی عقیدہ ہو جو سوال میں مذکور ہے تو یہ کفر ہے کہ اس جملے سے جسم کا ہونا ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جسم وجسمانیت سے پاک ہے اس کے لئے جسم ماننا کفر ہے جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر ضَروریاتِ دین سے کسی چیز کا منکِر ہو تو کافر ہے جیسے یہ کہنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اجسام کے مانند جسم ہے۔ (دُرِّمختار ج ۲ ص ۵۸ ۳ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۱۴ ص ۲۵۱ دعوت اسلامی)

کیوں کہ ہر جسم و جان والے کا وجود ہوا ہے یعنی پہلے نہ تھا بعد میں پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ ازلی ہے یعنی ہمیشہ سے ہے۔ثانیاً: ہر جسم کا فنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے فنا نہیں ہے بلکہ وہ ابدی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا۔

یونہی ہر جسم والا کسی نہ کسی کے بطن سے پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ

ہی وہ کسی سے پیدا ہوا، ارشاد ربانی ہے" لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ " پس ایسا کہنے والا اسلام سے خارج ہوگیا اس پر تجدید ایمان فرض ہے اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی۔ اور اگر ایسا نہ کرے تو جملہ مؤمنین پر لازم ہے کہ اس مقرر کا سماجی بائیکاٹ کر دیں اور اس سے ہرگز ہرگز تقریر نہ کروائیں ورنہ کروانے والے بھی گنہگار ہونگے کہ جسکو عقائد کے بارے میں اتنا نہ معلوم ہو کہ اللہ تعالی جل مجدہٗ جسم سے پاک ہے اس سے تقریر کروانا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہنا کفر ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ اوپر والے کہنا کیسا ہے؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ **المستفتی**:۔عبد المصطفٰے نوری اڑیسہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھو الھادی الی الصواب

خدائے تعالیٰ کی ذات کے لئے اوپر والا بولنا کفر ہے کہ اس لفظ سے اس کے لئے جہت کا ثبوت ہوتا ہے اور اس کی ذات جہت سے پاک ہے جیسا کہ حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں (اذالم یکن فی مکانہ لم یکن فی جھۃ لاعلو ولاسفل ولاغیرھما) (شرح عقائد نسفی ص ۳۳)

اور حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں (یکفر بوصفہ تعالیٰ بالفوق اوبالتحت) اھ تلخیصا (بحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۰)

لیکن اگر کوئی شخص یہ جملہ بلندی و برتری کے معنی میں استعمال کرے تو قائل پر حکم کفر نہ کریں گے مگر اس قول کو برا ہی کہیں گے اور قائل کو اس سے روکیں گے۔

(بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲/۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا کیسا ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا کیسا ہے؟ ناجائز حرام یا ممنوع۔اور اس کی وجہ کیا ہے؟ المستفتی:۔واحد علی بھساول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا ممنوع ہے علامہ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنے فتاوی میں فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل کو میاں کہنا منع ہے،وجہ یہ ہے کہ میاں کے تین معنی ہیں،مالک،شوہر،زنا کا دلال۔ اور جس لفظ کے چند معنی ہوں اور کچھ معنی خبیث ہوں اور وہ لفظ شرع میں وارد نہ ہو تو اس کا اطلاق اللہ عزوجل پر منع ہے۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ نے فرمایا"ایہام معنی المحال کاف للمنع"اس کی مثال راعنا ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات صحابہ کرام جب اچھی طرح سن نہ پاتے،یا سمجھ نہ پاتے تو عرض کرتے،راعنا،یعنی ہماری رعایت فرمائیے۔یہود کی لغت میں راعنا کے معنی بے وقوف کے ہیں،یہود بھی راعنا راعنا کہنے لگے اور وہ اس معنی خبیث کی نیت سے کہتے۔اللہ عزوجل نے راعنا کہنے سے صحابہ کرام کو منع فرمایا،حکم ہوا انظرنا کہو۔اسی طرح یہاں بھی خطرہ ہے۔آپ اللہ عزوجل کو میاں کہیں،آپ کی نیت مالک کی ہوگی،لیکن دہریہ بے دین خبیث دوسرے معنی سے کہے تو کون روکے گا،وہ کہہ دے گا کہ آپ بھی تو کہتے ہیں،اس لئے ایسے الفاظ کے استعمال کی اجازت نہیں۔(فتاویٰ شارح بخاری جلد اول صفحہ ۱۳۷/۱۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری

(یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا اللہ تعالی کے لئے یہ بول سکتے ہیں کہ اللہ نے قرآن میں قسم کھائی ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔** عبدالرحمن گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام عاشقاں اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ جن کی ہر چیز کی مولیٰ نے قسم کھائی ہو میں مولیٰ کی نسبت صحیح ہے یا نہیں؟ تو اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی طرف کھانے کی نسبت صحیح نہیں ہے قرآن کی جگہ مولیٰ بنادیا گیا۔

(عرفان شریعت صفحہ ۸)

لہٰذا اللہ تعالی کے لئے یہ کہنا چاہئے فلاں چیز کی قسم یاد فرمائی ہے یا قسم ذکر فرمائی ہے اور یہ کہنا کہ اللہ تعالی نے قرآن میں فلاں چیز کی قسم کھائی ہے صحیح نہیں ہے ہاں یہ کہنا صحیح ہے کہ قرآن نے قسم کھائی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(جو کہے اللہ کا فیصلہ بھی نہ مانوں گا اس کے لئے کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کے گھر میں دو عورتیں آپس میں لڑائی کر رہیں تھی گاؤں کے ذمہ داروں نے دونوں کو سمجھا کر جھگڑا ختم کر دیا اس کے بعد دوبارہ پھر جھگڑا شروع ہوا تو زید نے کہا کہ اب اگر اللہ تعالیٰ بھی آ کر فیصلہ کرے جب بھی تمہارا فیصلہ نہ ہوگا زید کا اس طرح کہنا از روئے شرع کیسا ہے؟ بینوا وتوجروا **المستفتی**: صادق حسین بالا گنج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید پر توبہ وتجدید ایمان، اگر بیوی والا ہو تو تجدید نکاح لازم ہے مذکورہ الفاظ کے ظاہر معنی کفر ہے اگر چہ تاویل کی بھی گنجائش ہے اسی طرح کے ایک جواب میں حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جس نے یہ بکا اگر خدا بھی آئے تو فیصلہ نہ ہوگا اس پر توبہ تجدید ایمان ونکاح لازم ہے۔ اللہ عزوجل احکم الحاکمین، قادر ومقتدر ہے اور جملہ مذکورہ اللہ عزوجل کی ان صفات کا بظاہر انکار ہے، لیکن اس جملہ کی تاویل ہو سکتی ہے، قائل کی مراد فیصلہ سے باہمی تصفیہ ہے، لوگوں کی عداوت کا دور ہونا مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ ایسے ضدی ہیں کہ خدا کے حکم کو بھی نہیں مانیں گے، اپنی ضد پر اڑے رہیں گے۔ مگر چوں کہ ظاہر معنی کفر ہے، اس لئے قائل پر توبہ وتجدید ایمان ونکاح لازم ہے۔ درر وغرر وغیرہ میں ہے: ومافیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح۔ (فتاویٰ شارح بخاری جلد اول صفحہ ۲۶۷) واللہ اعلم

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(کیا آخرت میں مؤمن وکافر سب کو خدا کا دیدار ہوگا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ (۱) ذات باری تعالی دنیا میں چشم ظاہر سے دیکھنا ممکن ہے یا نہیں؟ (۲) کیا آخرت میں مؤمن وکافر سب کو خدا کا دیدار ہوگا؟ یا صرف مؤمن کے لئے خاص ہے؟ (۳) دیدار باری تعالی میں سبھی مؤمنین برابر ہیں یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں عندالناس مشکور ہوں۔

المستفتی:۔ ڈاکٹر ملک محمد غفران علیمی نظامی علی گڑھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

(۱) ہاں عقلاً وشرعاً دونوں اعتبار سے ممکن ہے۔البتہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سوا کسی اور سے اس کا وقوع نہیں ہوا صرف ہمارے نبی سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے شب معراج میں چشم ظاہر سے دیدار فرمایا۔(اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۲۴ ؍فتاوی حدیثیہ صفحہ ۱۰۸؍منبہ المنیہ جلد دوم صفحہ ۶)

(۲) اور آخرت میں مؤمن وکافر سب کو دیدار باری تعالی ہوگا۔لیکن مؤمنین کو رحم وکرم اور کافرین کو قہر وغضب کی حالت میں۔پھر اس کے بعد کفار ہمیشہ کے لئے اس نعمت سے محروم کردئے جائیں گے تاکہ حسرت وندامت زیادہ ہو۔(تکمیل الایمان صفحہ ۶؍اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۴۲۵؍شرح فقہ اکبر بحر العلوم صفحہ ۶۶)

(۳) ہر ایک اپنے اپنے نامہ اعمال کے اعتبار سے اس نعمت کے پانے میں مختلف ہوگا۔عام مؤمنین کو ہر جمعہ اور خواص کو ہر صبح وشام دیدار ہوگا۔اور اخص الخواص تو جنت عدن میں رہیں گے انہیں دائمی قرب اور تجلیات خاص کا شرف حاصل ہوگا۔

(تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۱۰۰؍تکمیل الایمان صفحہ ۵؍ماخوذ مخزن معلومات صفحہ ۲۰)

اورفقیہ اعظم حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی رضوی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریرفرماتے ہیں جنتی جب جنت میں جائیں گے ہر ایک اپنے اعمال کی مقدار سے مرتبہ پائے گا اور اس کے فضل کی حد نہیں۔ پھر اُنھیں دنیا کی ایک ہفتہ کی مقدار کے بعد اجازت دی جائے گی کہ اپنے پروردگار عزوجل کی زیارت کریں اور عرشِ الٰہی ظاہر ہوگا اور رب عزوجل جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلّی فرمائے گا اور ان جنتیوں کے لیے منبر بچھائے جائیں گے، نور کے منبر، موتی کے منبر، یاقوت کے منبر، زَبرجَد کے منبر، سونے کے منبر، چاندی کے منبر اور اُن میں کا ادنیٰ مشک و کافور کے ٹیلے پر بیٹھے گا اور اُن میں ادنیٰ کوئی نہیں، اپنے گمان میں کرسی والوں کو کچھ اپنے سے بڑھ کر نہ سمجھیں گے اور خدا کا دیدار ایسا صاف ہوگا جیسے آفتاب اور چودھویں رات کے چاند کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے دیکھتا ہے، کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے لیے مانع نہیں۔ اور اللہ عزوجل ہر ایک پر تجلّی فرمائے گا، ان میں سے کسی کو فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! تجھے یاد ہے، جس دن تُو نے ایسا ایسا کیا تھا؟ دنیا کے بعض مَعاصی یاد دلائے گا، بندہ عرض کرے گا اے رب! کیا تُو نے مجھے بخش نہ دیا؟ فرمائے گا: ہاں! میری مغفرت کی وسعت ہی کی وجہ سے تُو اِس مرتبہ کو پہنچا، وہ سب اسی حالت میں ہونگے کہ اَبر چھائے گا اور اُن پر خوشبو برسائے گا، کہ اُس کی سی خوشبو ان لوگوں نے کبھی نہ پائی تھی اور اللہ عزوجل فرمائے گا: کہ جاوٴ اُس کی طرف جو میں نے تمہارے لیے عزت تیار کر رکھی ہے، جو چاہو لو، پھر لوگ ایک بازار میں جائیں گے جسے ملائکہ گھیرے ہوئے ہیں، اس میں وہ چیزیں ہوں گی کہ ان کی مثل نہ آنکھوں نے دیکھی، نہ کانوں نے سنی، نہ قلوب پر ان کا خطرہ گزرا، اس میں سے جو چاہیں گے، اُن کے ساتھ کر دی جائے گی اور خرید و فروخت نہ ہوگی اور جنتی اس بازار میں باہم ملیں گے، چھوٹے مرتبہ والا بڑے مرتبہ والے کو دیکھے گا، اس کا لباس پسند کرے گا، ہنوز گفتگو ختم بھی نہ ہوگی کہ خیال کرے گا، میرا لباس اُس سے اچھا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جنت میں کسی کے لیے غم نہیں، پھر وہاں سے اپنے اپنے

مکانوں کو واپس آئیں گے۔ اُن کی بیبیاں استقبال کریں گی اور مبارکباد دے کر کہیں گی کہ آپ واپس ہوئے اور آپ کا جمال اس سے بہت زائد ہے کہ ہمارے پاس سے آپ گئے تھے، جواب دیں گے کہ پروردگار جبّار کے حضور بیٹھنا ہمیں نصیب ہوا تو ہمیں ایسا ہی ہو جانا سزاوار تھا۔

حدیث شریف میں ہے: أخبر نی رسول الله صلی الله علیه وسلم أنّ أهل الجنة إذا دخلوها نزلوا فیها بفضل أعمالهم، ثم یؤذن فی مقدار یوم الجمعة من أیام الدنیا، فیزورون ربهم ویبرز لهم عرشه ویتبدّی لهم فی روضة من ریاض الجنة، فتوضع لهم منابر من نور، ومنابر من لؤلؤ، ومنابر من یاقوت، ومنابر من زبرجد، ومنابر من ذهب، ومنابر من فضة، ویجلس أدناهم وما فیهم من دَنِیٍّ علی کثبان المسك والکافور، وما یرون أنّ أصحاب الکراسیّ بأفضل منهم مجلساً)۔

قال أبو هریرة : قلت: یا رسول الله! وهل نری ربنا؟ قال: (نعم، هل تتمارون فی رؤیة الشمس والقمر لیلة البدر ؟) قلنا: لا، قال: (کذلك لا تتمارون فی رؤیة ربکم، ولا یبقی فی ذلك المجلس رجل إلّا حاضَرهُ الله محاضرةً حتی یقول للرجل منهم: یا فلان بن فلان! أتذکر یوم قلت کذا و کذا فیذکره ببعض غدراته فی الدنیا، فیقول: یا رب! أفلم تغفر لی؟ فیقول: بلی فبسعة مغفرتی بلغت منزلتك هذه، فبینا هم علی ذلك غشیتهم سحابة من فوقهم فأمطرت علیهم طیبا لم یجدوا مثل ریحه شیئاً قط، ویقول ربنا: قوموا إلی ما أعددتُ لکم من الکرامة فخذوا ما اشتهیتم، فنأتی سوقا قد حفّت به الملائکة ما لم تنظر العیون إلی مثله ولم تسمع الآذان، ولم یخطر علی القلوب، فیحمل إلینا ما اشتهینا لیس یباع فیها ولا یشتری، وفی ذلك السوق یلقی أهل الجنة بعضهم بعضا ۔ قال: فیقبل الرجل ذو المنزلة المرتفعة فیلقی من هو دونه وما فیهم

دَنِيٌّ فيروعه ما يرى عليه من اللباس فما ينقضى آخر حديثه حتى يتخيل عليه ما هو أحسن منه، وذلك أنّه لا ينبغي لأحد أن يحزن فيها، ثم ننصرف إلى منازلنا فتتلقانا أزواجُنا فيقلنَ مرحباً وأهلًا لقد جئت وإنّ لك من الجمال أفضل ممّا فارقتنا عليه، فيقول: إنّا جالسنا اليوم ربنا الجبار، وبحقّ لنا أن ننقلب بمثل ما انقلبنا (سنن الترمذي''،کتاب صفة الجنة، باب ماجاء في سوق الجنة، الحدیث:۲۵۵۸، جلد چہارم، صفحہ ۲۴۶)

جنتی باہم ملنا چاہیں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس چلا جائے گا "عن أنس رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (إذا دخل أهل الجنة الجنة فيشتاق الإخوان بعضهم إلى بعض فيسير سرير هذا إلى سرير هذا وسرير هذا إلى سرير هذا حتى يجتمعا جميعا ...إلخ) (الترغيب والترهيب''، کتاب صفة الجنة والنار، فصل في تزاورهم ومراكبهم، الحدیث: ۱۱۵، ج ۴، ص ۳۰۴)

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے پاس نہایت اعلیٰ درجہ کی سواریاں اور گھوڑے لائے جائیں گے اور ان پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے جائیں گے۔ عن أبي أيوب قال: أتى النبى صلى الله عليه وسلم أعرابيّ فقال: يا رسول الله إني أحب الخيل أفي الجنة خيل؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (إن أُدخلتَ الجنة أتيت بفرس من ياقوتة له جناحان فحملت عليه، ثم طار بك حيث شئتَ" (سنن الترمذي''، کتاب صفة الجنة، باب ماجاء فی صفة خیل الجنة، الحدیث: ۲۵۵۳، ج ۴، ص ۲۴۴)

وفى رواية: عن شفي بن ماتع أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (إنّ من نعيم أهل الجنة أنّهم يتزاورون على المطايا والنجب وإنّهم يؤتون فى الجنة بخيل مسرجة ملجمة لا تروث ولا تبول فيركبونها حتى ينتهوا حيث شاء الله عزوجل" (الترغيب والترهيب''، کتاب صفة الجنة والنار، فصل في تزاورهم ومراكبهم، الحدیث: ۱۱۴، ج ۴، ص ۳۰۳)

سب سے کم درجہ کا جو جنتی ہے اس کے باغات اور بیبیاں اور نعیم و خدّام اور تخت ہزار برس

کی مسافت تک ہوں گے اور اُن میں اللہ عزوجل کے نزدیک سب میں معزز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجہِ کریم کے دیدار سے ہر صبح و شام مشرّف ہوگا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: (إنّ أدنى أهل الجنة منزلة لمن ينظر إلى جنانه وزوجاته ونعيمه وخدامه وسرره مسيرة ألف سنة، وأكرمهم على الله من ينظر إلى وجهه غدوة وعشية)

(سنن الترمذي''،کتاب صفۃ الجنۃ،باب منہ،الحدیث: ۲۵۶۲،ج۴،ص۲۴۹)

جب جنتی جنت میں جائیں گے اللہ عزوجل اُن سے فرمائے گا: کچھ اور چاہتے ہو جو تم کو دوں؟ عرض کریں گے: تُو نے ہمارے منہ روشن کئے، جنت میں داخل کیا، جہنم سے نجات دی، اس وقت پردہ کہ مخلوق پر تھا اُٹھ جائے گا تو دیدارِ الٰہی سے بڑھ کر انھیں کوئی چیز نہ ملی ہوگی۔ عن صهيب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (إذا دخل أهل الجنة، قال: يقول الله تبارك وتعالى: تريدون شيئاً أزيدكم؟ فيقولون: ألم تبيض وجوهنا؟ ألم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار قال: فيكشف الحجاب، فما أعطوا شيئا أحب إليهم من النظر إلى ربهم عز وجل۔(صحیح المسلم''،کتاب ال إیمان،باب إثبات رؤیۃ المؤمنین في الآخرۃ۔۔۔ إلخ،ص ۱۱۰،الحدیث:۱۸۱۔ و'')(سنن الترمذي''،کتاب صفۃ الجنۃ،باب ما جاء في رؤیۃ الرب تبارک وتعالٰی، الحدیث:۲۵۶۱،ج۴،ص۲۴۸)

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا زِيَارَةَ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ بِجَاهِ حَبِيْبِكَ الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيْمُ، اٰمين (ماخوذ بہار شریعت جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۶۲/ ۱۶۴) وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد ابو الفیضان محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یار علوی ارشدی عفی عنہ

(اللہ جل جلالہ و رسول ﷺ کو برابر کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو کہے کہ اللہ و رسول برابر ہیں ان دونوں میں کوئی فرق نہیں؟ اور رسول اللہ کے جسم سے ہیں جس نے اللہ کو سجدہ کیا رسول کو سجدہ کیا تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی:۔محمد مصور علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسا شخص کافر و مرتد ہے کیونکہ اس نے اللہ و رسول کو برابر کہا اور اللہ کے لئے جسم مانا جس سے اللہ پاک و منزہ ہے اور کہا کہ اللہ کو سجدہ کرنا رسول کو سجدہ کرنا برابر ہے یہ سب جملے کفریہ ہیں اس لئے کہ خدا کے علاوہ کسی اور کو سجدہ معبودی کرنا کفر ہے اور سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے اور اس نے یہ کہا کہ اللہ کو سجدہ کرنا رسول کو سجدہ کرنا دونوں برابر ہے تو ظاہر ہے کہ سجدہ معبودی ہی سمجھ کر کہہ رہا ہے اس لئے کہ اللہ کو معبود سمجھ کر ہی سجدہ کیا جاتا ہے لہذا وہ کافر ہے اس پر تجدید ایمان اور اگر بیوی والا ہو تجدید نکاح ضروری ہے اور اگر کسی صاحب شرع پیر سے مرید ہو تو بیعت بھی ہو لے۔اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں حضور فقیہ اعظم ہند نائب حضور مفتی اعظم صاحب فتاویٰ شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ایسا شخص اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی اس نے ایک ساتھ کئی کفریات بکے اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کیا ہر جسم حادث ہے اور اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے

نہ حادث ۔ وہ قدیم ازلی ابدی ہے اس نے کہا حضور ﷺ اللہ کے جسم سے ہیں یہ بھی کفر ہے ۔ اس نے بکا اللہ کو سجدہ کرنا حضور کو سجدہ کرنا برابر ہے اللہ کے لئے سجدہ تعبدی کیا جاتا ہے ۔ اور حضور کے لئے سجدہ تعبدی کرنا شرک ۔ سجدہ تعبدی تو بڑی چیز ہے حضور ﷺ کے لئے سجدہ تعظیمی بھی حرام ۔ اس شخص پر فرض ہے کہ فورا اس کلمات کفریہ سے توبہ کرے کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو، بیوی کو رکھنا چاہے تو پھر سے نکاح جدید کرے ۔ اور اگر یہ تجدید ایمان و نکاح نہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول سلام کلام بند کر دیں مرجائے تو غسل و کفن دفن جنازے میں شریک نہ ہوں ۔

(فتاویٰ شارح بخاری، جلد اول صفحہ ۵۷۴) وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ آپ اور فرماتے ہیں استعمال کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اللہ کے لیے لفظ" آپ" اور لفظ" فرماتے ہیں" استعمال کرسکتے ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔شمشاد علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

علامہ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ تعظیم کی نیت سے اللہ عزوجل کو آپ کہہ سکتے ہیں۔(فتاویٰ شارح بخاری، جلد اول، صفحہ ۱۳۱)

پھر اس کے بعد دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ" فرماتے ہیں" استعمال کرنے کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ بہ نیت تعظیم درست ہے، لیکن احتیاط اس میں ہے کہ بہ ہمہ وجوہ اس کی شان یکتائی ظاہر کرنے کے لیے واحد کا صیغہ استعمال کیا جائے۔ یہی مسلمانوں میں رائج ہے۔ مسلمانوں میں جو طریقہ رائج ہو اور اس میں کوئی شرعی خرابی نہ ہو تو اس کے خلاف کرنا شورش پھیلانا ہے۔اس لیے اللہ عزوجل فرماتے ہیں" کہنے سے احتراز چاہئے۔ دیوبندی اکابر واحد کا صیغہ استعمال کرتے تھے۔اصاغر نے مسلمانوں میں شورش پھیلانے کے لیے جمع کا صیغہ شروع کردیا ہے۔اہل سنت کو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔(فتاویٰ شارح بخاری، جلد اول، صفحہ ۱۳۴)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمعیلی

(اللہ تعالی کے لئے سوچ سمجھ کا لفظ استعمال کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالی کے لئے سوچ سمجھ کا لفظ استعمال کرنا کیسا ہے؟ جیسے اللہ نے یہ کام بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔ دلشاد عالم بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس طریقے کے جملے رب کی شان میں بولنا صریح کفر ہے شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں اللہ تعالی سوچتا ہوگا یا سوچتا ہے یا سمجھتا ہے یا سمجھے گا (معاذ اللہ) یقینا صریح کفر ہے ان جملوں میں کئی کفریات ہیں، اللہ تعالی کے لئے دل ماننا دل جسم کا ایک ٹکڑا ہے اور ہمارا عقیدہ ہے اللہ تعالی جسم اور اعضائے جسمانی حصے سے منزہ ہے، اور جو اللہ تعالی کے لئے کوئی عضو مانے وہ کافر ہے، دوسرا یہ کہ عالم الغیب سے انکار ہے کیونکہ سوچے سمجھے گا وہ جو عالم الغیب نہ ہو اور ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی عالم الغیب ہے وہ ہمیشہ سے سب کچھ جانتا ہے اور ہمیشہ جانے گا۔(فتاوی شارح بخاری ج ۱ ص ۱۶۲ / کتاب العقائد) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(اللہ تعالیٰ کو مصطفی ﷺ کا شیدا کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آقا لے لو سلام اب ہمارا اس میں ایک مصرعہ ہے کہ ''امتی کیا خود خدا ہے شیدا تمہارا'' یہ مصرعہ صحیح ہے یا غلط؟ اور اس کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ **المستفتی:۔** رضوان احمد گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یہ شعر پڑھنا جائز نہیں جیسا کہ فقیہ عصر شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو شیدائے محمد کہنا جائز نہیں کہ اس معنی میں سوء کا احتمال ہے شیدا کا معنی آشفتہ فریفتہ مجنوں عشق میں ڈوبا ہوا عاشق ہے۔اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے منزہ ہے۔(فتاوی شارح بخاری جلد اول باب عقائد متعلقہ صفات الٰہی صفحہ ۱۴۱)

لہٰذا مصرعہ ہٰذا کا پڑھنا ہرگز جائز نہیں ہے اور جو پڑھے اس پر توبہ لازم ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(اللہ کے علاوہ کسی اور کی تعریف کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید یہ کہتا ہے کہ یا اللہ تو ہی تعریف کے لائق ہے زید کا یہ کہنا درست ہے یا نہیں! اور اگر درست ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کے علاوہ اور کسی کی تعریف کرنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔نصیب علی یوپی ہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کا کہنا بالکل درست ہے بیشک ساری تعریفیں ساری خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے(الحمد للہ رب العلمین)سب خوبیاں اللہ کے لئے جو مالک سارے جہانوں کا۔(سورہ فاتحہ)

مگر ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کی تعریف نہیں کر سکتے بلکہ محبوبان خدا کی تعریف کرنا ہی اللہ کی تعریف ہے یونہی بندۂ خدا کی تعریف کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ساری تعریف اللہ ہی کے لئے ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسروں کی تعریف جائز نہیں بلکہ اللہ کے علاوہ بھی تعریف جائز ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کالفظ استعمال کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالی کے لئے جمع کالفظ بولنا مثلا اللہ تعالی فرماتے ہیں کہنا شرعاً کیسا ہے؟ بینوا توجروا **المستفتی:۔محمد وسیم القادری**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تعالی کی شان یکتائی ظاہر کرنے کے لئے واحد کا صیغہ استعمال کرنا چاہئے یہی اہل سنت میں رائج ہے جمع کالفظ کبھی نہیں استعمال کرنا چاہئے کہ اس میں شرک کی بو ہے مگر تعظیما جمع کالفظ بولنا خدا کی شان میں جائز ہے، چنانچہ سراج بزم اولیاء کاملین معین الاسلام والمسلمین سیدنا سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خاں محدث ومحقق بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ تعظیما جمع کالفظ بولنا خدائے تعالی کے لئے کیسا ہے؟ تو فرمایا کہ حرج نہیں ہے اور بہتر صیغۂ واحد ہے کہ احد کے لئے وہی انسب ہے۔(فتاوی رضویہ شریف قدیم ج ۵ کتاب النکاح ص ۱۳۷)

لہٰذا اس طرح کے الفاظ جیسے کہ اللہ فرماتے ہیں یا دیکھتے ہیں سنتے ہیں استعمال کرنے سے احتراز چاہئے کہ یہ فرقہائے باطلہ مثلا دیوبندیوں وہابیوں کی بولی ہو چکی ہے۔

واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالی کو اوپر والا کہنا شرعا کیسا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کی اوپر والا جیسا چاہے گا ویسا ہوگا اوپر والا چاہے گا تو بارش ہوگی اوپر والا دیکھتا ہے یہ سب الفاظ بولنا کیسا ہے؟ بینواتوجروا **المستفتی:** محمد نظام الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تعالی کی ذات کے لئے یہ عقیدہ رکھ کر بولنا کہ اللہ تعالی اوپر ہے تو یہ صریح کفر ہے کیونکہ اللہ تعالی کی ذات اوپر نیچے ہر زمان ومکان سے پاک ہے اور سمتوں یعنی پورب، پچھم، اتر، دکھن، اوپر، نیچے، زمان ومکان کو اسی نے پیدا فرمایا ہے اب اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالی اوپر ہے تو اس سے سوال ہوگا کہ جب اللہ تعالی نے اوپر کو پیدا نہیں کیا تھا تو اس سے پہلے کہاں تھا۔

لیکن اگر کوئی شخص یہ جملہ اس خیال سے کہے کہ اللہ تعالی سب سے بلند و بالا ہے تو علمائے کرام فقہائے عظام نے قائل پر کفر کا حکم نہیں دیا ہے مگر پھر بھی اسے برا ہی کہا جائے گا۔جب کہ حضور پرنور سرکار مصطفے ﷺ کی شان اقدس میں اچھا جملہ بولنا جن سے صرف گستاخی و بے ادبی کا شبہ ہو تو بولنا منع ہے جیسے لفظ ”راعنا“ تو اللہ تعالی کی شان میں اس طرح کے الفاظ بولنا جسے جاہل لوگ اسکے حقیقی معنی مراد لیں اور یہ سمجھیں کہ اللہ تعالی اوپر ہے کیوں نہ منع ہوگا بہر حال شان الوہیت میں اسطرح کے الفاظ بولنا سخت منع ہے، مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(اوپر والا دیکھتا ہے کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ یہ کہنا کہ اوپر والا دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسا جملہ بولنا کیسا ہے؟ نیز بولنے والے پر عندالفقہاء اور عندالمتکلّمین کیا حکم ہے؟ مدلّل ومفصّل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد مقصود عالم قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تعالی کو اوپر والا کہنے میں کفر کا شائبہ ہے اوپر والا کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اوپر رہتا ہے اس میں اللہ تعالی کے لیے مکان کا اثبات ہے اور اللہ عزوجل کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے۔ نیز اس کا بھی شائبہ ہے کہ اوپر والا ہے نیچے والا نہیں ایسے کلمات کا بولنا شرعا ممنوع ہے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ ج ارص ۲۰۵ رمیں ہے اگر کسی نے کہا (نہ مکانی زتو خالی نہ تو در ھیچ مکانی) تو ایسا کہنے والا کافر ہوجائے گا اس لئے کہ اس نے اللہ تعالی کے لیے مکان ثابت کیا اگر چہ صحیح یہی ہے کہ کافر نہ ہوگا جیسا کہ مجدد اعظم اعلی حضرت نے اس کے حاشیے میں تحریر فرمایا ہے بہر حال ایسے کلمات بولنے سے بچنا لازم ہے جس میں کفر کا پہلو ہو، اس لئے مسلمان ہرگز نہ کہیں کہ اوپر والا جانے یا نیلی چھتری والا جانے وغیرہ وغیرہ (فتاویٰ شارح بخاری جلد اول صفحہ ۲۵۹)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں؟)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسا بولنا کیسا ہے؟ کہ اللہ کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں اگر کسی نے ایسا کہا تو اس پر کیا حکم آئے گا؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی: ۔محمد محفوظ عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ ایک محاورہ ہے لہٰذا مذکورہ جملہ بولنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اس سے مراد یہ لیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات بندے کی دعا دیر سے قبول فرماتا ہے کسی بھی وجہ سے لیکن بندہ جب بعد میں اس دعا کی قبولیت کو پاتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ اس کی دعا رد نہیں گئی۔اسی طرح مزید بھی کئی مختلف اعتبار سے اس جملہ کی درست تعبیریں ممکن ہیں ۔اھ (ماہنامہ فیضان مدینہ جولائی/اگست 2018ء ذوالقعدہ 1439ھ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو خدا کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کو خدا کہنا کیسا ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی **المستفتی:۔محمد عباس اشرفی کچھوچھہ**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تبارک وتعالیٰ کو خدا کہنا جائز ودرست ہے، چنانچہ فتاوی مصطفویہ میں ہے اللہ عزوجل پر ہی خدا کا اطلاق ہوسکتا ہے، اورسلف سے لے کر خلف تک ہر قرن میں تمام مسلمانوں میں بلانکیر اطلاق ہوتا رہا ہے، اور وہ اصل میں ,,خودآ،، ہے، جس کے معنی ہیں وہ جو خود موجود ہو کسی اور کے موجود کئے موجود نہ ہوا ہو، اور وہ نہیں مگر اللہ عزوجل ہمارا سچا خدا،، اھ(ص 31) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد سفیر الحق رضوی

(اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا کیسا ہے؟ **المستفتی:۔معین الدین نقشبندی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تعالیٰ کی شان و یکتائی ظاہر کرنے کے لئے واحد کا صیغہ استعمال کیا جائے۔جیسا کہ علامہ شارح بخاری فرماتے ہیں کہ بہ نیت تعظیم درست ہے لیکن احتیاط اس میں ہے کہ یہ ہمہ وجوہ اس کی شان یکتائی کے ظاہر کرنے کے لئے واحد کا صیغہ استعمال کیا جائے۔یہی مسلمانوں میں رائج ہے۔مسلمانوں میں جو طریقہ رائج ہو،اور اس میں کوئی شرعی خرابی نہ ہو اس کے خلاف شورش پھیلانا ہے۔اس لئے اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔کہنے سے احتراز چاہئے دیوبندی اکابر واحد کا صیغہ استعمال کرتے ہیں اصاغر نے مسلمانوں میں شورش پھیلانے کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔اہل سنت کو اس سے احتراز چاہئے۔(فتاوی شارح بخاری جلد اول صفحہ نمبر/134)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(سب اللہ کی مشیت سے ہو رہا ہے یہ کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سب اللہ کی مشیت سے ہو رہا ہے یہ کہنا کیسا ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا **المستفتی:۔محمد مبشر نوری**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ کی مشیت سے (سوائے برے کاموں کے) جیسا کہ قرآن میں ہے رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے(وَمَا تَشَآؤُنَ اِلَّآ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ)اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ سارے جہان کا رب۔(پارہ 30 سورہ تکویر آیت ۲۹)

تشریح:۔انسان اپنے اختیاری کام میں مختار ہے مگر یہ اختیار مستقل نہیں بلکہ اللہ تعالی کی مشیت کے تابع ہے دنیا میں ہر کام اللہ تعالی کی مشیت اور اس کے ارادے سے ہوتا ہے مگر اس کی پسندیدگی سے نہیں اللہ تعالی بندے کے ہر کام کا ارادہ فرماتا ہے مگر اسے برے کام کی رغبت یا مشورہ نہیں دیتا بلکہ اس کو منع کرتا ہے برے کام کی رغبت ومشورہ ابلیس لعین دیتا ہے۔

(صراط الجنان فی تفسیر القرآن)واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(جو اللہ عزوجل کو گالی دے اس پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ہے جب اس کا کوئی کام نہیں ہوتا ہے تو اللہ عزوجل کو گالی دیتا ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔ عبد الغفور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسا شخص کافر و مرتد ہوگیا جیسا کہ فقیہ اعظم ہند شارح بخاری علامہ شریف الحق رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں جس خبیث نے اللہ عزوجل کو گالی دی وہ کافر و مرتد ہوگیا اسلام سے خارج ہوگیا اگر وہ صاحب نکاح ہے تو اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی اس پر واجب ہے کہ فورا بلا تاخیر توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اگر اس بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو اس سے تجدید نکاح بھی کرے اگر توبہ و تجدید ایمان نہ کرے تو اس سے میل جول سلام کلام بند کر دیا جائے بیمار پڑے تو اسکی عیادت کو نہ جائے مرجائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں (فتاوی شارح بخاری جلد اول صفحہ 234)

واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(اللہ تعالیٰ کو سلام بھیجنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید سلام پڑھتا ہے ننھے علی اصغر کے خدا کو ہمارا اسلام ہو تو شعر پڑھنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ ادا کرنے کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتی:۔شاکر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے سلام کرنا یا بھیجنا منع ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے لا تقولوا السلام علی اللہ فان اللہ ھو السلام " یہ نہ کہو، سلام ہو اللہ پر، اسلئے کہ اللہ سلام ہے ۔(مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ رص ۴۳۱ رحوالہ فتاویٰ شارح بخاری ج ۱ رص ۱۲۷)

اور اگر یہ عقیدہ ہے کہ اللہ پر سلام بھیجنا گویا کہ اللہ کے لئے سلامتی تو یہ صریح کفر ہے کیونکہ اللہ کا محتاج ہونا لازم آئے گا (معاذ اللہ) حالاں کہ ہم سب سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ بے شک سب انسان اللہ کے حضور فقیر محتاج ہیں بلا شبہ اللہ غنی حمید ہے مالک الملک ہے کوئی اس کا شریک نہیں جیسا کہ قرآن میں اللہ خود ارشاد فرماتا ہے قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَ تُخْرِ جُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِ جُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے، اور جسے چاہے

عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بیشک تو سب کچھ کرسکتا ہے۔تو رات کا حصّہ دن میں ڈالے اور دن کا حصہ رات میں ڈالے اور مردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے اور جسے چاہے بے گنتی دے۔(کنزالایمان، پارہ ۳رسورہ آل عمران آیت نمبر ۲۶)

تنبیہ:۔انبیائے کرام اولیائے کرام و بزرگان دین کو جو تصرفات و مراتب حاصل ہیں یہ انکے ذاتی نہیں بلکہ رب کی طرف سے ہیں یعنی عطائی ہیں اسی لیے اس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ تم فرماد و "قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ" "تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے۔(کنزالایمان، سورہ اعراف آیت ۱۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(کیا لوگوں کے مابین خدا ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب لوگ بات چیت کرتے ہیں تو ان کے درمیان خدا موجود ہوتا ہے یہ کہنا کیسا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔عبدالرزاق قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کا یہ کہنا غلط ہے کہ اللہ تعالیٰ بات چیت کرنے والوں کے درمیان موجود رہتا ہے کیونکہ زید کے اس قول سے اللہ عزوجل کے لئے مکان ثابت ہو رہا ہے اور اللہ عزوجل مکان سے پاک ہے اور یہ کفر ہے۔البتہ اللہ تعالیٰ ان کے باتوں کو سنتا ہے اور ان کے رازوں کو جانتا ہے۔فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: جب لوگ ایک جگہ بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں تو ان کے درمیان خدا موجود ہوتا ہے یہ نہیں کہنا چاہئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔عقائد نسفی میں ہے:لایتمکن فی مکان" اس کے تحت شرح عقائد نسفی میں صفحہ ۳۳ پر ہے: اذا لم یکن فی مکان لم یکن فی جهة لا علو ولا سفل ولا غيرهما"

اور پارہ ۲۸ رکوع ۲ میں ہے: مَا یَکُوۡنُ مِنۡ نَّجۡوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمۡ" جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے۔اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مشاہدہ فرماتا ہے اور ان کے رازوں کو جانتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے درمیان خدائے تعالیٰ موجود ہوتا ہے۔

تفسیر جلالین میں ہے: ھو رابعھم بعلمہ ۔ اور علامہ صاوی نے فرمایا: قولہ بعلمہ ای و سمعہ وبصرہ ومتعلق بھم قدرتہ و ارادتہ" اور تفسیر مدارک میں اس آیت کریمہ کے تحت ہے: یعلم یتناجون بہ ولا یخفیٰ علیہ ماھم وقد تعالیٰ عن المکان علوا کبیرا" (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳) وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(کیا جہاں چند لوگ اکٹھا ہوں وہیں خدا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگ کہتے ہیں جہاں چند لوگ اکٹھا ہوں وہیں خدا ہے ایسا جملہ کہنا از روئے شرع کیسا ہے؟ **المستفتی:۔** فداء المصطفی الہ آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس طرح کہنا کلمۂ کفر ہے کہ جہاں چند لوگ ہوں وہیں خدا ہے اور کہنے والے پر توبہ تجدید ایمان بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی لازم ہے حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ کہنا کہ جہاں دس وہیں خدا کلمۂ کفر ہے۔کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ مکان سے منزہ ہے۔حدیقہ ندیہ طریقۂ محمدیہ میں ہے:ولو قال ھکذا بالفارسیۃ: نہ مکانی زتو خالی نہ تو در ہیچ مکانی فھٰذا کفر لان نسبۃ المکان الی اللہ وھو یقتضی الجسمیۃ فی حقہ تعالیٰ والجسمیۃ تقتضی الحدوث وھو محال علیہ تعالیٰ۔ اس قائل پر توبہ تجدید ایمان اور بیوی والا ہے تو تجدید نکاح لازم ہے۔

(فتاویٰ شارح بخاری جلد اول صفحہ ۱۴۰/۱۴۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تواے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (سورۃ النحل ۴۳)

کتاب العقائد

متعلقہ نبوت و رسالت

(۵۲ رفتوی)

ناشرین
جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(کیا انبیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ انبیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں یہ کہاں سے ثابت ہے؟ مدلل جواب عطا فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ معین الدین نقشبندی رون شریف ضلع ناگور شریف اجمیر راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ رب العلمین الصلوٰۃ والسلام علی جمیع الانبیاء والمرسلین وخاتم النبیین وعلیٰ الہ واصحابہ واھل بیتہ اجمعین

بے شک انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں اور یہ قرآن واحادیث سے ثابت ہے وہابیوں دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے معاذ اللہ یہ قرآن واحادیث کے خلاف ہے کیوں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے جسم کو مٹی نہیں کھا سکتی مروی ہے کہ حضرت داوٗد عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بیتُ المَقدِس کی بنیاد اس مقام پر رکھی تھی جہاں حضرت موسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ اس عمارت کے پورا ہونے سے پہلے حضرت داوٗد عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی وفات کا وقت آگیا تو آپ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے فرزند اَرْجمند حضرت سلیمان عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اس کی تکمیل کی وصیت فرمائی، چنانچہ آپ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جنّات کو اس کی تکمیل کا حکم دیا۔ جب آپ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو آپ نے دعا کی کہ آپ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی وفات جنات پر ظاہر نہ ہو تاکہ وہ عمارت کی تکمیل تک مصروفِ عمل رہیں پھر ہوا بھی یہی کہ حضرت سلیمان عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا

وصال ہوگیا اور آپ اسی طرح لاٹھی کے سہارے سالوں کھڑے رہے جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام بعد وصال مٹی میں نہیں ملتے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں ورنہ ایک سال میں جسم سڑ جاتا بدبو آنے لگتی مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسم میں ذرہ برابر بھی تغیر نہ ہوا، جنات رات و دن کام کرتے رہے جب کام مکمل ہوگیا تو حکم الٰہی سے دیمک نے اس لکڑی کو جس پر ٹیک لگائے ہوئے تھے کھالیا پھر آپ زمین پر آگئے چنانچہ ارشاد ربانی ہے ”فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ“ پھر جب ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک نے کہ اس کا عصا کھاتی تھی پھر جب سلیمان زمین پر آیا جنوں کی حقیقت کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔ (کنزالایمان، سورہ سبا آیت نمبر ۱۴)

تفسیر صراط الجنان میں ہے کہ حضرت سلیمان عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی تھی کہ ان کی وفات کا حال جنّات پر ظاہر نہ ہوتا کہ انسانوں کو معلوم ہوجائے کہ جن غیب نہیں جانتے، پھر آپ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام محراب میں داخل ہوئے اور حسبِ عادت نماز کے لئے اپنے عصا کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوگئے۔ جنّات دستور کے مطابق اپنی خدمتوں میں مشغول رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ حضرت سلیمان عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام زندہ ہیں اور حضرت سلیمان عَلَيْه الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کا عرصۂ دراز تک اسی حال پر رہنا اُن کے لئے کچھ حیرت کا باعث نہیں ہوا، کیونکہ وہ بارہا دیکھتے تھے کہ آپ عَلَيْه الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام ایک ماہ، دوماہ اور اس سے زیادہ عرصہ تک عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور آپ عَلَيْه الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی نماز بہت لمبی ہوتی ہے، حتّٰی کہ آپ عَلَيْه الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی وفات کے پورے ایک سال بعد تک جنات آپ عَلَيْه الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی وفات پر مُطّلع نہ ہوئے

اوراپنی خدمتوں میں مشغول رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دیمک نے آپ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا عصا کھالیااورآپ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا جسم مبارک جولاٹھی کے سہارے سے قائم تھا زمین پر تشریف لے آیا۔ اس وقت جنّات کو آپ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی وفات کاعلم ہوا(خازن، سباء، تحت الآیۃ: ۱۴، ۳/ ۵۱۹ بحوالہ تفسیر صراط الجنان سورہ سبا آیت نمبر ۱۴)

معلوم ہوا کہ انبیائے کرام بعد وصال مٹی میں نہیں ملتے بلکہ وہ زندہ جاوید ہوتے ہیں اور اپنے رب کی طرف سے رزق پاتے ہیں نیز نماز بھی پڑھتے ہیں جیسا کہ معراج کی شب حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔حدیث شریف میں ہے "عَنۡ أَنَسٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡہِ وَسَلَّمَ مَرَرۡتُ عَلَى مُوسٰى وَھُوَ يُصَلِّي فِي قَبۡرِہِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ عِيسَى مَرَرۡتُ لَيۡلَةَ أُسۡرِيَ بِي" حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشادفرمایامیں حضرت موسیٰ کے پاس سے گزرااس حال میں کہ حضرت موسیٰ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھےعیسیٰ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں گزرا۔(صحیح مسلم موسیٰ (علیہ السلام) کے فضائل کا بیان حدیث نمبر ۶۱۵۸)

اورسنن نسائی میں ہے "عَنۡ أَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَتَيۡتُ لَيۡلَةَ أُسۡرِيَ بِي عَلَى مُوسَى عَلَيۡہِ السَّلَام عِنۡدَ الۡكَثِيبِ الۡأَحۡمَرِ وَھُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبۡرِہِ" حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوئی میں موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سرخ ٹیلے کے پاس آیا،اوروہ کھڑے اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(سنن نسائی، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا طریقہ نماز کا بیان حدیث نمبر ۱۶۳۲)

یونہی معراج کی شب حضور ﷺ نے انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت فرمائی اور آسمانوں پر دیگر انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی جوزندہ ہونے کی روشن دلیل ہے

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے"وعن أبي هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : لقد رأيتني في الحجر وقريش تسألني عن مسراى فسألتني عن أشياء من بيت المقدس لم أثبتها فكربت كربا ما كربت مثله فرفعه الله لي أنظر إليه ما يسألوني عن شيء إلا أنبأتهم وقد رأيتني في جماعة من الأنبياء فإذا موسى قائم يصلي . فإذا رجل ضرب جعد كأنه أزد شنوءة وإذا عيسى قائم يصلي أقرب الناس به شبها عروة بن مسعود الثقفي فإذا إبراهيم قائم يصلي أشبه الناس به صاحبكم - يعني نفسه - فحانت الصلاة فأممتهم فلما فرغت من الصلاة قال لي قائل : يا محمد هذا مالك خازن النار فسلم عليه فالتفت إليه فبدأني بالسلام . رواه مسلم " حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے کو حطیم میں دیکھا قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق سوالات کر رہے تھے تو انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوالات کیے جو مجھے یاد نہ رہی تھیں تو میں اتنا غمگین ہوا جتنا کبھی نہ ہوا تھا تو اللہ نے میرے سامنے اسے کر دیا میں اسے دیکھ رہا تھا وہ کسی چیز کے متعلق مجھ سے نہ پوچھتے تھے مگر میں انہیں بتا دیتا تھا اور میں نے اپنے کو نبیوں کی جماعت میں دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے وہ درمیانہ قد گھونگر یلے بال والے ہیں گویا وہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ان سے قریباً ہم شکل عروہ ابن مسعود ثقفی ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے سب میں زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب یعنی میں ہوں پھر نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے انکی امامت کی پھر جب نماز سے میں فارغ ہو گیا تو مجھ سے کسی کہنے والے نے کہا اے محمد یہ آگ کے خزانچی مالک ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے ان کی طرف توجہ کی تو انہوں نے مجھے سلام کرنے سے ابتداء کی ۔(مشکوۃ المصابیح معراج کا بیان ص ۵۲۹ / ۵۳۰ / حدیث نمبر ۵۷۹۰)

یعنی ہم معراج میں دوران سفر انبیاء کرام کی قبروں پر گزرے تو موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں ۔حضور انور نے معراج میں چار بار انہیں کو دیکھا اولاً گزرتے ہوئے ان کی قبروں میں انہیں دیکھا، پھر بیت المقدس میں جہاں سب نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی، پھر آسمانوں میں اپنے مقامات پر، پھر واپسی معراج میں اپنے مقامات پر یہاں پہلی ملاقات کا ذکر ہے ۔معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں وہ زندہ ہیں مگر یہ نماز تکلیفی نہیں لذت وفرحت کی ہے ۔(مراۃ المناجیح جلد ۷ رمعراج کا بیان ص ۱۵۰ نعیمی کتب خانہ گجرات)

ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ"اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے ۔(کنزالایمان،سورہ انبیاء آیت نمبر ۱۰۷)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ "قال عز مجدہ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ" اور اے! محبوب ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے ۔

عالَم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء وملائکہ سب داخل ہیں تو لاجَرم (یعنی لازمی طور پر) حضور پُرنور،سید المرسلین ﷺ ان سب پر رحمت ونعمت ربُّ الارباب ہوئے،اور وہ سب حضور کی سرکارِ عالی مدار سے بہرہ مند وفیضیاب ۔اسی لئے اولیائے کاملین وعلمائے عاملین تصریحیں فرماتے ہیں کہ"ازل سے ابد تک،ارض وسماء میں،اُولیٰ وآخرت میں،دین ودنیا میں،روح وجسم میں،چھوٹی یا بڑی ،بہت یا تھوڑی ،جو نعمت ودولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ ِجہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی ۔(فتاوی رضویہ جلد ۳۰ رص ۱۴۱ ردعوت اسلامی)

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اول سے آخر تک سب کے لئے رحمت ہیں تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جب تک عالم ہے حضور ﷺ باحیات ہیں کیونکہ جو مر کر مٹی میں مل جائے گا معاذ اللہ وہ رحمت کیسے دے سکتا ہے یعنی یہ آیت بھی حضور ﷺ کی حیات پر روشن دلیل ہے ۔

ارشاد باری ہے" وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ

اللّٰهِ عَظِيْمًا"۔اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے (کنزالایمان،سورہ احزاب ۳۳ آیت نمبر ۵۳)

یہ آیت بھی حیات مصطفیٰ ﷺ پر روشن دلیل ہے کیونکہ انتقال کے بعد بیوی نکاح سے باہر ہوجاتی ہے اور بعد عدت نکاح درست ہوجاتا ہے مگر یہاں منع ہے کیونکہ زندوں کی بیوی سے شادی حرام ہے "قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ" تو ماننا پڑے گا کہ حضور ﷺ ابھی باحیات ہیں اور ازواج مطہرات بعد وصال حضور ﷺ کے نکاح میں ہی ہیں۔بعض لوگوں نے اس آیت سے یہ مطلب نکالا ہے کہ حضور ﷺ کی بیویاں مؤمنوں کی ماں ہیں اس لئے نکاح حرام ہے۔حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ احتراماً ماں کہا گیا ہے نہ کہ احکاماً اور اگر احکاماً ماں ہی معنی مراد ہوتا تو بعد طلاق حضور ﷺ کی بیویوں سے نکاح جائز نہ ہوتا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہی حرام ہوتا کیونکہ باپ کی مطلقہ یعنی ماں سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہوجاتا ہے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ بعد طلاق ازواج مطہرات سے نکاح جائز ہے کیونکہ بعد طلاق عورت نکاح سے نکل جاتی ہے

ارشاد ربانی ہے" يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا(۲۸)وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا"۔اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیبیوں سے فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔(سورہ احزاب ۳۳،آیت نمبر ۲۸،۲۹)

ارشاد ربانی ہے"وَ سْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ"۔اور اُن سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمٰن کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے جن کو پوجا ہو۔(کنزالایمان،سورہ زخرف آیت نمبر ۴۵)

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے انبیاء (علیہم السلام) حضور ﷺ کی ولادت سے پہلے تشریف لائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ اپنے محبوب سے فرماتا ہے اے محبوب ان تمام انبیاء سے پوچھو مطلب تمام انبیائے کرام علیہم السلام باحیات ہیں جبھی تو پوچھنے کا حکم ہو رہا ہے ورنہ مردوں سے کون پوچھتا یعنی یہ آیت بھی دلیل ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام باحیات ہیں بس فرق اتنا ہے کہ ہم انہیں دیکھ نہیں سکتے یعنی ہماری آنکھوں میں اتنی بصارت نہیں ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ سارے نبی زندہ ہیں وہ اپنی قبروں میں پابند نہیں۔عالم کی سیر کرسکتے زندہ مقبول بندوں سے کلام کرلیتے ہیں ان کے سوالوں کا جواب بھی دے دیتے ہیں کیونکہ یہاں یہ نہ فرمایا گیا کہ خط یا تار کے ذریعہ ان سے پوچھ لو نہ یہ کہ ان کی قبروں سے جا کر پوچھ لو نہ نبی کریم ﷺ ان (انبیائے کرام علیہم السلام) کے مزارات پر کبھی گئے۔یہی مطلب ہے کہ اے پیارے وہ حضرات تمہارے پاس آتے ہی رہتے ہیں آپ ان سے ملتے ہی رہتے ہیں معراج میں وہ آئے حج وداع میں وہ شریک ہوئے آپ ان سے کبھی پوچھ لیں۔یہ آیت حیات الانبیاء کے لئے ایسی صریح ہے جس میں تاویل کی گنجائش نہیں کیونکہ نہ نبیوں کی امتوں سے پوچھنا مراد ہے نہ ان کی کتابوں سے کیونکہ ان کی امتیں فنا یا مشرک ہو چکی تھیں اور ان کی کتابیں یا ختم ہو چکی تھیں یا محرف۔جن میں کفر وشرک بھرا ہوا تھا (رسائل نعیمیہ ص ۴۵۸)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام حیات حقیقی دنیاوی روحانی جسمانی سے زندہ ہیں، اپنے مزارات طیبہ میں نمازیں پڑھتے ہیں، روزی دئے جاتے ہیں، جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں، زمین وآسمان کی سلطنت میں تصرف فرماتے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے مزارات میں زندہ ہیں اور نماز

ادا فرماتے ہیں۔(شرح الصدور باب احوال الموتیٰ فی قبورھم خلافت اکیڈمی مینگورہ سوات ص ۸۷،مجمع الزوائد باب ذکر الانبیاء علیہم السلام دارالکتب العربی بیروت ۸ / ۲۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں"ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق"بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کا زمین پر کھانا حرام فرمادیا ہے اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔(سنن ابن ماجہ آخر کتاب الجنائز ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹)

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں"اذن للانبیاء ان یخرجوا من قبورھم و یتصرفوا فی ملکوت السمٰوٰت و الارض"حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے مزارات سے باہر جانے اور آسمانوں اور زمین میں تصرف کی اجازت ہوتی ہے(الحاوی للفتاوی رسالہ تنویر الحلک دارالفکر بیروت ۲ / ۲۶۳،بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۱۴،ص ۶۸۶،دعوت اسلامی)

نیز فرماتے ہیں"وانما حیاۃ الانبیاء اعلیٰ و اکمل واتم من الجمیع لانھا للروح والجسد علی الدوام علی ما کان فی الدنیا"شہداء کی زندگی بہت اعلی ہے،زندگی اور رزق کی یہ قسم ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتی جو ان کے ہم مرتبہ نہیں اور انبیاء کی زندگی سب سے اعلی ہے اس لئے کہ وہ جسم وروح دونوں کے ساتھ ہے جیسی کہ دنیا میں تھی اور ہمیشہ رہے گی۔

(فتاوی رضویہ جلد ۹،ص ۴۳۳،دعوت اسلامی)

یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کا ترکہ تقسیم نہیں کیا جاتا ہے کیونکہ ترکہ مرنے کے بعد تقسیم ہوتا ہے نہ کہ زندوں کا جیسا کہ حدیث شریف میں" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَئُونَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے وارث میرے بعد ایک دینار بھی نہ بانٹیں (میرا ترکہ تقسیم نہ

کریں) میں جو چھوڑ جاؤں اس میں سے میرے عاملوں کی تنخواہ اور میری بیویوں کا خرچ نکال کر باقی سب صدقہ ہے۔(صحیح بخاری، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات کے نفقہ کا بیان حدیث نمبر ۳۰۹۶)

معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور اسکا ثبوت حدیث شریف سے بھی ہے جیسا کہ مشکوۃ شریف میں ہے "عَنْ اَبِي دَرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَأْكُلَ اَجْسَادَالْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ" حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہیں اور روزی دئے جاتے ہیں۔

(ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۷۶، مشکوٰۃ باب الجمعہ الفصل الثالث صفحہ ۱۲۱)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔(پیغمبر خدا زندہ است بحقیقت حیات دنیاوی) یعنی خدائے تعالیٰ کے پیغمبر دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ ہیں۔(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۵۷۶)

نیز مشکوۃ ص ۱۲۰ پر ہے "عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَالْاَنْبِيَاءِ" حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا۔(نسائی جلد اول صفحہ ۲۰۴، مشکوٰۃ باب الجمعہ الفصل الثانی صفحہ ۱۲۰)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ "ان الانبیاء فی قبورهم احیاء" یعنی انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں رزق دئے جاتے ہیں

(مرقاۃ جلد دوم ۲۰۹)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں (کہ

حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلاف نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چناں کہ شہداے راست) یعنی انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور انکی زندگی سب مانتے آئے ہیں کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے۔ انکی زندگی جسمانی حقیقی دنیاوی ہے شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلداول صفحہ ۵۷۴)

حضرت شیخ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب نور الایضاح کی شرح "مراقی الفلاح" میں تحریر فرماتے ھیں "وما ھو مقرر عند المحققین انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم حی یرزق ممتع بجمیع الملاذ والعبادات غیر انه حجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات" یعنی یہ بات ارباب تحقیق علماء کے نزدیک ثابت ہے کہ سرکار اقدس ﷺ (حقیقی دنیوی زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں ان پر روزی پیش کی جاتی ہے تمام لذت والی چیزوں کا مزا اور عبادتوں سے سرور پاتے ہیں لیکن جولوگ کہ بلند درجوں تک پہنچنے سے قاصر ہیں ان کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ (مع طحطاوی مصری ۴۴۷)

اور نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد اول ص ۱۷۴ امیں ہے "الانبیاء علیهم السلام احیاء فی قبورهم حیاة حقیقة" یعنی انبیائے کرام علیہم السلام حقیقی زندگی کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

اور مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے "انه صلی اللہ تعالی علیه وسلم حی یرزق ویستمد منه المدد المطلق" یعنی بے شک حضور ﷺ باحیات ہیں اور انہیں روزی پیش کی جاتی ہے اور ان سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح کتاب المناسک الحدیث ۲۷۶۵ رج ۵ رص ۶۳۲)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مکتوب "سلوك

اقرب السبل بالتوجه الى سيد الرسل مع اخبار الاخيار ''مطبوعہ رحیمیہ دیوبند ص ۱۶۱رمیں فرمایا کہ ''علمائے امت میں اتنے اختلافات وکثرت مذاہب کے باوجود کسی شخص کو اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ حیات (دنیوی) کی حقیقت کے ساتھ قائم اور باقی ہیں ۔اس حیات نبوی میں مجاز کی آمیزش اور تاویل کا وہم نہیں ہے اور امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں ۔نیز طالبان حقیقت کے لئے اور ان لوگوں کے لئے کہ آنحضرت ﷺ کی جانب توجہ رکھتے ہیں حضور ان کو فیض بخشنے والے اور ان کے مربی ہیں ۔(بحوالہ انوارالحدیث ص ۲۹۲ر ۲۹۳)

اور مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ نبی کے جسم کو نہ مٹی کھاسکتی ہے نہ کوئی جانور ۔یعقوب علیہ السلام کا فرمانا میں ڈرتا ہوں کہ یوسف کو بھیڑیا کھا جائے گا ظاہر یہ ہے کہ وہاں بھیڑئے سے مراد خود ان کے بھائی ہیں ورنہ پیغمبر کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی ۔ظاہر یہ ہے کہ یہ فرمان بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے اور نبی سے مراد جنس نبی ہیں ۔مرقاۃ نے یہاں فرمایا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں ،نمازیں پڑھتے ہیں ۔امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ حضرات بعد وفات مختلف وقتوں میں مختلف جگہ تشریف فرما ہوتے ہیں یہ عقلاً نقلاً ہر طرح ثابت ہے ۔

(۱)رب تعالیٰ فرماتا ہے "وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا" یعنی اے محبوب !اپنے سے پہلے انبیاء سے یہ مسئلہ پوچھو ۔معلوم ہوا کہ گزشتہ انبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زندہ ہیں کہ آپ ان سے بات چیت وسوال وجواب بھی کرسکتے ہیں ۔

(۲)اور فرمایا ہے "وَ لَا اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوٰجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے ان کی وفات کے بعد کبھی نکاح نہ کرو ۔اس آیت نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کی بیویاں بدستور ان کے نکاح میں رہتی ہیں بیوہ نہیں ہوتیں ،ورنہ اَزْوٰجَهٗ نہ فرمایا جاتا ،نیز ان سے نکاح کی حرمت ماں ہونے کی وجہ سے نہیں وہ بیویاں احترام میں مائیں

ہیں نہ کہ احکام میں ورنہ ان کی میراث امت کو ملتی۔ان کی اولاد سے نکاح حرام ہوتا ہے یہ آیت حیات النبی کی کھلی دلیل ہے۔

(۳)شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔جب سرکار بیت المقدس پہنچے تو انہیں اور سارے پیغمبروں کو وہاں نماز کا منتظر پایا اور پھر جب آسمانوں پر تشریف لے گئے تو چوتھے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام کو اور مختلف آسمانوں پر دیگر انبیاء کو اپنا منتظر دیکھا۔ان قرآنی آیات اور احادیث سے پتہ چلا کہ انبیائے کرام بعد وفات زندہ ہوتے ہیں بلکہ ان پر زندوں کے بعض احکام جاری ہوتے ہیں۔

(۴)ان کی بیویاں دوسرا نکاح نہیں کرسکتیں۔

(۵)ان کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔

(۶)حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر نمازی سلام عرض کرتا ہے۔

(۷)ہم کلمے میں پڑھتے ہیں محمد رسول اللہ (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) اگر وہ زندہ نہ ہوتے تو کہا جاتا کہ اللہ کے رسول تھے۔غرض کہ اس حدیث کی تائید قرآنی آیات سے بھی ہے اور دیگر عقلی ونقلی دلائل سے بھی۔خیال رہے کہ آیت کریمہ "اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ" اس حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ وہاں موت سے مراد حسی موت ہے جس پر بعض احکام موت کے جاری ہوجاتے ہیں جیسے غسل،کفن،دفن،وغیرہ اور یہاں زندگی سے حقیقی زندگی مراد ہے،نیز وہاں آیات میں موت سے مراد ہے روح کا جسم سے علیحدہ ہوجانا اور یہاں زندگی سے مراد ہے روح کا جسم وغیرہ میں تصرف کرنا،جیسے ہماری سیلانی روح نیند میں جسم سے نکل کر جسم کو زندہ رکھتی ہے یوں ہی ان کی مقامی روح بوقت وفات جسم سے نکل کر بھی زندگی باقی رکھتی ہے۔لہذا نہ تو آیات متعارض ہیں اور نہ حدیث وقرآن میں کچھ تعارض اس لیئے اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میت الگ بولا گیا اور دوسرے کے لئے میتون علیحدہ،اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

وفات بھی دوسروں کی طرح ہوتی تو یوں فرمایا جاتا "اِنَّكَ وَاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ"

صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم روح ہیں سارا عالم جسم ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جڑ ہیں سارا عالم درخت ہے، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فنا ہو گئے ہوتے تو عالم بھی ختم تھا۔ جیسے درخت کی سبز شاخیں جڑ کی زندگی کا پتہ دیتی ہیں اور جسم کی حس وحرکت روح کا پتہ دیتی ہے ایسے عالَم کا قیام و بقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا پتہ دے رہا ہے۔ دیکھو جسم کا سوکھا ہوا عضو سڑتا گلتا نہیں کہ ابھی روح سے وابستہ ہے اگر چہ بے کار ہو گیا ہے، ایسے ہی ہم گنہگاروں پر عذابِ الٰہی نہیں آتا کہ اگر چہ ہم بے کار ہیں مگر دامن مصطفے پاک سے وابستہ ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے "اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ"۔ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں نہ رہے ہوتے تو ہم پر عذاب آجانا چاہیئے تھا ہماری بدکاریوں کے سبب۔

(۸) حضرت سلیمان کے متعلق رب فرماتا ہے "مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ" یعنی حضرت سلیمان بعد وفات عصا پر ٹیک لگائے کھڑے رہے۔ بہت عرصہ کے بعد دیمک نے لاٹھی کھائی تب آپ کا جسم زمین پر آیا اسی عرصہ میں نہ جسم بگڑا نہ دیمک نے کھایا۔

(۹) وہ شہدا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامانِ غلام ہیں جب ان پر فدا ہو کر زندہ جاوید ہو گئے تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کیسی اہم ہے۔ رزق سے مراد رزق حسی ہے یعنی جنتی میوے ان کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں جس سے وہ بہرامند رہتے ہیں، جب ان کے غلام یعنی شہداء کی روحیں جنت میں پہنچتی ہیں، وہاں کے پھل کھاتی ہیں اور جب مریم کو دنیا میں جنت کے پھل دیئے گئے اور انہوں نے کھائے (قرآن مجید) تو انبیائے کرام خصوصًا سید الانبیاء کے رزق کا کیا پوچھنا۔ اصحاب کہف اور ان کا کتا صدہا سال سے سو رہے ہیں، انہیں غیبی رزق بھی برابر پہنچ رہا ہے، سورج ان پر دھوپ نہیں ڈالتا۔ دسمبر، جنوری، اور جون و جولائی ان پر سردی گرمی نہیں پہنچاتے، حضرات انبیاء بعد وفات ان سے اعلیٰ حسن والی زندگی رکھتے ہیں۔

(۱۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد وفات اپنی ازواج کا نان نفقہ واجب ہے جیسے زندگی شریف میں تھا چنانچہ بخاری وغیرہ کتب احادیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ ہم کسی کے وارث نہ کوئی ہمارا وارث، ہمارے بعد ہماری ازواج کے نفقہ اور عُمّال کی تنخواہوں سے جو بچے وہ صدقہ ہے۔

(۱۱) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب تک میرے حجرے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق دفن رہے میں بے حجاب وہاں جاتی تھی مگر جب سے جناب عمر دفن ہوئے میں بے حجاب جاتے عمر سے شرماتی ہوں، اگر وہ حضرات زندہ نہیں تو یہ شرم کس سے ہے۔

(۱۲) بعض اولیاء کے اجسام صدہا برس کے بعد اب بھی درست دیکھے جاتے ہیں۔ اگر وہ بالکل مردے ہیں تو جسم گلتا کیوں نہیں۔ حیات نبی پر یہ بارہ دلائل ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد دوم ص ۳۱۹ تا ۳۲۱ نعیمی کتب خانہ گجرات)

نیز درس قرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر زبان کا یہ قاعدہ مقرر ہے کہ زندوں کے لئے کچھ اور الفاظ استعمال کرتے ہیں مردوں کے لئے کچھ اور چنانچہ اردو میں مردوں کے لئے تھا ۔فارسی میں بود ۔عربی میں کان ۔انگریزی میں واز was ۔وغیرہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں ۔اور زندوں کے لئے اردو میں ہے ۔فارسی میں ہست ۔انگریزی میں از is ۔وغیرہ ہیں ۔ چنانچہ زندے کی حکایت یوں کرتے ہیں فلا بڑا اچھا ہے عالم ہے سخی ہے بادشاہ یا وزیر ہے ۔لیکن بعد موت کہا جاتا ہے کہ وہ اچھا تھا ۔سخی تھا ۔مردے کو کوئی ہے نہیں بولتا اور ہے بولنے والے کو جھوٹا کہا جاتا ہے غرضیکہ زندہ کی حکایت ہے اور تھا مردہ کی۔

جب یہ بات سمجھ لیا تو غور کرو کہ اسلام کا کلمہ شریف ہے ’’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ‘‘ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ۔حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہی کلمہ پڑھا اذان اور نماز میں بھی

اس کی گواہی دی گئی اور وفات شریف سے اب تک کلمہ یہی رہا اور قیامت تک یہی رہے گا اگر حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درست نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کا عقیدہ رکھا جائے تو تمام مسلمانوں کا کلمہ نماز اذان سب غلط ہو گئے اور تمام لوگ اس کلمہ میں جھوٹے ہو گئے بلکہ اب کلمہ یوں ہونا چاہئے تھا ’’کان محمد رسول اللہ ﷺ‘‘ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول تھے ۔حضرت انسان مسلمان پیچھے ہوتا ہے اذان اور نماز پیچھے ادا کرتا ہے حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے مان لیتا ہے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان اور نماز وغیرہ کی اصل ہے ۔(رسائل نعیمیہ ص ۴۵۶)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں رزق دئے جاتے ہیں جہاں چاہتے ہیں آتے جاتے ہیں دوسروں کی مدد کرتے ہیں اور کلام بھی کرتے ہیں ۔اور جو کہے مر کر مٹی میں مل گئے وہ گمراہ بد دین ہے ۔اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے حبیب صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ وطفیل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین یا رب العلمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنا جائز نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کچھ مت مانگو وہ خود اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اس لئے جو مانگنا ہے اللہ سے مانگو اللہ کے سوا کسی سے مت مانگو کیا یہ درست ہے؟

المستفتی:۔ محمد جعفر منماڑ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

زید کا کہنا سراسر غلط و باطل ہے اس کا عقیدہ اہلسنت و جماعت کے مخالف ہے انبیائے کرام و اولیائے عظام سے مدد مانگنا جائز ہے جبکہ مانگنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد اللہ تعالیٰ کی ہے یہ حضرات اس کے مظہر ہیں اہلسنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔کوئی جاہل بھی انبیاء کرام و اولیائے عظام کو خدا نہیں سمجھتا۔قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ’’بے شک اللہ مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (کنزالایمان، سورہ تحریم آیت نمبر ۴)

نیز فرماتا ہے’’اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ’’تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

(کنزالایمان، سورہ مائدہ آیت نمبر ۵۵)

سورہ توبہ میں ہے "وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ" اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں ۔ (کنزالایمان، سورہ توبہ آیت نمبر ۷۱)

سورہ فصلت میں ہے "نحن اَوْلِيَآؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ" ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (کنزالایمان، سورہ فصلت ۴۱؍ آیت نمبر ۳۱)

معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مددگار ہے اور مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کے، مگر رب تعالیٰ بالذات مددگار ہے ان آیات سے بالکل واضح ہے کہ انبیائے کرام و اولیائے عظام سے مدد مانگنا جائز و درست ہے یہ صحیح ہے ۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کے محتاج ہیں لیکن بلا ضرورت یہ کہتے ہوئے پھرنا سخت ناپسندیدہ ہے بلکہ بنیت استخفاف ہو تو کفر ۔ علامہ شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کے محتاج ہیں ۔ ارشاد ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۔ اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا ۔ (کنزالایمان، سورہ فاطر آیت ۱۵)

اس عموم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں علاوہ ازیں اس کی دلیلیں اہلسنت کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے کمالات عطائی ہیں اور ہر "معطی لہ معطی" کا محتاج ہوتا ہے ۔ مگر عرف عام میں محتاج استخفاف کے لئے بولا جاتا ہے، اس لئے بلا ضرورت خواہ مخواہ یہ کہتے ہوئے پھرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محتاج ہیں ۔ سخت ناپسندیدہ ہے ۔ بلکہ بنیت استخفاف ہو تو کفر ۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کلکٹر پورے ضلع کا حاکم ہوتا ہے ۔ لیکن وہ خود کمشنر کے ماتحت ہوتا ہے اور اس کا محتاج ۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ کلکٹر کیا مالک ہوگا وہ خود کمشنر کا محتاج ہے اس میں ضرور کلکٹر کی توہین ہے ۔ اسی طرح وہابی جو کہتے پھرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی کیا مدد فرمائیں گے وہ خود اللہ کے محتاج ہیں ۔ اس میں بلا شبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے ۔ اسی کو کہا گیا ہے: کلمۃ حق ارید بہ باطل ۔ کلمۂ حق بول

کر باطل معنی مراد لیا ہے۔(فتاوی شارح بخاری جلد اول صفحہ ۳۶۷)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ زید اگر بنیت استخفاف کہا تو کافر ہوگیا اس پر تجدید ایمان اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح فرض ہے اور اگر استخفاف کی نیت سے نہیں کہا تو صرف علانیہ توبہ لازم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری

(کیا انبیاء کرام واولیائے کرام کی قوت بعد وصال ختم ہو جاتی ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ انبیائے کرام واولیائے کرام کی قوت بعد وصال ختم ہو جاتی ہے اور بکر کہتا ہے کہ انبیاء واولیاء بعد وصال بھی تصرف کرتے ہیں صحیح و درست کیا ہے؟ رہنمائی فرمائیں۔ **المستفتی:۔** جنید عالم ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بکر کا قول درست ہے زید کا کہنا سراسر غلط ہے علامہ شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ طاقت ختم ہو جاتی ہے تو زید کا قول غلط ہے اور حدیث کا رد ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:ان الدنیا جنۃ الکافروسجن المؤمن وانما مثل المؤمن حین تخرج نفسه کمثل رجل کان فی سجن فاخرج منه فجعل یتقلب فی الارض ویتفح فیها۔ بے شک دنیا کافر کی جنت اور مسلمان کا قید خانہ ہے اور ایمان والے کی جب جان نکلتی ہے تو اس کا حال ایسا ہے جیسے کوئی قید خانہ میں تھا اب اس سے نکال دیا گیا ہے کہ زمین میں گشت کرے اور بافراغت چلتا پھرتا ہے۔(فتاویٰ شارح بخاری جلد اول صفحہ ۳۲۷)

جب عام مسلمان کی قوتوں کا یہ عالم ہے تو پھر انبیائے کرام واولیائے عظام کی قوت کا عالم کیا ہوگا بلکہ ان کی قوتوں کا اندازہ لگایا ہی نہیں جا سکتا۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری

(کیا عبادت وریاضت سے بندہ مقام نبوت حاصل کرسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عبادت وریاضت مجاہدات سے بندہ مقام نبوت پر فائز ہوتا ہے یعنی کسب سے حاصل ہوتا ہے یا رب کی عطا سے۔بینوا توجروا

المستفتی:۔ محمد کامران انصاری مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نبوت عبادت وریاضت سے نہیں حاصل ہوتا ہے بلکہ رب تعالیٰ نے جسے چاہا اسے منصب نبوت سے سرفراز کیا اور اسے نبوت کی خوبیوں کا حامل بنایا۔نبوت کو کسبی ماننا یعنی یہ ماننا کہ عبادت وریاضت سے حاصل ہوتا ہے کفر ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ نبوّت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت ورِیاضت کے ذریعہ سے حاصل کرسکے، بلکہ محض عطائے الٰہی ہے، کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے، ہاں دیتا اُسی کو ہے جسے اس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے، جو قبل حصولِ نبوّت تمام اخلاق رذیلہ سے پاک، اور تمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارجِ ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے نسب وجسم وقول وفعل وحرکات وسکنات میں ہر ایسی بات سے منزّہ ہوتا ہے جو باعثِ نفرت ہو، اُسے عقلِ کامل عطا کی جاتی ہے، جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہے، کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اُس کے لاکھویں حصّہ تک نہیں پہنچ سکتی ۔ {اَللّٰہُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَہٗ} {ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ-وَ اللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ} اور جو اِسے کسبی مانے کہ آدمی اپنے کسب وریاضت سے منصب نبوّت تک پہنچ سکتا ہے، کافر ہے ۔(بہار شریعت حصہ اول) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری

(بعد وصال انبیائے کرام واولیائے کرام سے مدد طلب کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعد وفات نبیوں صحابیوں اور ولیوں کو مدد کے لئے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن کی آیات واحادیث کریمہ سے جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد مستجاب نعیمی پالی راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بعد وفات انبیائے کرام علیہم السلام،صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین،واولیاء کرام علیہم الرحمۃ والرضوان سے مدد مانگنا بلا شبہ جائز ہے جب کہ عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو رب تعالیٰ ہی کی ہے اور یہ سب حضرات اس کی دی ہوئی قدرت سے مدد کرتے ہیں کیونکہ ہر شئ کا حقیقی مالک و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر کوئی مخلوق کسی ذرہ کا بھی مالک و مختار نہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص عطا اور فضل عظیم سے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو کونین کا حاکم ومختار بنایا ہے اور حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام واولیائے عظام اللہ تعالیٰ کی عطا سے (یعنی اس کی دی ہوئی قدرت سے) مدد فرما سکتے ہیں۔جیسا کہ قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ" تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

(کنز الایمان،سورۃ التحریم،پارہ ۲۸،آیت ۴)

حدیث شریف میں ہے:حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور ﷺ فرماتے ہیں ''جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہوجائے اور مدد چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، کہ اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔

(معجم کبیر جلد ۱۵ اصفحہ ۱۱۷، حدیث نمبر ۲۹۰)

اور فتاویٰ فیض الرسول میں ہے بزرگان دین کے مزارات اوران کی ذات سے وسیلہ جائز ہے۔اور حضور ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور ﷺ کے روضہ اقدس سے مختلف طریقے سے توسل کیا کرتے تھے۔حضرت ابوالجوزاء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ''قال قحط اهل مدينة قحطا شديدا فشكوا الى عائشة فقالت انظر و اقبر النبى ﷺ فاجعلوا منه كوى الى السماء حتى لايكون بينه وبين السماء سقف ففعلوا مطروا مطرا حتى نبت العشب سمنت الابل حتى لفتقت من الشحم فسمى عام الفتق'' یعنی حضرت ابوجوزاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑ گیا لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی آپ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی جانب چھت میں سوراخ کردو یہاں تک کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے پس انہوں نے ایسا ہی کیا تو اس زور کی بارش ہوئی کہ خوب سبزہ اگا اور اونٹ فربہ ہوگئے یہاں تک کہ ان کی چربی پھٹی پڑتی تھی تو اس سال کو خوشحالی کا سال کہا جانے لگا۔(دارمی، مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۵)

اور امام بیہقی وابن ابی شیبہ نے مالک الدار سے روایت کی ہے ''اصاب الناس قحط فی زمن عمر بن الخطاب فجاء رجل (بلال بن حارث مزنی صحابی) الیٰ قبر النبی ﷺ فقال یا رسول الله استسق الله لامتك فانهم قد هلكوا فاتاه رسول الله ﷺ فى المنام فقال ائت عمر فاقراه السلام واخبرهم انهم سيسقون'' یعنی حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک مرتبہ قحط پڑا تو ایک صحابی یعنی حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے مزار اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لئے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگئے کہ وہ ہلاک ہورہے ہیں، رسول اللہ ﷺ ان کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا عمر کو جا کر سلام کہو اور لوگوں کو خبر کردو کہ جلد پانی برسنے والا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قرۃ العینین میں اس حدیث کو نقل کر کے لکھا کہ رواہ عمر فی الاستیعاب اور امام قسطلانی نے مواہب میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ جس سے زندگی میں مدد طلب کی جاتی ہے اس سے اس کی وفات کے بعد بھی مدد طلب کی جاسکتی ہے۔

مشائخ میں سے ایک نے فرمایا کہ میں نے بزرگوں میں سے چار شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے قبروں میں ویسے ہی تصرف کرتے ہیں جیسے اپنے زندگی میں یا کچھ زیادہ شیخ معروف کرخی و شیخ عبدالقادر جیلانی اور دوسرے حضرات کو اور مقصود حصر نہیں ہے جو خود دیکھا پایا کہا۔

اور سیدی احمد بن مرزوق جو عظماء فقہاء وعلماء ومشائخ مغرب میں سے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ایک دن شیخ ابوالعباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا فوت شدہ کی میں نے کہا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں فوت شدہ کی امداد زیادہ قوی ہے تو شیخ ابوالعباس نے فرمایا ہاں اس لئے کہ وہ بارگاہ حق میں ہے اور اس کے حضور میں اور اس گروہ سے اس معنیٰ کی نقل حصر واحصار کی حد سے باہر ہے اور کتاب وسنت نیز اقوال سلف میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جو اس کے منافی ہو۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۷۱۷)

اور کتاب وسنت میں جب کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جو غیر اللہ سے استمداد کے منافی ہو تو یہی قرآن وحدیث سے اس کے جواز کی اصل ہے۔

(ماخوذ از فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۴۸۲ تا ۴۸۴)

مذکورہ بالاحوالوں سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین واولیائے کرام علیہم الرحمہ سے بعد وفات بھی مدد مانگنا جائز و درست ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(انبیاء علیہم السلام کے نام کے ساتھ ع صلعم لکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ انبیاء علیہم السلام کے نام کے ساتھ علیہ السلام کے بجائے ع یا صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے صلعم اور صحابہ کرام اور اولیاء کرام کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کے بجائے رض، یا رحمۃ اللہ علیہ کے بجائے رح لکھنا کیسا ہے؟ مکمل تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی **المستفتی:۔** ابوبکر اتر پردیش

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: حضور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والتسلیم کے مبارک ناموں کے ساتھ بجائے پورا درود یا سلام کے صرف، صلعم، ص، ع، عم، لکھنا اگر شان انبیاء کی تخفیف کے لیے ہو تو کفر ہے علامہ سید طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں ”فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول ہے ”من کتب علیہ الصلاۃوالسلام بالھمزۃوالمیم یکفرلانہ تخفیف وتخفیف الانبیاء کفر“ یعنی جو (انبیائے کرام) علیہم الصلاۃ والسلام کے نام میں علیہ السلام کی جگہ، ع، م، صلعم، ص، لکھے تو کافر ہو جائے گا کیونکہ ایسا لکھنا ان کی شان کو ہلکا کرنا ہے اور یہ یقیناً کفر ہے۔ اور اگر صرف کاہلی نادانی اور جہالت سے ایسا کیا تو کفر نہیں ہے مگر حرام اور ناجائز ضرور ہے امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جس نے درود کے ساتھ اختصار کیا اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ کاٹ لے گا۔ اور اسی طرح صحابہ کرام اور اولیاء عظام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے

مبارک ناموں کے ساتھ ،رض ،رح بھی نہیں لکھنا چاہیے کہ علمائے کرام نے مکروہ اور باعث محرومی بتایا ہے۔

چنانچہ علامہ سید طحطاوی فرماتے ہیں یکرہ الرمز باالترضی باالکتابۃ یعنی رضی اللہ عنہم کی جگہ رض لکھنا مکروہ ہے۔اور بہار شریعت میں ہے اکثر لوگ درود شریف کے بدلے صلعم عم،ص،ع،یہ ناجائز اور سخت حرام ہے یوں ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رض اور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ رح لکھتے ہیں یہ بھی نا چاہیے۔(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۱۳۷ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

واللہ تعالیٰ اعلم باالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(کیا نبی کے علاوہ کسی اور کو وحی آسکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نبی کے علاوہ کسی اور کو وحی آسکتی ہے؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: محمد عاطف قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وحی حقیقی (نبوت) انبیائے کرام ہی کے ساتھ خاص ہے غیر کے ساتھ نہیں جس کا عقیدہ ہو کہ وحی نبوت غیر نبی پر آسکتی ہے وہ کافر ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول عقائد کا بیان)

البتہ وحی کی نسبت جب غیر نبی (علیہ السلام) کی طرف کرینگے تو وحی بمعنی الہام ہوگی تعریف الہام،،ولی کے دل میں بعض اوقات سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القا ہوتی ہے (یعنی دل میں ڈالی جاتی ہے) اسکو الہام کہتے ہیں۔ (بہار شریعت حصہ ا ص ۶۱/۳ دعوت اسلامی)

واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(غیر انبیاء کے لئے علیہ السلام کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ غیر انبیاء کے لئے علیہ السلام کہنا کیسا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔ابصار رضا پورنیہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

انبیائے کرام علیہم السلام اور فرشتوں کے علاوہ کسی اور کے نام کیساتھ علیہ السلام ''اِستِقلَالاً یا اِبتِدَاءً '' پڑھنا یا لکھنا شرعاً دُرست نہیں ہے،علمائے کرام نے اس (علیہ السلام) کو انبیاء وفرشتوں کے ساتھ خاص کیا ہے۔البتہ انبیاء وفرشتوں کی تَبعِیَّت میں سلام بھیجنا بلاشک وشبہ جائز ہے یعنی پہلے کسی نبی علیہ السلام یا کسی فرشتے کا ذکر ہوا تو اس کے بعد غیر نبی وغیر فرشتے کیساتھ سلام پڑھنا لکھنا جائز ہے جیسے حضرت ابو بکر علی نبینا وعلیہ السلام (یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر سلام ہو) کہنا جائز ہے اور ابو بکر علیہ السلام درست نہیں۔

چنانچہ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں''وقال ابو حنیفة واصحابه ومالك والشافعي والاكثرون انه لايصلى على غيرالانبياء عليهم الصلوة والسلام استقلالافلايقال اللهم صل على ال ابى بكر اوعلى ال عمر اوغيرهماولكن يصلى عليهم تبعا''یعنی امام اعظم ابوحنیفہ اوران کے اصحاب،امام مالک،امام شافعی اور اکثر علماء رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کے غیر پر استقلالاً درود نہیں بھیجا جائے گا،پس یہ نہیں کہا جائے گا کہ "اللهم صل على ال ابى بكر" یا "اللهم صل على ال عمر" وغیرہ

لیکن ان پر تابع کر کے درود بھیجا جائے گا۔

{عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کتاب الزکوۃ جلد ۶ رحدیث نمبر ۱۱ ۵۵۶ ربیروت}

اور غیر نبی وغیر فرشتے پر سلام اور درود کا ایک ہی حکم ہے جیسا کہ مشہور شافعی بزرگ امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا" قال الشیخ ابو محمد الجوینی من ائمۃ اصحابنا: السلام فی معنی الصلوۃ "یعنی ہمارے اصحاب میں سے شیخ ابو محمد جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حکم میں سلام بھی صلاۃ کے حکم میں ہے {شرح مسلم للنووی باب الدعالمن اتی بصدقتہ}

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں صلوۃ وسلام بالاستقلال انبیاء وملائکہ علیہم السلام کے سوا کسی کے لئے روا نہیں، ہاں بہ تبعیت جائز جیسے اللھم صل وسلم علی سیدنا و مولینا محمد و علی ال سیدنا و مولینا محمد اور صحابہ کرام کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے اور اولیاء وعلماء کو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا قُدِّسَتْ اَسْرَارُهُمْ اور اگر (اولیاء وعلماء کیساتھ) رضی اللہ تعالیٰ عنھم کہے جب بھی کوئی مضائقہ نہیں

{فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ رصفحہ ۳۹۰}

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "کسی کے نام کیساتھ علیہ السلام کہنا یہ انبیاء وملائکہ علیہم السلام کیساتھ خاص ہے مثلاً موسیٰ علیہ السلام، جبریل علیہ السلام۔ نبی اور فرشتہ کے سوا کسی دوسرے کے نام کیساتھ یوں نہ کہا جائے۔ {بہارِ شریعت جلد ۳ رمکتبۃ المدینہ کراچی}

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے جمہور علماء کا مذہب یہ کہ استقلالا وابتداء جائز نہیں اور اتباعا جائز ہے یعنی امام حسین علیہ السلام کہنا جائز نہیں ہے اور امام حسین علی نَبِیِّنَا وعلیہ السَّلامُ جائز ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد ا رص ۲۶۷) واللہ اعلم

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی عمر کس کو دی تھی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت داود علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی ۴۰ رسال عمر دے دی تھی کیا یہ صحیح روایت ہے؟ برائے مہربانی حوالہ کے ساتھ جواب جلد از جلد مرحمت فرمائیں، عین نوازش ہوگی **المستفتی:۔عامر جمال بنارس**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک حدیث شریف میں یہ روایت موجود ہے (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق اللہ آدم مسح ظھرہ فسقط من ظھرہ کل نسمۃ ھو خالقھا من ذریتہ الی یوم القیامۃ وجعل بین عینی کل انسان منھم وبیصا من نور ثم عرضھم علی آدم فقال ای رب من ھؤلاء فقال ذریتك فرأی رجلا منھم فاعجبہ وبصی مابین عینیہ قال ای رب من ھذا قال داؤد فقال ای رب کم جعلت عمرہ قال ستین سنۃ قال رب زدہ من عمری اربعین سنۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما انقضی عمر آدم الا الاربعین جاءہ ملك الموت فقال آدم اولم یبق من عمری اربعون سنۃ قال اولم تعطھا ابنك داؤد فجحد آدم فجحدت ذریتہ ونسی آدم فاکل من الشجرۃ فنسیت ذریتہ وخطأ آدم وخطأت ذریتہ) (رواہ الجامع ترمذی رمشکوۃ المصابیح کتاب الایمان حدیث نمبر ۱۱۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کے پشت پر دست قدرت پھیرا تو ان کی پشت سے وہ تمام جانیں نکل پڑیں جن کو آدم علیہ السلام کی اولاد میں اللہ تعالیٰ قیامت تک پیدا کرنے والا تھا ان میں سے ہرایک آدمی کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی چمک رکھی، پھر انھیں آدم علیہ السلام کے روبرو کھڑا کیا آدم علیہ السلام نے پوچھا پروردگار یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سب تمہاری اولاد ہیں آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک آدمی کو دیکھا جس کی آنکھوں کے درمیان غیر معمولی چمک ان کو بہت بھلی لگ رہی تھی، پوچھا پروردگار یہ کون ہے؟ فرمایا یہ داؤد علیہ السلام ہیں آدم علیہ السلام نے عرض کیا، میرے پروردگار تو نے ان کی عمر کتنی مقرر کی ہے؟ فرمایا ساٹھ برس حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا میرے پروردگار اس کی عمر میں میری عمر سے چالیس سال زیادہ کردے راوی فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام کی عمر کے چالیس سال باقی رہ گئے تو موت کا فرشتہ ان کے پاس آیا، حضرت آدم علیہ السلام نے اس سے کہا، کیا ابھی میری عمر کے چالیس سال باقی نہیں ہیں؟ ملک الموت نے کہا کیا آپ نے اپنی عمر میں سے چالیس سال اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دئے تھے۔ (جامع ترمذی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(کیا حضرت شیث علیہ السلام کا مزار اجودھیا میں ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ جو اجودھیا میں حضرت شیث علیہ السلام کا مزار ہے وہ صحیح ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ عبدالقادر رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اسی طرح کے سوال کے جواب میں حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ عوام میں بہت مشہور ہے مگر اس کی کوئی سند نہیں،اجودھیا میں ایک احاطے میں دو قبریں ہیں ایک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام کی ہے۔اور دوسری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی ہے۔لیکن یہ سب بے اصل ہے اور بظاہر مستبعد۔(فتاوی شارح بخاری،جلد اول،صفحہ ۵۲۸)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمٰعیلی

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام کیا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام کیا تھا؟ زید کہتا ہے کہ اُن کے والد کا نام آزر تھا جیسا کہ قرآن میں آزر کو حضرت ابراہیم کا باپ کہا گیا ہے۔کیا زید کا قول درست ہے؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔محمود احمد قادری مہنڈر جموں وکشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کا قول کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہے بالکل غلط ہے۔اور حق یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام" تارخ " تھا۔جیسا کہ تذکرۃ الانبیاء میں ہے کہ آپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) تارخ ابن ناخور کے فرزند ہیں، آپ کا لقب ابوالضیفان (بہت بڑے مہمان نواز) ہے۔(ماخوذ از تذکرۃ الانبیاء، صفحہ ۱۰۶)

اور قرآن عظیم کی یہ آیت کریمہ "وَاِذْ قَالَ اِبراھیمُ لِاَبِیهِ اٰزَرَ "یعنی اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا۔اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسر شہیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہاں باپ سے مراد چچا ہے، کیونکہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ تھا۔وہ موحد مومن تھے۔چچا کا نام آزر تھا یہ مشرک تھا۔عرب میں عام طور پر چچا کو باپ کہا جاتا ہے قرآن کریم نے بھی چچا کو باپ بہت جگہ فرمایا ہے۔جیسے:وَاِلٰہ اٰبَائِكَ اِبرَاھِیمَ وَاِسمٰعِیلَ وَاِسحٰق "اور حضور نے بھی حضرت عباس کو اپنا باپ فرمایا۔(تفسیر نور العرفان)

اسی اعتبار سے مذکورہ آیت کریمہ میں آزر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ کہا گیا، جبکہ حقیقت میں آزر آپ علیہ السلام کا چچا تھا۔

نوٹ:۔مزید معلومات کے لیے فتاویٰ تاج الشریعہ، جلد ا صفحہ ۳۱۸ کا مطالعہ کریں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد چاند رضا اسمٰعیلی

(کیاموسی علیہ السلام نے ملک الموت کوطمانچہ مارا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا یہ واقعہ درست ہے کہ موت کا فرشتہ آیا اور سلام نہیں کیا موسی علیہ السلام کے پاس، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرشتہ کو طمانچہ لگایا تو آنکھ نکل گئی برائے کرم جواب عنایت کریں المستفتی:۔عبدالرحمن

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ملک الموت کے چہرے پر طمانچہ رسید کیا مگر سلام نہ کرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ آداب تکلم بارگاہ نبی کے لئے۔حدیث شریف میں ہے عن ابی هريره رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺجاءملك الموت الیٰ موسیٰ بن عمران فقال له اجب ربك قال فلطم موسیٰ عين ملك الموت ففقأها قال فرجع الملك الیٰ الله فقال انك ارسلتنی الی عبد لك لايريد الموت وقد فقأعينی قال فرد الله اليه عينه وقال ارجع الی عبدی فقل الحيوٰة تريد فان كنت تريد الحيوٰة فضع علیٰ متن ثور فما توارت يدك من شعره فانك تعيش بها سنة قال ثم مه قال ثم تموت قال فالاٰن من قريب(متفق عليه) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ملک الموت حضرت موسی بن عمران علیہ السلام کے پاس آئے ان سے کہا کہ آپ اپنے رب کا بلاوا قبول کیجئے (سرکار) فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کی آنکھ پر طمانچہ مار دیا انہیں نابینا

کر دیا وہ فرشتہ رب تعالیٰ کی طرف واپس ہوا عرض کیا کہ تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا اور اس نے میری آنکھ بیکار کر دی سرکار فرماتے ہیں اللہ نے ان کی آنکھ لوٹا دی اور فرمایا میرے بندے کی طرف لوٹو ان سے کہو کہ آپ زندگی چاہتے ہیں؟ اگر زندگی چاہتے ہیں تو اپنا ہاتھ بیل کی کھال پر رکھئے آپ کا ہاتھ جتنے بالوں کو ڈھکے گا ہر بال کے عوض اللہ عمر بڑا دیگا حضرت موسی کہتے ہیں بعدہ کیا ہوگا حضرت ملک الموت کہتے ہیں موت، حضرت موسیٰ فرماتے ہیں جب جانا ہی ہے تو ابھی لے چلو۔ (بخاری،مسلم،مشکوۃ شریف ص ۵۰۷/۵۰۸)

اس حدیث کی شرح میں علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت ملک الموت کو طمانچہ مارا ان کو نبی کا ادب سکھانے کے لئے کہ کوئی شخص نبی سے یہ نہ کہے کہ نماز پڑھ لیجئے مسجد میں آئیے تو اس میں ایک طرح کا حکم ہے اور حضرات انبیائے کرام حاکم ہوتے ہیں کسی بندے کے مامور یا محکوم نہیں ہوتے نیز نبی تو ہر وقت ہی رب کے مطیع فرماں بردار ہوتے ہیں ان سے کہنا کہ اللہ کی اطاعت کریں اسکا مطلب انہیں غیر مطیع ماننا، (جو قطعا جائز نہیں) نبی کا ادب یہ تھا کہ ملک الموت عرض کرتے کہ آپ کو یہاں رہنے اور چلنے کا اختیار ہے اگر اجازت ہو تو میں تعمیل ارشاد کروں اس لیے کہ انبیاء اللہ تعالی کی طرف سے موت وحیات کے مختار ہوتے ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا کوئی بھی نبی علیہ السلام چاہتے تو دنیا میں سب دن حیات ظاہری میں رہتے۔ (مرأۃ جلد ہفتم ص ۵۸۱) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی کیونکہ کسی کتاب میں ہے کہ آپ نبی ہیں اور کسی میں لکھا ہے کہ آپ ولی ہیں ایسا کیوں؟

المستفتی: سلمان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے مگر اصح وراجح قول یہی ہے کہ آپ نبی ہیں، چنانچہ امام نوی نے ثعلبی سے نقل کیا ہے کہ خضر علیہ السلام اکثر اقوال کے مطابق عمر دراز نبی ہیں لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔اور حسن بن محمد بن حسین قمی نیشا پوری نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اکثر لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خضر علیہ السلام نبی ہیں اور اس پر ان کا یہ ارشاد "وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ"(کنز الایمان سورہ کہف آیت ۸۲)اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا دلالت کرتا ہے۔

اور اسی طرح امام غزالی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اکثر لوگوں کا اتفاق ہے کہ وہ (خضر علیہ السلام) نبی ہیں۔اور محمد بن یعقوب بن محمد ابو طاہر مجد الدین شیرازی فیروز آبادی نے اسی طرح فرمایا کہ خضر علیہ السلام نبی ہیں۔(الحذر فی امر للخضر مترجم ص ۳۳ ،مصنفہ امام ملا علی قاری حنفی)

اور سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خضر علیہ السلام کو نبی ہی تحریر فرمایا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام بھی جمہور کے نزدیک نبی ہیں اور ان کو خاص طور سے علم غیب عطا ہوا "قَالَ

اللّٰہُ تعالی وَعلمناہ من لدنا علما'' اوراسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

(پارہ ۱۵/سورہ کہف آیت ۶۵/فتاوی رضویہ جلد ۲۶/ص ۴۰۱/دعوت اسلامی)

اور حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف تفسیر نعیمی میں کئی جگہوں پر نبی ہی لکھا ہے نیز مراۃ المناجیح ج ۷/ص ۵۷۹/ میں فتاوی رضویہ کے مثل کچھ فرق الفاظ سے ہے لہذا آپ نبی ہیں۔ واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(حضرت خضر علیہ السلام کیا کھاتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سنا ہوں حضرت خضر علیہ السلام باحیات ہیں تو معلوم یہ کرنا ہے کہ وہ کھاتے کیا ہیں اور کہاں کھاتے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبداللہ واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک حضرت خضر علیہ السلام باحیات ہیں آپ کو تصرفات خشکی و دریا دونوں میں حاصل ہے ہر سال حج کو تشریف لا تے ہیں بعد حج آب زمزم شریف پیتے ہیں وہی سال بھر تک ان کے کھانے اور پینے کو کفایت کرتا ہے۔(ماخوذ از فتاوی رضویہ قدیم جلد ۱۲/صفحہ ۲۲/قدیم)

واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(حضرتِ سلیمان علیہ السلام کی عمر مبارک کتنی تھی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرتِ سلیمان علیہ السلام کی عمر کے بارے میں رہنمائی فرمائیں کہ آپ کی عمر شریف کتنی تھی؟ **المستفتی:۔قاری افروز**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر شریف کے بارے میں حضور صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن پ ۲۲ / رکوع ۸ / میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی عمر شریف ترپن ۵۳ / سال تھی۔(الاتقان جلد دوم صفحہ ۱۷۸)

اور ایک روایت کے مطابق آپ کی عمر شریف ۵۹ / سال ہوئی جیسا کہ تفسیر جلالین کے حاشیہ میں ہے۔واللہ تعالی ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(حضرت عیسی علیہ السلام نے کتنے مردوں کو زندہ فرمایا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے کتنے مردوں کو زندہ فرمایا؟ برائے مہربانی مکمل طور پر جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔محمد شاہد رضا خان اسماعیلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام نے چار مردے زندہ فرمائے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے اللہ تعالی فرماتا ہے واحی الموتیٰ باذن اللہ (حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کہتے ہیں کہ) میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔(پارہ،۳،سورہ آل عمران آیت ۴۹)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے چار شخصوں کو زندہ کیا ایک عازر جس کو آپ کے ساتھ اخلاص تھا (عازر آپ سے بڑی محبت رکھتا تھا) اس کی حالت نازک ہوئی تو اس کی بہن نے آپ علیہ السلام کو اطلاع دی مگر وہ آپ سے تین روز کی مسافت کے فاصلے پر تھا جب آپ تین روز میں وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس کے انتقال کو تین روز ہو چکے ہیں آپ نے اس کی بہن سے فرمایا ہمیں اس کی قبر پر لے چل، وہ لے گئیں آپ نے اللہ تعالی سے دعا فرمائی اور آپ نے کہا قم باذن اللہ عازر باذن الھی وہ زندہ ہوکر قبر سے باہر آیا اور مدت تک زندہ رہا اور اس کی اولاد ہوئی ایک بڑھیا کا لڑکا جس کا جنازہ حضرت عیسی علیہ السلام کے سامنے سے

جار ہا تھا آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی وہ لڑکا زندہ ہو کر نعش برداروں (وہ لوگ جو جنازے کی چارپائی کو اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں) کے کندھوں سے اتر پڑا کپڑے پہنے گھر آیا زندہ رہا اس کی شادی ہوئی اولاد بھی ہوئی ایک عاشر کی لڑکی شام کو مری اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کی دعا سے اس کو زندہ کیا اور ایک سام ابن نوح جن کی وفات کو ہزاروں برس گزر چکے تھے لوگوں نے خواہش ظاہر کی کہ آپ ان کو زندہ کریں آپ ان کی نشاندہی سے قبر پر پہنچے اللہ تعالی کی دعا سے سام ابن نوح نے اپنی قبر میں سنا کوئی کہنے والا کہتا ہے اجب روح اللہ یعنی حضرت عیسیٰ کی بات سن، یہ سنتے ہی وہ سام مرعوب اور خوف زدہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں (سام کو) گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوگئی اس ہول سے ان کا نصف (آدھا) سر سفید ہوگیا وہ حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان لائے اور انہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام سے درخواست کی کہ دوبارہ انہیں سکرات موت کی تکلیف نہ ہو بغیر اس کے واپس کیا جائے چنانچہ اسی وقت انکا انتقال ہوگیا۔ (پارہ ۳/سورہ آل عمران ،ھکذا فی صراط الجنان فی تفسیر القرآن) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(نبی کریم ﷺ پر وحی کتنے طریقوں سے نازل ہوتی تھی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کتنے طریقوں سے نازل ہوتی تھی؟

المستفتی:۔فیصل ربانی گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف طریقوں سے وحی نازل ہوتی تھی۔

اول:۔رویائے صالحہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدا میں جو سب سے پہلے ظاہر ہوئی وہ رویائے صالحہ ہے اور ایک روایت یہ بھی ہے، وکان لایریٰ الاجآئت مثل فلق الصبح یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیا ایسی ہوتی جیسے صبح صادق کا طلوع ہونا کتابوں میں مذکور یہ کیفیت چھ مہینے رہی۔

دوم:۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب (دل) شریف میں القاء کرتے تھے بغیر اس کے کہ آپ حضرت جبریل علیہ السلام کو بظاہر دیکھیں، آپ نے فرمایا میرے دل میں روح قدس نے القاء والہام کیا ہے مثلاً ہرگز اس وقت کوئی نہیں مرے گا جب تک اپنا رزق پورا نہ کرلے (الی آخر الحدیث)

سوم:۔حضرت جبرائیل علیہ السلام کسی آدمی کی صورت اختیار کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور پیغام الٰہی کو پہنچاتے تھے تاکہ جو کچھ ارشاد باری ہے اسے یاد فرمائیں اور اکثر

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت میں آتے یہ قبیلہ بنی کلب کے خوبرو (خوبصورت) صحابی تھے۔

چہارم، صلصلة الجرس، یعنی ریٹ گھنٹی کی مانند آواز سنائی دیتی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا وحی کے کلمات ومعانی کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔

پنجم، حضرت جبرائیل علیہ السلام کبھی اپنی اصلی صورت میں مع تین سو پروں کے آتے اور وحی پہنچاتے تھے جیسا کہ سورۃ النجم میں مذکور ہے علماء فرماتے ہیں کہ ایسا دو بار ہوا تھا۔

ششم، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حالت میں وحی فرمائی جبکہ آپ آسمانوں کے اوپر تھے نماز وغیرہ کی اسی طرح فرمائی تھی۔

ہفتم، حق تعالیٰ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست کلام فرمانا ہے جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔

ہشتم، حق تعالیٰ کا حضور سے بے حجاب کلام فرمانا ہے آسمانوں کے اوپر کی وحی کی قبیل سے ہے مثلاً شب معراج دیدار حق تعالیٰ میں کلام فرمانا (الاختلاف فیہ) (مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۵/۵۶/ایم ایس انصاری پرنٹرس لال کنواں دہلی)

نوٹ:۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی اقسام نزول وحی ہوں البتہ اس کتاب میں اتنی ہی عبارت مذکور ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ بریلوی

(علم غیب مصطفیٰ ﷺ کا ثبوت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے حضور ﷺ کو علم غیب نہیں تھا۔ اور دلیل میں پیش کرتا ہے۔ قُل لَّآ اَقُولُ لَکُم عِندِی خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَقُولُ لَکُم اِنِّی مَلَکٌ، (پارہ ۷ رسورہ انعام،آیت ۵۰)

اور بنگلہ ترجمہ دکھاتا ہے لہٰذا حضور ﷺ کے علم غیب کو قرآن وحدیث سے ثابت فرمائیں نیز یہ بتائیں کہ زید پر کیا حکم نافذ ہوگا؟ اگر جواب زید کے قول کے برخلاف ہے تو اس آیت مذکورہ کا جواب کیا ہے۔

المستفتی: محمد راغب رضا رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید نے جو آیت پیش کی ہے اور اس سے علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی ثابت کر رہا ہے کہ یہ آیت بتا رہی ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں ہے تو یہ زید کی جہالت ہے اور زید نے صحیح معنوں میں اس آیت کو سمجھا نہیں۔ یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی تھی جب کفار سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے بے جا سوالات کر رہے تھے کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں مال و دولت عطا کیجئے ہمیں قیامت کے بارے میں بتا دیجئے تا کہ ہم لوگ اس کا انتظام کر لیں اس طرح کے سوال کر رہے تھے جن کا جواب دینا بے جا تھا تب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی تھی "قُل لَّآ اَقُولُ لَکُم عِندِی خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعلَمُ الغَیبَ وَلَآ اَقُولُ لَکُم اِنِّی مَلَکٌ اِن اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوحٰی اِلَیَّ قُل ہَل یَستَوِی الاَعمٰی وَالبَصِیرُ اَفَلَا

تَتَفَكَّرُوْنَ، تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھے اور انکھیارے تو کیا تم غور نہیں کرتے۔

(کنزلایمان، پارہ سات سورۃ الانعام ۵۰)

اب اس آیت کی توجیہیں ملاحظہ فرمایئے مفسرین کرام نے اس آیت کی چار توجیہیں بیان کی ہیں۔

اول۔ یہ کہ علم غیب ذاتی کی نفی ہے۔

دوم۔ یہ کہ کل علم کی نفی ہے۔

سوم۔ یہ کہ کلام تواضع اور انکسار کے طور پر بیان فرمادیا گیا ہے۔

چہارم۔ یہ کہ آیت کا معنیٰ ہے کہ میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں غیب جانتا ہوں یعنی دعویٰ علم غیب کی نفی ہے نہ علم غیب کی۔ جیسا کہ تفسیر نیشا پوری میں اس آیت کے ماتحت ہے" یحتمل ان یکون ولااعلم الغیب عطفا علی لااقول لکم ای قل لااعلم الغیب فیکون فیه دلالة علی ان الغیب بالاستقلال لایعلمه الا الله "۔اس آیت میں یہ احتمال بھی ہے کہ لااعلم کا عطف لااقول پر ہو یعنی اے محبوب فرمادو کہ میں غیب نہیں جانتا۔ تو اس میں دلالت اس پر ہوگی کہ غیب بالاستقلال یعنی ذاتی سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر بیضاوی میں ہے"لااعلم الغیب مالم یوح الی اولم ینتصب علیه دلیل"۔ میں غیب نہیں جانتا جب تک اس کی مجھ پر وحی نہ کی جائے یا کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو۔ کافی تفاسیر میں اس آیت کے متعلق بیان کیا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اس آیت سے دعویٰ علم غیب کی نفی ہے علم غیب کی نہیں۔

اب قرآن پاک کی وہ آیتیں پیش کرتا ہوں جن سے علم غیب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت

ہے" وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ "،اور اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگوں تم کو غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے ۔(کنزالایمان،پارہ چوتھا سورہ آل عمران ۱۷۹)

اور دوسری جگہ رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے" وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا "،اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے ۔(کنزالایمان،پارہ پانچ سورۃالنساء آیت ۱۱۳)

اسی طرح بہت سی آیتیں ہیں جن سے علم غیب مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے اگر ان آیات کی توضیح دیکھنا ہو تو کتب تفاسیر کا مطالعہ فرمائیں۔

اب حدیث شریف کی روشنی میں علم غیب مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ کریں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ"قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا پس ہم کو ابتداء پیدائش کی خبر دی یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی اپنی منزلوں میں جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔(بخاری شریف کتاب بدءالخلق جلد اول صفحہ ۴۵۳ ،مشکوٰۃ المصابیح باب بدءالخلق وذکر الانبیاء)

اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے واقعات کی خبر دی (۱) عالم کی پیدائش کی ابتدا کس طرح ہوئی (۲) پھر عالم کی انتہا کس طرح ہوگی ۔یعنی از روز ازل تا روز قیام قیامت ایک ایک ذرہ وقطرہ بیان کر دیا۔

اس طرح بہت سی احادیث طیبہ ہیں جن سے علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے ۔تفصیل کیلئے جاءالحق الدولۃ المکیۃ ،شان حبیب الرحمن،ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

زید نے اگر علم غیب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا ہے تو اس نے قرآن وحدیث کا انکار کیا ہے تو اس بنا پر زید کافر ہوگیا۔اور اگر ایسا نہیں بلکہ آیت نہ سمجھنے کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو حکم کفر نہیں ہوگا بلکہ زید پر لازم وضروری ہے کہ زید توبہ واستغفار کرے اور آج سے یہ عہد کرے کہ اب دوبارہ ایسا جملہ نہیں بولے گا.زید کو چاہئے کہ بغیر علم کے قرآن وحدیث میں دخل اندازی نہ کرے اگر کچھ سمجھ میں نہ آئے تو اہل علم سے پوچھے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے "فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" اے لوگو!علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

واللہ سبحٰنہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(یا محمد ﷺ کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا نبی اللہ کہہ کر پکارتے ہیں کیا یا محمد کہہ کر پُکار سکتے ہیں؟ برائے کرم رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔ نہال احمد اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسم ذات (محمد، احمد) کے ساتھ ندا (پکارنا) کرنا جائز نہیں جیسا کہ رب قدیر قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے(لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا) رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے (کنزالایمان، سورہ نور پ ۱۸/آیت ۶۳)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ صاوی جلالین کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں

(لاتنادوه باسمه فتقولوا يامحمد اولا بكنيته فتقولوا يا اباالقاسم بل نادوه وخاطبوابالتعظيم والتكريم والتوقيربان تقولوايارسول الله يانبى الله ياامام المرسلين يارسول رب العلمين ياخاتم النبيين واستفيدمن الاية انه لايجوزنداءالنبى بغيرمايفيدالتعظيم لافى حياته ولا بعد وفاته) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نام یا کنیت سے نہ پکارو یعنی ایسے نہ کہو یا محمد یا ابا القاسم بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تعظیم وتوقیر کے ساتھ پکارو اور خطاب کرو یعنی ایسے پکارو کہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا امام

المرسلین یا رسول رب العالمین یا خاتم النبیین وغیرھم
اس آیت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ نبی کو ایسے الفاظ سے ندا (پکارنا) جائز نہیں جو تعظیم کے نہ ہوں نہ حیات ظاہری میں نہ بعد حیات (جلالین شریف ص ۳۰۲ رپ ۱۸ رس نور آیت ۶۳ ررفتاویٰ شارح بخاری ج ۱رص ۲۹۱ ررضوی کتاب گھر دہلی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بول و براز پاک تھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز پاک ہے؟ اور اگر پاک ہے تو کیا کسی نے کھایا یا پیا ہے؟ **المستفتی:۔رمضان علی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز پاک ہے چنانچہ علامہ بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات شریفہ کی طہارۃ کا قول نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں"وقد وردت احادیث کثیرۃ ان جماعۃ شربوا دم النبی ﷺ منهم ابو طیبة الحجام وغلام من قریش حجم النبی علیه الصلوٰۃ والسلام وعبد الله ابن الزبیر شرب دم النبی ﷺ رواہ البزار والطبرانی والحاکم والبیهقی وابونعیم فی الحلیة ویروی عن علی رضی الله تعالیٰ عنه انه شرب دم النبی علیه الصلوٰۃ والسلام وروی ایضًا ان اُم ایمن شربت بول النبی ﷺ رواہ الحاکم والدارقطنی وابو نعیم واخرج الطبرانی فی الاوسط فی روایة سلمی امرأۃ ابی رافع انها شربت بعض ماء غسل به رسول الله علیه الصلوٰۃ والسلام فقال لها حرم الله بدنك علی النار وقال بعضهم الحق ان حکم النبی علیه الصلوٰۃ والسلام کحکم جمیع المکلفین فی الاحکام التکلیفیة الافیما یخص بدلیل قلت یلزم من هذا ان یکون الناس مساویًا للنبی علیه الصلوۃ والسلام ولا

یقول ذلك الاجاهل غبیؐ واین مرتبتہٗ من مراتب الناس والایلزم ان یکون دلیل الخصوص بالنقل دائمًا والعقل لہٗ مدخل فی تمیز النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام من غیرہ فی مثل ھذا الاشیاء وانا اعتقد انہ لا یقاس علیہ غیرہ وان قالوا غیر ذلك فاذنی عنہ صما ۔ انتھیٰ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد ا،صفحہ ۷۷۸)

صحابہ کی ایک جماعت نے حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک پیا ان میں حضرت ابوطیبہ حجام ہیں اور ایک قریشی لڑکا ہے جس نے حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچھنے لگائے تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر نے بھی حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون اقدس پیا، روایت کیا ہے اسے بزار نے اور طبرانی نے اور حاکم نے اور بیہقی نے اور ابونعیم نے حلیہ میں اور حضرت علی مرتضیٰ سے بھی مروی ہے انہوں نے بھی حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون اقدس پیا، نیز مروی ہے کہ حضرت اُم ایمن نے حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشاب مبارک پیا اس حدیث کو حاکم نے دارقطنی نے اور ابونعیم نے روایت کیا اور طبرانی نے اوسط میں ابورافع کی عورت سلمیٰ کی روایت میں اخراج کیا کہ سلمیٰ نے حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غسل میں استعمال کیا ہوا پانی پیا تو حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی نے اس پانی کی وجہ سے تجھ کو دوزخ پر حرام فرمادیا۔

(۴) اسی طرح امام قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب اللدنیہ شریف میں حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام فضلات شریفہ کی پاکی اور طہارت کا حسب ذیل عبارت میں نورانی بیان فرماتے ہیں ’’وروی انہ کان یتبرك ببولہ ودمہ ﷺ‘‘ مروی ہے کہ حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیشاب اور خون مبارک سے برکت حاصل کی جاتی تھی۔ (مواہب اللدنیہ، جلد 1، صفحہ ۲۸۶) واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(کیا حضور ﷺ وحدہ لا شریک ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک خطیب ہے دوران خطابت زید نے کہا جس طرح اللہ تعالی اپنی وحدانیت میں وحدہ لاشریک ہے اسی طرح حضور ﷺ اپنی نبوّت و رسالت میں وحدہ لاشریک ہیں مفتیان کرام جملۂ زید پرغور کرکے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں کیا یہ جملہ درست ہے؟ کرم نوازی ہوگی

المستفتی:۔(مولانا) محمد رجب علی قادری یارعلوی فیضی گدّی پورانٹی رامپوراترولہ بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھوالھادی الی الصواب

وحدہ لا شریک کا معنی ہے وہ اکیلا ہے کوئی شریک نہیں چونکہ اللہ تعالی ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں تو خدائے تعالی کے لئے یہ جملہ بولنا درست ہے لیکن حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم کے لیے یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت و رسالت میں وحدہ لا شریک ہیں یہ درست نہیں اس طرح کہنے والے پر تو یہ لازم ہے کیونکہ صرف حضور علیہ السلام ہی کو نبوت نہیں ملی بلکہ دنیا میں کم وبیش 124000 یا 224000 انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے جیسا کہ کتب عقائد فقہ وفتاوی سے ثابت ہے تو یہ کہنا کیونکر درست ہوگا کہ حضور علیہ السلام اپنی نبوت ورسالت میں وحدہ ولا شریک ہیں۔

ہاں اگر کوئی یہ کہے کہ حضور علیہ السلام مرتبہ نبوت ورسالت میں وحدہ لاشریک ہیں تو بلا شبہ یہ درست ہے کہ حضور علیہ السلام کے مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکا کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام نبی اور

رسول بنکر تشریف لائے لیکن حضور علیہ الصلاۃ والسلام صرف نبی اور رسول بن کر تشریف نہیں لائے بلکہ سید الانبیاء سید المرسلین بن کر تشریف لائے جیسا کہ کتب عقائد وفقہ وفتاوی میں مذکور ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھائی کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھائی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ قرآن مجید میں اللہ پاک کا ارشاد ہے۔انما المؤمنون اخوۃ۔اور حدیث پاک میں ہے۔کل مومن اخوہ۔مذکورہ مسئلہ کا جواب شریعت کی روشنی میں عنایت فرما کرعنداللہ ماجورہوں۔

المستفتی:۔گدائے تاج الشریعہ خاکسار محمد عبید رضا قادری رضوی پورنوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر،انسان،محمد کہہ کر پکارنا حرام ہے اسی طرح اے ابراہیم کے باپ،بھائی باباوغیرہ برابری کے الفاظ،اوراگراہانت کی نیت سے پکارا تو کافر ہے قال اللہ تعالی "لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضاً" رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔(کنزالایمان،سورہ نور آیت ٦٣)

وَ لَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ "اوران کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہوجاویں اورتم کو خبر نہ ہو۔(سورۃ الحجرات آیت ۲)

یہ بات درست ہے کہ مومن مومن کا بھائی ہے مگر ہر ایک کا حکم جدا ہے باپ کو والد صاحب ماں کو امی بھائی کو بھائی صاحب وغیرہ کہہ کر پکارنا ادب ہے اب اگر کوئی باپ کو بھائی اور ماں کو

بہن کہہ کر پکارے تو ضرور بے ادب اور گستاخ ہوگی اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ کو بے ادبی یا برابری کے الفاظ بھائی وغیرہ کہہ کر پکارنا بھی بے ادبی وگستاخی ہے جوکہ حرام ہے کہ اللہ کے نبی کا ادب ہر حال میں لازم ہے۔نیز یہ کہ جب اللہ نے اپنے محبوب کو یا محمد،یا اخا مومنین کہہ کر نہیں پکارا بلکہ یا ایہا المزمل وغیرہ محبوب القاب سے پکارا تو ہم غلاموں کو یہ حق ہر گز نہیں کہ ان الفاظ سے پکاریں۔بشر اور اپنی طرح کہنا مومنین کا طریقہ نہیں بلکہ کفار کا طریقہ ہے ارشاد ربانی ہے" قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ''کفار بولے نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر۔(کنز الایمان،سورہ یسین آیت ۱۵)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا کفار ومشرکین نے نبی کریم ﷺ پر جادو کیا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کفار ومشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جادو کیا تھا، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ،،سورۃ الناس،،، کا نزول اسی وقت ہوا جب کہ نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا تھا،، دلیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد صالح رضوی مغل سرائے بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صدر الافاضل مفسر القرآن سید محمد نعیم الدین محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ''سورۃ الناس وسورۃ الفلق'' کا نزول اسی وقت ہوا جب لبید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کیا اور حضور اقدس ﷺ کے جسم مبارک اور اعضاء ظاہرہ پر اس کا اثر ہوا قلب وعقل واعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا چند روز کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے عرض کیا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا جو کچھ سامان ہے وہ فلاں کوئیں میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔انھوں نے کوئیں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر اٹھایا اس کے نیچے سے کھجور کے گابھے کی تھیلی برآمد ہوئی اس میں حضور اقدس ﷺ کے موئے مبارک شریف جو کنگھی سے برآمد ہوئے تھے اور حضور اقدس ﷺ کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلہ جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں اور ایک موم کا پتلا

جس میں گیارہ سوئیاں چبھیں تھیں یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکلا اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں۔ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں۔ پانچ سورہ فلق میں اور چھ سورہ ناس میں۔ ہر ایک آیت کے پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں اور حضور اقدس ﷺ بالکل تندرست ہو گئے۔

(پارہ ۳۰ تفسیر خزائن العرفان) وھو سبحانہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(کس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کو ٹکرے کیا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کے دوٹکڑے کیئے یہ کس موقع پر ہوا؟

المستفتی:۔احمد رضا خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کفار قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا اور کہنے لگے اگر صادق ہو یعنی تمہارا دین سچا ہے تو چاند کے دوٹکڑے کردو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی جانب اشارہ فرمایا وہ دو ٹکڑے ہوگیا اور لوگوں نے کوہ حرا (ایک پہاڑ کا نام) کو چاند کے دوٹکڑوں کے درمیان دیکھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،،اشھدوا،،تم گواہ رہو اس پر کفار کہنے لگے بلاشبہ ابن ابی کبشہ نے تم پر جادو کیا ہے ان میں سے ایک نے کہا اگر وہ جادو کرسکتے ہیں تو تم پر کرسکتے ہیں تمام روئے زمین والوں پر تو جادو نہیں کرسکتے چنانچہ جب آفاق (ایک بستی کا نام) سے مسافر وہاں آئے انہوں نے چاند کے دوٹکڑے ہونے کی خبر دی تو ابوجہل نے کہا،، ھذا سحر مستمر ،،یہ پرانا جادو ہے (مدارج النبوت ج ا رص ۲۳۹ رشیخ محمد عثمان اینڈ سنز تاجران کتب شری نگر کشمیر) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(معراج کی سب سے پہلے کس نے تصدیق کی؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ معراج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلے کس نے تصدیق کی؟ المستفتی:۔محمد قاسم رضا مراداباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی تصدیق سب سے پہلے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمائی جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف سے واپس تشریف لائے اور صبح ہوئی تو آپ نے لوگوں سے اس کا تذکرہ فرمایا تو کچھ ضعیف الایمان لوگ اس پر مرتد ہوگئے اور کچھ مشرکین دوڑ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس پہنچے کہنے لگے کہ کچھ اپنے یار اور رفیق (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خبر ہے کیا کہتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آج رات مجھے بیت المقدس لے جایا گیا حضرت ابوبکر صدیق نے دریافت کیا کیا یقینا ایسا فرماتے ہیں؟ مشرکین نے کہا ہاں یہی فرماتے ابوبکر صدیق نے فرمایا وہ جو فرماتے ہیں ٹھیک ہی فرماتے ہیں اس پر میں ایمان لاتا ہوں مشرکین کہنے لگے کیا تم اس کی تصدیق کرتے ہو کہ رات میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیت المقدس تشریف لے گئے اور صبح سے پہلے یہاں واپس تشریف بھی لے آئے حضرت ابوبکر نے فرمایا ہاں میں اس دورتر (معراج) کی بھی تصدیق کرتا ہوں اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمائیں کہ میں آسمان پر گیا اور واپس آگیا تو میں اس کی بھی تصدیق کرتا ہوں چنانچہ اسی دن سے حضرت ابوبکر کا لقب صدیق مشہور ہوگیا۔(مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۲۲۵) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(حضور ﷺ کے نام کے ساتھ ص لکھنا کیسا ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے آگے "ص" لگانا کیسا ہے؟ جب یہ جواب آگے بھیجا تو کسی نے کہا کہ یہ کنجوسی کی علامت ہے ص نہیں لگانا چاہیے علمائے کرام رہنمائی فرمائیں **المستفتی:۔** محمد علی اکبر دیناچھور اکبر دیناچھور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نبی پاک ﷺ اور دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والتسلیم کے مبارک ناموں کے ساتھ بجائے پورا درود یا سلام کے صرف، صلعم، ص، ع، عم، لکھنا ناجائز ہے۔ اگر شان انبیاء کی تخفیف کے لئے ہو تو کفر ہے۔

علامہ سید طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں (من کتب علیہ الصلاۃ والسلام بالھمزۃ والمیم یکفر لانہ تخفیف و تخفیف الانبیاء کفر) یعنی جو انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے نام میں علیہ السلام کی جگہ، ع، م، صلعم، ص، لکھے تو کافر ہو جائے گا کیونکہ ایسا لکھنا ان کی شان کو ہلکا کرنا ہے اور یہ یقیناً کفر ہے۔ اور اگر صرف کاہلی نادانی اور جہالت سے ایسا کیا تو کفر نہیں ہے مگر حرام اور ناجائز ضرور ہے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جس نے درود کے ساتھ اختصار کیا اللہ تعالی اس کا ہاتھ کاٹ لے گا۔ اور اسی طرح صحابہ کرام اور اولیاء عظام رضی اللہ تعالی عنھم کے مبارک ناموں کے ساتھ، رض، رح، بھی نہیں لکھنا چاہیے کہ علمائے کرام نے مکروہ اور باعث محرومی بتایا ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ فیض الرسول ج ۱ ص ۱۳۷) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجبور ہو کر ہجرت کئے تھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک اَن پڑھ انسان ہے کچھ دین کی باتیں دیوبند کے علماء سے سیکھ کر لوگوں کو ہدایت کرتا پھرتا ہے ایک دن مجھ سے انکی کچھ باتوں پر بحث ہوئی جس کے دوران بحث اس نے کہا کہ نبی صاحب کو جب مکہ کے لوگوں نے ستایا تو نبی صاحب کو قوت نہیں اسلئے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے ایسے انسان کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:** محمد زین الحق رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تعالی جل شانہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان کا مالک ومختار بنایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجبور ہو کر ہجرت نہیں کئے بلکہ رب کے حکم، سے ہجرت کئے،، کما فی کتب الاحادیث والسیر۔

چند باتیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں،،

(۱) ہجرت کے موقع پر زمین سے کہنا کہ سراقہ بن مالک کو پکڑ لے پھر زمین نے پکڑ لیا پھر حضور علیہ السلام کے کہنے پر چھوڑ دیا۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ڈوبے سورج کو پلٹانا۔

(۳) صحابی رسول کے کہنے پر مدینہ میں ابر رحمت برسوانا اور پھر کہنے پر مدینہ منورہ سے بارش کو بند کرنا۔

(۴) معراج کے بعد سورج کو ڈوبنے سے روک رکھنا.
(۵) جنگ بدر کے موقع پر صحابی رسول کے کٹے ہوئے ہاتھ کو جوڑنا وغیرہ وغیرہ
غرضیکہ آیت کریمہ و بے شمار احادیث نبویہ سے اختیار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے. کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے مالک کل بنایا ہے المختصر،،
صورت مسئولہ میں زید وہابیوں کی صحبت میں رہ کر بدعقیدہ اور بے دین و مرتد معلوم ہوتا ہے اس لئے اس کے ذہن میں یہ بات نہیں آتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کا انکار کرنا آیات قرآنیہ واحادیث مشہورہ کا انکار کرنا ہے حتی کہ اللہ عزوجل کے اختیار کا انکار ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الہی سے ہجرت کی ہے۔اور زید کا یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قوت نہیں تھی اس لئے مدینہ چلے گئے تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ عزوجل کو بھی قوت نہ تھی اس لئے مدینہ بھیج دیا۔(معاذ اللہ)
اس جملۂ خبیثہ اور توہین رسالت کے سبب کافر و مرتد ہوگیا اس لئے کہ نبی کی شان میں ادنی توہین کرنا کفر ہے. کتب عقائد و بہار شریعت حصہ اول،، حضور صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ ،، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر. ﴿توبہ ۶۶﴾
لہٰذا زید پر تجدید ایمان اور اگر شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح فرض ہے اور اگر ایسا نہ کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کر دیں۔واللہ تعالی ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد علی قادری واحدی

(یہ کہنا کیسا ہے کہ حضور جیسا کوئی نبی نہیں آئے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کیا کوئی دوسرا نبی آئے گا یا نہیں؟ ایک صاحب نے دوران تقریر بیان کیا کہ میرے نبی جیسا نہ کوئی نبی آیا ہے اور نہ بعد میں ایسا نبی آئے گا تو کیا نبوت کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے؟ خطیب صاحب کے بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے نبی کے بعد تو کوئی نبی آئے گا مگر ایسا نہیں؟ مطلب ابھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے یہ الفاظ پوری تقریر میں متعدد بارکہا ہے۔کیا اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین وگستاخی نہیں ہوئی ہے؟ ایسے خطیب کے بارے میں شرع کا کیا حکم ہے؟ برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں مع حوالہ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی

المستفتی: ۔محمد زین العابدین رضوی بیدار القادری بہرائچی استاذ جامعہ تاج الشریعہ نم نہارا چوراہا تھانہ نواب گنج علی آباد تحصیل نانپارہ ضلع بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب والیہ المرجع المآب

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اللہ تعالی کے آخری پیغمبر ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا خواہ حضور ﷺ جیسا یا برعکس ۔امام عشق ومحبت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اسی طرح ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلین بلا تاویل وبلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جواس کا منکر ہویا اس میں ادنی شک وشبہ کو بھی راہ

دے کافر مرتد ملعون ہے، آیہ کریمہ ''ولکن رسول الله وخاتم النبیین'' لیکن آپ اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں۔

وحدیث متواتر ''لانبی بعدی ''میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ سے تمام امت مرحومہ نے سلفاً وخلفاً یہی معنیٰ سمجھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔اور آگے فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں اذالم یعرف الرجل ان محمدا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات'' جوشخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں کہ حضور کا آخر الانبیاء ہونا ضروریات دین سے ہے۔بحمد اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ اہلِ اسلام کے ہاں اتنا واضح اور آشکار ہے کہ اسے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے خود اطلاع فرمادی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اگر کوئی شخص اس کا منکر ہے تو وہ تو اصلاً آپ کی نبوت کا معتقد نہیں کیونکہ اگر آپ کی رسالت کو تسلیم کرتا تو جو کچھ آپ نے بتایا ہے اس کو حق جانتا جس طرح آپ کی رسالت و نبوت تواتر سے ثابت ہے اسی طرح یہ بھی تواتر سے ثابت ہے کہ حضور تمام انبیاء کے آخر میں تشریف لائے ہیں اور اب تا قیامت آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جس کو اس بارے میں شک ہے اسے پہلی بات کے بارے میں شک ہوگا صرف وہی شخص کافر نہیں جو یہ کہے کہ آپ کے بعد نبی تھا یا ہے یا ہوگا بلکہ وہ بھی کافر ہے۔جو آپ کے بعد کسی نبی کی آمد کو ممکن تصور کرے، خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان درست ہونے کی شرط ہی یہ ہے۔(فتاوی رضویہ شریف جلد ۱۴/ صفحہ ۳۳۴/ ۳۳۵/دعوت اسلامی)

خطیب صاحب سے معلوم کریں کہ انکے کہنے کا مطلب کیا تھا ہوسکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی فضیلت بیان کرنے میں سہو ہوا ہو یعنی وہ یہ کہنا چاہتے ہوں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آئے

گا مگر غلط جملے کی وجہ سے مفہوم بدل گیا ہو۔ اگر ایسا ہی ہے تو خطیب صاحب توبہ کرلیں اور لوگوں کو آگاہ کردیں کہ میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہنے میں مجھ سے غلطی ہوگئی۔ اور اگر خطیب صاحب کا یہ عقیدہ ہو کہ حضور ﷺ کے بعد نبی آئے گا مگر حضور جیسا نہیں تو یہ قرآن و احادیث کے خلاف ہے اور یہ صریح کفر ہے خطیب صاحب پر تجدید ایمان فرض ہے اور اگر شادی شدہ ہوں تو تجدید نکاح بھی کریں۔ نیز کار خیر بھی کریں کہ کار خیر توبہ میں معاون ہیں۔ اور اگر ایسا نہ کریں تو انکا سماجی بائیکاٹ کردیا جائے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات کا کھانا جائز ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات یعنی پیشاب و پاخانہ پاک ہیں؟ اور اگر فضلات شریف طیب وطاہر ہیں تو کیا ان کا کھانا بھی حلال ہے؟

المستفتی: قادر علی ناگپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات شریفہ پاک ہیں جیسا کہ گیارہویں صدی کے مجدد شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول و دم یعنی پیشاب وخون طیب وطاہر ہیں اسی قیاس پر آپ کے تمام فضلات کا حکم ہے (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۴۹)

اور شیخ الاسلام والمسلمین مجدد اعظم علامہ زماں امام محمد احمد رضا خاں محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام کا پیشاب بھی پاک ہے یونہی تمام فضلات۔

(فتاوی رضویہ شریف قدیم جلد ثانی باب الانجاس ص ۱۳۸)

ہمارے فضلات نجس ہیں اور اس میں بدبو ہے مگر انبیاء کرام علیہم السلام کے فضلات میں بدبو نہیں بلکہ خوشبو ہوتی ہے بلکہ جس ڈھیلے سے استنجا فرمالیں وہ ڈھیلا بھی خوشبو دار ہو جاتا ہے جیسا کہ کتب احادیث میں درج ہے تفصیل کے لئے مواہب اللدنیہ ومدارج النبوہ جلد اول کا مطالعہ کریں۔

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات شریفہ کا تبرکا کھانا پینا ہم گنہگاروں کے لئے حلال ہے۔ پروانہ شمع رسالت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین آپ کے لہو و بول کو تبرک جانتے

تھے اور اسے کئی لوگوں نے پیا ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ کا لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں آپ بول فرماتے تھے اور اسے اپنی چار پائی کے نیچے رکھا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ بیدار ہوئے اور پیالہ تلاش کیا تو وہ نہ ملا آپ نے فرمایا پیالہ کہاں ہے؟ بتایا گیا کہ آپ کے پیالہ میں جو کچھ تھا اسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خادمہ برہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پی لیا حضور ﷺ نے فرمایا اس نے آتش جہنم سے بچاؤ کا اہتمام کرلیا۔

اور ایک دوسری حدیث میں کہ راز دار نبوت حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور بول کے لئے رکھے ہوئے برتن میں بول فرمایا اسی رات اچانک میری آنکھ کھلی مجھے سخت پیاس محسوس ہوئی میں نے برتن اٹھایا اور حضور کا بول مبارک پی لیا صبح ہوئی تو میں نے رات کا واقعہ حضور کی خدمت میں عرض کیا تو آپ میری بات سن کر مسکرا پڑے اور فرمایا تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہ ہوگا۔ (خصائص الکبریٰ جلد ثانی صفحہ ۲۴۲)

اور عاشق رسول سلطان العلماء مجدد اعظم اسلام سیدنا اعلی حضرت امام محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے فضلات شریف مثل پیشاب وغیرہ سب طیب وطاہر تھے جن کا کھانا پینا ہمیں حلال و باعث شفا وسعادت ہے مگر حضور کی عظمت وشان کے سبب حضور کے حق میں حکم نجاست رکھتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ شریف قدیم جلد اول کتاب الطہارت باب الوضوص ۹۳ ر سطر ۱۱ ر ۱۲ ر حاشیہ ۵)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فتاویٰ شامی ج اول ص ۱۳۵ ر کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے فضلات شریف طیب وطاہر ہیں جن کا کھانا پینا ہمیں حلال و باعث برکت ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم) واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ ص لکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو اختصار کے ساتھ لکھنا جیسا کہ "ص" لکھنا ناجائز وحرام ہے یہ کس کتاب میں لکھا ہوا ہے حوالہ کی اشد ضرورت ہے برائے مہربانی جہاں تک ہو سکے جلد از جلد جواب دیں **المستفتی**:۔مختار احمد برہان نگر جالنہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ناجائز وحرام ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں درود شریف کی جگہ ص یا صلعم یا عم لکھنا ناجائز وسخت حرام ہے جس نے ایسا کیا اس کا ہاتھ کاٹا جائیگا۔(فتاویٰ افریقہ صفحہ 45/ماخوذ از مخزن معلومات درود شریف کا بیان صفحہ 119) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لفظ خیر الامم استعمال کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لفظ خیر الامم استعمال کرنا کیسا ہے؟ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیر الامم کہنا کیسا ہے؟ **المستفتی:۔محمد شہباز حیدر**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لفظ خیر الامم استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ خیر الامم کا مطلب ہوتا ہے امتوں میں سب سے بہتر جوکہ امت محمدیہ کا لقب ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے یہ لقب امت محمدیہ کو ملا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور اس کے مصداق ہیں یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لفظ خیر الامم استعمال کرسکتے ہیں۔فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے: خیر الامم امت محمدیہ علیٰ نبینا التحیۃ والسلام کا لقب ہے اور یہ فضیلت ہمیں حضور پرنور خیر البشر سید الانام کے وسیلہ سے ملی کہ ہم خیر الامم ہوئے یعنی سب امتوں سے بہتر تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدرجہ اولیٰ اس لقب کے مصداق ہیں کہ تمام اولین وآخرین سے افضل ہیں اور خیر الامم کا اطلاق جس طرح امت پر ہوتا ہے اسی طرح حضور علیہ السلام پر سائغ اور ان کے حق میں خیر الانام کے مرادف ہے۔(فتاویٰ تاج الشریعہ جلد اول صفحہ ۳۵۷)

وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(کیا شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعلین پہن کر گئے تھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس روایت کے بارے میں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج عرش اعظم پر پہونچے تو رب تعالی کی طرف سے حکم ہوا کہ اے میرے محبوب! آگے آؤ تو آپ نے نعلین پاک کو اتارنا چاہا تو عرش اعظم ہلنے لگا حکم ہوتا ہے اے میرے پیارے محبوب اپنے نعلین پہنے عرش اعظم پر قدم رکھئے تا کہ میرا عرش آپ کی قدم کی برکت سے قرار پائے؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں۔ **المستفتی**:۔اکبرعلی رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شب معراج کے دولھا، مالک کونین، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعلین پاک کے ساتھ عرش اعظم پر گئے یا نہیں اس سلسلے میں علمائے محققین کے مختلف اقوال ہیں مگر اصح قول یہ ہے کہ یہ روایت موضوع و بے اصل ہے کسی بھی حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے، جیسا کہ نائب امام اعظم، اعلی حضرت امام محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی رضی اللہ تعالی عنہ سے اسی روایت کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ روایت کیسی ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ روایت محض باطل و موضوع ہے۔

(احکام شریعت ج ۲ ص ۱۴۷/الملفوظ شریف ج ۲ ص ۲۲۵)

اور فتاوی شارح بخاری میں ہے کہ نعلین پاک پہنے ہوئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرش پر تشریف لے جانا جھوٹ و موضوع ہے۔(ج ا ص ۳۰۶)

اور حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ جو مشہور ہے کہ شب معرا

ج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعلین پہنے ہوئے عرش پر گئے اور واعظین اس کے متعلق ایک روایت بیان کر تے ہیں اس کا ثبوت نہیں ہے اور یہ بھی ثابت نہیں کہ برہنہ پا تھے لہٰذا اس کے متعلق سکوت کرنا مناسب ہے۔ (بہار شریعت ح۱۶ ص ۲۴۶) واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا حضور ﷺ کی اطاعت اطاعت الٰہی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے تو کیا حضور کی اطاعت عین اطاعت الٰہی ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی:۔ ضمیرالدین کٹیہار بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت عین اطاعت الٰہی ہے ارشاد ربانی ہے "مَنۡ یُطِعَ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ" جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

(کنزالایمان، سورہ نساء آیت ۸۰)

اور حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اِطاعت عین طاعتِ الٰہی ہے، طاعتِ الٰہی بے طاعتِ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ناممکن ہے، یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں ہو اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اُسے یاد فرمائیں، فوراً جواب دے اور حاضرِ خدمت ہو اور یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کلام کرے، بدستور نماز میں ہے، اِس سے نماز میں کوئی خلل نہیں۔(بہارشریعت حصہ اول صفحہ ۷۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری

(کیا حضور کی تعظیم فرض ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہر مسلمان پر لازم ہے تو یہ تعظیم فرض ہے یا واجب؟ اور یہ بھی بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر جو چیزیں فرض کی ہیں مثلاً نماز روزہ وغیرہ تو کیا اس سے بھی زیادہ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے؟ اگر ضروری ہے تو کیا اب بھی ضروری ہے؟ **المستفتی:** سعید احمد بڑواہ ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم جزو ایمان ورکن ایمان ہے بعد ایمان رسول اللہ صلی اللہ کی تعظیم کرنا ہر فرض سے مقدم ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم یعنی اعتقادِ عظمت جزو ِ ایمان ورکن ایمان ہے اور فعل تعظیم بعد ایمان ہر فرض سے مقدم ہے، اِس کی اہمیت کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زانو پر سرِ مبارک رکھ کر آرام فرمایا، مولیٰ علی نے نمازِ عصر نہ پڑھی تھی، آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جارہا ہے، مگر اِس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید خوابِ مبارک میں خلل آئے، زانو نہ ہٹایا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا، جب چشمِ اقدس کھلی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حکم دیا، ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا، مولیٰ علی نے نماز ادا کی پھر ڈوب گیا، اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلوٰۃِ الوُسطیٰ نمازِ عصر مولیٰ علی نے حضور (صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیند پر قربان کر دی، کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی کے صدقہ میں ملیں ۔

دوسری حدیث اسکی تائید میں یہ ہے کہ غارِ ثور میں پہلے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے، اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اُس کے سوراخ بند کر دیے، ایک سوراخ باقی رہ گیا، اُس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا، پھر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا، تشریف لے گئے اور اُن کے زانو پر سرِ اقدس رکھ کر آرام فرمایا، اُس غار میں ایک سانپ مشتاقِ زیارت رہتا تھا، اُس نے اپنا سَر صدیق اکبر کے پاؤں پر مَلا ، انھوں نے اِس خیال سے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیند میں فرق نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا، آخر اُس نے پاؤں میں کاٹ لیا، جب صدیق اکبر کے آنسو چہرۂ انور پر گرے، چشمِ مبارک کھلی، عرضِ حال کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے لعابِ دہن لگا دیا فوراً آرام ہوگیا، ہر سال وہ زہر عَود کرتا، بارہ ۱۲ برس بعد اُسی سے شہادت پائی ۔ (بہار شریعت حصہ اول)

نیز فرماتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تعظیم وتوقیر جس طرح اُس وقت تھی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اِس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے، اب بھی اُسی طرح فرضِ اعظم ہے، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ذکر آئے تو بکمالِ خشوع وخضوع و انکسار و باادب سُنے ، اور نام پاک سُنتے ہی درود شریف پڑھنا واجب ہے (ایضا)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری

(کیا حضور ﷺ کو سب سے پہلے نبوت ملی ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے نبوت عطا ہوئی اگر چہ وہ آخر میں تشریف لائے اور بکر کہتا ہے ایسا نہیں ہے جب حضور آخری نبی ہیں تو نبوت بھی ان کو آخر میں ہی ملی۔تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔ ناصر الدین جھارکھنڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کا قول صحیح ودرست ہے بکر یا تو جاہل ہے جہالت کی وجہ سے ایسا کہہ رہا ہے یا تو بدعقیدہ ہوگا جو اس طرح عقیدہ رکھتا ہے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں سب سے پہلے مرتبۂ نبوّت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ملا۔روزِ میثاق تمام انبیاء سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لانے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اِسی شرط پر یہ منصب اعظم اُن کو دیا گیا۔حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نبی الأنبیاء ہیں اور تمام انبیاء حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اُمّتی، سب نے اپنے اپنے عہدِ کریم میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت میں کام کیا، اللہ عزوجل نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے نُور سے تمام عالَم کو منوّر فرمایا بایں معنی ہر جگہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف فرما ہیں۔ کالشمس فی وسط السماءِ ونُورُھا یغشی البلاد مشارقاً ومغارباً مگر کورِ باطن کا کیا علاج گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ۔(بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۸۷ تا ۹۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری

(وہ کمالِ حسن حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں کی تشریح)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اس شعر کی تشریح فرمادیں مہربانی ہوگی۔

وہ کمالِ حسن حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

المستفتی:۔محمد ناظم قادری فیض آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کمال کا حسن عطا فرمایا ہے کہ آپ کے حسن میں عیب تو کیا عیب کا گمان بھی نہیں ہوسکتا آپ کا حسن لاریب ہے دنیا کا کونسا وہ پھول ہے جس کے ساتھ کانٹا نہ ہو مگر مدینے کا پھول ہر قسم کے کانٹے سے محفوظ ہے اور ہر طرح کا کانٹا آپ سے دور ہے۔اور ہر شمع کے ساتھ دھوئیں کا ہونا لازم ہے لیکن آپ ایسی شمع رسالت ہیں کہ جہاں دھوئیں کا نام ونشان نہیں ہے۔

اس شعر میں حضور اقدس علیہ التحیۃ والثناء کے حسن کی رعنائیوں کو بیان کیا گیا ہے جس کو صحابہ کرام نے یوں بیان کیا" لم اری قبلہ ولا بعدہ مثلہ "یعنی آپ جیسا حسین وجمیل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد کوئی دیکھا جاسکتا ہے۔(مشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود کئی مواقع پہ ارشاد فرمایا" الست مثلکم لست کھیئتکم "ایکم مثلی" تم میں کون میری طرح کا ہوسکتا ہے۔

اور حضرت جبرئیل امین طائر سدرہ علیہ السلام نے یوں عرض کیا۔ بزبان شاعر۔

آفاق ھا گر دیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام	بسیار خوبیاں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اور امام الشعراء حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حسن و جمال کو ملاحظہ کر کے یوں عرض کیا۔

وَاَجۡمَلُ مِنۡكَ لَمۡ تَرَقَّطُ عَيۡنِيۡ	وَاَكۡمَلُ مِنۡكَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقۡتَ مُبَرَّءًا مِّنۡ كُلِّ عَيۡبٍ	كَاَنَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ كَمَا تَشَآءُ

یعنی یارسول اللہ آپ سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھوں نے کسی کو نہیں دیکھا اور دیکھتا بھی کیسے جب کہ آپ سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے ہیں گویا آپ اپنی مرضی کے مطابق جیسا آپ نے خود چاہا ویسا ہی خدا نے آپ کو بنایا۔

یہ حقیقت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ نے بیان فرمائی ہے کہ یہ عوام کے لئے ہے کہ جیسے خدا چاہے انہیں بنا دے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ بات نہیں۔ بلکہ اللہ عزوجل نے جب محبوب کو پیدا فرمایا تو محبوب کو محبوب کی مرضی کے مطابق بنایا۔ محبوب سے پوچھ کر بنایا جیسے محبوب نے چاہا ویسے ہی محبوب کو بنایا۔ اور چونکہ محبوب یہ کبھی نہیں چاہتا کہ اس میں کوئی عیب ہو۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے چاہنے کے مطابق پیدا کئے گئے ہیں تو لازما آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے ہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالی عنہ کے اس ایمان افروز بیان کے پیش نظر ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو محبوب خدا ہیں۔ ہر عیب ونقص سے پاک ومبرا ہیں۔ بے عیب خالق نے اپنے محبوب کو بھی بے عیب بنایا ہے۔

الغرض امام عشق ومحبت حامی اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے مذکورہ شعر میں حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ دنیا کی حسین وجمیل چیزوں میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور نظر آتا ہے ۔ چاند باوجود اپنے حسن و جمال کے ایک سیاہ دھبہ رکھتا ہے ۔ پھول اپنے حسن و لطافت کے ساتھ کانٹا بھی رکھتا ہے شمع اپنے نور و روشنی کے ساتھ ساتھ دھواں بھی رکھتی ہے ۔ مگر حسن و جمال مصطفےٰ ﷺ کا یہ عالم ہے کہ جس میں کسی عیب ونقص کا گمان نہیں ۔ (ماخوذ از شرح کلام رضا فی نعت المصطفیٰ المعروف شرح حدائق بخشش صفحہ ۳۱۳) وھو سبحانہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی

(گبرو محمد ﷺ کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ گبرو محمد اور گبرو مصطفی کہنا کیسا ہے؟ نیز یہ جملہ سن کر اسٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگوں کا واہ واہ کرنا کیسا ہے؟ **المستفتی:** ۔محمد توصیف رضا حنفی بارہ بنکی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چونکہ گبرو کا لغوی معنی ہے ۔نوجوان،نوخیز،دولھا،نوشہ،یعنی معنوی اعتبار سے خرابی نہیں ہے لہٰذا ممبر پر واہ واہ کہنے والوں پر یا مقرر پر کوئی حکم نہ ہوگا۔البتہ عرف عام میں یعنی کچھ علاقوں میں گبرو،کم عقل،کند ذہن،بھدّے قسم کے انسان کو کہتے ہیں لہٰذا گبرو محمد ﷺ نہیں کہنا چاہئے جیسے راعنا کہنا منع کر دیا گیا،تفسیر صراط الجنان میں ہے کہ جب حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو کچھ تعلیم وتلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے ”رَاعِنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہ“اس کے یہ معنی تھے کہ یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ، ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلامِ اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے ۔یہودیوں کی لغت میں یہ کلمہ بے ادبی کا معنی رکھتا تھا اور انہوں نے اسی بری نیت سے کہنا شروع کر دیا۔حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہودیوں کی اصطلاح سے واقف تھے ۔آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا:اے دشمنانِ خدا! تم پر اللہ کی لعنت،اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن اڑا دوں گا۔یہودیوں نے کہا: ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں جبکہ مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں،اس پر آپ رنجیدہ ہو کر سرکارِ دوعالم

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْاؕ-وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ "۔اے ایمان والو راعنانہ کہواور یوں عرض کروکہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنواور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے ۔(سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۰۴)

یعنی اس آیت میں "راعنا" کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ "اُنْظُرْنَا" کہنے کا حکم ہوا۔(قرطبی ،البقرۃ،تحت الآیۃ:۱۰۴،۱/ ۴۴ / ۴۵ ،الجزء الثانی،تفسیر کبیر،البقرۃ،تحت الآیۃ:۱۰۴، ۱/ ۶۳۴،تفسیر عزیزی مترجم ۲ / ۶۶۹،ملتقطاً)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تعظیم وتوقیر اور ان کی جناب میں ادب کا لحاظ کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترکِ ادب کا معمولی سا بھی اندیشہ ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے ۔ایسے الفاظ کے بارے میں حکمِ شرعی یہ ہے کہ جس لفظ کے دو معنی ہوں اچھے اور برے اور لفظ بولنے میں اس برے معنیٰ کی طرف بھی ذہن جاتا ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ اور حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لئے استعمال نہ کئے جائیں۔

(صراط الجنان بقرہ ۱۰۴)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(حضور ﷺ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار کیوں نہیں بتایا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا کہنا یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ کو غیب کی خبر ہوتی تو جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں نہیں بتایا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔عرفان امجدی ہزاریباغ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک العزیز الغفار

بیشک علمائے حق متکلّمین متقدّمین متاخّرین اور تمام مفّسرین ومحدّثین کا یہ متفقہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے علوم غیبیہ کے تمام کلی وجزوی امور کا امام الانبیاء حضور اقدس ﷺ اول سے آخر تک کا علم رکھتے ھیں۔علم غیب پر قرآن کی آیتیں اور احادیث نبویہ شاہد ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ (عٰلم الغیب فلا یظهر علی غیبهٖ احدًا إلاّ مَن ارتضٰی من رّسول) یعنی غیب کا جاننے والا (اللہ تعالیٰ) تو وہ صرف اپنے پسندیدہ رسولوں کو ہی غیب پر قابو دیتا ہے۔(قرآن مجید پارہ ۲۹/رکوع ۱۲/سورہ الجن آیت ۲۶/۲۷)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں (ان له صفة بها یدرك ما سیکون فی الغیب) یعنی نبی کے لئے ایک ایسی صفت ہوتی ہے کہ جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیا کرتے ہیں۔(زرقانی جلد اول صفحہ ۲۰)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں (الغیب هو الذی یکون غائباً

عن الحاسة) غیب وہ ہے جو حاسہ سے چھپا ہو۔(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۷۴)

زید کا یہ کہنا کہ اگر حضور اقدس ﷺ کو غیب کی خبر ہوتی تو حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہوا تو آپ نے کیوں نہیں بتایا؟ تو اس کے نہ بتانے میں کئی حکمتیں تھیں۔جو آپ جان رہے تھے اور نہ بتانا ہی علم غیب ہے۔ادھر ام المؤمنین کا ہار، ادھر لوح محفوظ کی آیتوں کے نزول جو مواقع کے منتظر تھے کہ وہ موقعہ آئے کہ قرآنی نزول ہو۔

(اول) یہ کہ آیت تیمم کا نزول۔

(ثانیا) آیت برأت کا نزول۔

(ثالثا) آیت طہارت امہات المؤمنین کا نزول۔

(رابعا) سورہ نور کی آیتوں کا نزول۔لہذا یہی وہ حکمت تھی جس کی وجہ سے گم شدہ ہار کو نہیں بتایا حالانکہ آپ جانتے تھے۔

کوئی چیز نہ بتانا لاعلمی کی دلیل تھوڑی ہے، اگر یہ مان لیا جائے تو اللہ عزوجل کے بارے میں کیا خیال ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ! تمہارے داہنے ہاتھ میں یہ کیا ہے؟ تو عرض کیا عصاء ہے۔اس کا مطلب تم کیا سمجھے کہ اللہ نہیں جانتا تھا معاذ اللہ۔اللہ تعالی علیم و خبیر ہے عالم الغیب و الشھادۃ ہے اور اس کی عطا سے حضور اقدس ﷺ کو علم غیب حاصل ہے۔تفصیل سے جاننے کیلئے امام اہلسنت اعلیحضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی کتاب الدولة المكية کا مطالعہ کریں۔وھو سبحانہ تعالی اعلم

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(کیا حضور اقدس ﷺ کا سایہ جسدی زمین پر نہیں پڑتا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حضور اقدس ﷺ کا سایہ جسدی زمین پر نہیں پڑتا تھا؟ آخر کیوں نہیں پڑتا تھا جب کہ آپ لباس بشر میں تھے؟ مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں۔بینوا وتوجروا **المستفتی:** ۔محمد شاکر رضا فیضی محبوبی تر کولیا تیواری سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملک الوہاب

بیشک حضور اقدس ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا کیونکہ آپ بشر ہونے کے ساتھ نور بھی ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

رئیس المفسرین حضرت علامہ امام نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں (قال عثمان رضی اللہ تعالی عنہ انّ اللہ ما اوقع ظلك علی الارض لئلّا یضع انسان قدمه علی ذٰلك الظّلّ) یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہیں ڈالا تا کہ کوئی انسان اس پر اپنا قدم نہ رکھ دے۔

(تفسیر مدارک جلد دوم صفحہ ۱۰۳)

حضرت ذکوان تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت حاکم ترمذی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے (ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم لم یکن یریٰ له ظلٌّ فی شمسٍ وّ لا قمرٍ) یعنی حضور اقدس ﷺ کے جسم کا سایہ نہ سورج کی (روشنی) دھوپ میں نظر آتا تھا نہ چاندکی چاندنی میں نظر آتا تھا۔(خصائص الکبری جلد اول صفحہ ۶۸)

امام الزماں حضرت علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں (ماذُکِرَ من انّہ لا ظلّ لشخصہٖ فی شمسٍ وّ لا قمرٍ لانّہٗ کان نوراً) یعنی یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ سورج اور چاند کی روشنی میں حضور اقدس ﷺ کا سایہ نہیں پڑتا تھا اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ نور ہیں۔(شفاء شریف جلد اول صفحہ ۲۴۲)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان مستقل ایک باب مرتب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں(باب الایۃِ فی انّہٗ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہٗ ظلٌّ) یعنی اس معجزہ کا بیان کہ حضور اقدس ﷺ کے جسم کا سایہ نہیں دیکھا گیا۔

(خصائص کبری جلد اول صفحہ ۶۸)

اور علامہ جلال الدین سیوطی حکیم ترمذی سے حضرت ذکوان تابعی رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرنے کے بعد حضرت امام ابن سبع رضی اللہ تعالی عنہ سے اس پر شہادت اس طرح پیش فرماتے ہیں(قال ابن سبعٍ من خصائِصہٖ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انّ ظلّہ کان لا تقع علی الارض و انہ کان نوراً فکان اذا مشٰی فی الشمس او القمر لا ینظر لہ ظلٌّ قال بعضھم و یشھدُ لہٗ حدیثُ قولہٖ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی دعائِہٖ و اجعلنی نوراً) یعنی حضرت ابن سبع رضی اللہ عنہ نے کہا یہ حضور اقدس ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اس لئے کہ وہ نور تھے۔ تو جب چاند وسورج کی روشنی میں وہ چلتے تھے تو سایہ نظر نہیں آتا تھا۔ بعض ائمہ نے کہا کہ اس خصوصیت پر حضور اقدس ﷺ کی وہ حدیث شاہد ہے کہ جس میں آپ کی یہ دعاء منقول ہے کہ اے اللہ مجھے نور بنا دے۔

(خصائص کبری جلد اول صفحہ ۶۸)

امام ربانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں (ناچار او را سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ھر شخص از شخص لطیف تر ست۔

وچوں لطیف تر از وے درعالم نہ باشد او را سایہ چہ صورت دارد) بیشک حضور اقدس ﷺ کا سایہ نہیں تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم شہادت میں ہر چیز سے اس کا سایہ لطیف ہوتا ہے اور حضور اقدس ﷺ سے لطیف کائنات میں کوئی چیز نہیں تو پھر آپ کا سایہ کس صورت سے ہوسکتا ہے ۔(مکتوبات شریف جلد دوم صفحہ ۱۸۷)

اور دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں (ہرگاہ محمد رسول اللہ از لطافت ظل نہ بود خدائے محمد چگونہ ظل باشد) یعنی جب محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے لطیف ہونے کے سبب سایہ نہیں ہے تو حضور اقدس ﷺ کے خدا کے لئے کیسے سایہ ہوسکتا ہے ۔(مکتوبات شریف جلد دوم صفحہ ۲۳۷)

شیخ محقق حضرت علامہ عبد الحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں (نبود مر آں حضرت ﷺ را سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر) یعنی حضور اقدس ﷺ کا سایہ نہ سورج کی دھوپ میں پڑتا تھا نہ چاند کی چاندنی میں ۔(مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۲۱)

اور دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں (چوں آں حضرت ﷺ عین نور باشد نور را سایہ نباشد) یعنی حضور اقدس ﷺ سراپا نور ہیں اور نور کیلئے سایہ نہیں ہوتا۔

(مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۱۱۸)

سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان حضور اقدس ﷺ کے جسم اقدس کی خصوصیات تحریر فرماتے ہیں (وسایہ ایشاں برزمین نہ می افتاد) یعنی آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔(تفسیر عزیزی پارہ عم صفحہ ۲۱۹ ربحوالہ بزرگوں کے عقیدے صفحہ ۳۴۹)

ان اقوال سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کے جسم کا سایہ ہی نہ تھا اس لئے زمین پر پڑتا نہیں تھا۔وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی

(حضورﷺ کی شفاعت صرف مومن کے لئے ہے یا کافر کے لئے بھی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بروز حشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے تو یہ شفاعت صرف مومن کے ہی لئے ہوگی یا حضور کی شفاعت سے کافروں کو بھی کچھ فائدہ پہنچے گا؟ اور حضورﷺ کس کس طرح شفاعت فرمائیں گے تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:۔** جلال الدین قادری بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک حضور کی شفاعت سے سب کو فائدہ پہنچے گا جب کافر انتظار حساب وکتاب میں تمنا کریں گے کاش جہنم میں پھینک دئے جاتے اور اس انتظار سے چھٹکارا مل جاتا تو اس بلا سے کفار کو بھی چھٹکارا حضور ہی کے بدولت ملے گا جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں قیامت کے دن مرتبۂ شفاعتِ کبریٰ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خصائص سے ہے کہ جب تک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فتحِ بابِ شفاعت نہ فرمائیں گے کسی کو مجالِ شفاعت نہ ہوگی، بلکہ حقیقۃً جتنے شفاعت کرنے والے ہیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دربار میں شفاعت لائیں گے اور اللہ عزوجل کے حضور مخلوقات میں صرف حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) شفیع ہیں اور یہ شفاعتِ کبریٰ مومن، کافر، مطیع، عاصی سب کے لئے ہے، کہ وہ انتظارِ حساب جو سخت جاں گزا ہوگا، جس کے لیے لوگ تمنّائیں کریں گے کہ کاش جہنم میں پھینک دئے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے، اِس بلا سے چھٹکارا کفّار کو بھی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بدولت

ملے گا، جس پر اوّلین وآخرین، موافقین ومخالفین، مؤمنین و کافرین سب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی حمد کریں گے، اِسی کا نام مقامِ محمود ہے اور شفاعت کے اور اقسام بھی ہیں، مثلاً بہتوں کو بلاحساب جنت میں داخل فرمائیں گے، جن میں چار اَرب نوے کروڑ کی تعداد معلوم ہے، اِس سے بہت زائد اور ہیں، جو اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے علم میں ہیں، بہُتیرے وہ ہوں گے جن کا حساب ہو چکا ہوگا اور مستحق جہنم ہو چکے ہونگے، اُن کو جہنم سے بچائیں گے اور بعضوں کی شفاعت فرما کر جہنم سے نکالیں گے اور بعضوں کے درجات بلند فرمائیں گے اور بعضوں سے تخفیفِ عذاب فرمائیں گے۔ ہر قسم کی شفاعت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے ثابت ہے۔ شفاعت بالوجاہۃ، شفاعت بالمحبۃ، شفاعت بالاذن، اِن میں سے کسی کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے منصبِ شفاعت حضور کو دیا جا چکا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں (أُعۡطِيۡتُ الشَّفَاعَةَ) اور ان کا رب فرماتا ہے{ وَ اسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ وَ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ} مغفرت چاہو اپنے خاصوں کے گناہوں اور عام مؤمنین ومؤمنات کے گناہوں کی۔

(بہارشریعت حصہ اول) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(کیا حضورﷺ امت کی خبر ہر وقت رکھتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اپنی امت کے تمام حالات کی خبر رکھتے ہیں زید کا قول از روئے شرع کیسا ہے؟

المستفتی:۔ شمیم افتخاری بھیونڈی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کا قول صحیح و درست ہے بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اپنی امتی کے حال سے باخبر رہتے ہیں جیسا کہ حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ثبوت ہے۔ارشاد فرمایا،مولی عزوجل نے زمین میرے پیش نظر فرمادی میں زمین کو اور زمین میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں، جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔(فتاوی شارح بخاری جلد اول صفحہ ۴۳۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(کیا حضور ﷺ عالم الغیب ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حضور ﷺ عالم الغیب ہیں غیب کی باتیں بتانے والے ہیں؟ حدیث پاک سے جواب عنایت کریں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ اکرام رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عالم الغیب اللہ تعالیٰ کی ذات ہے حضور ﷺ کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں ہے البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم غیب ہیں جو قرآن کی بہت ساری آیات مقدسہ سے ثابت ہے جیسا کہ (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ) اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں کو جسے چاہے (کنزالایمان سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۷۹)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں اس سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کے علوم عطا فرمائے اور غیوب کے علم آپ ﷺ کے معجزے ہیں۔اسی طریقے سے سورہ نساء میں ہے (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ) اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے۔

(کنزالایمان سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۱۳)

اس آیت کریمہ سے امور دین واحکام شرع وعلوم غیب ثابت ہوتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب وحکمت کے اسرار وحقائق پر مطلع کیا اور اس کے علاوہ قرآن مقدس کی بہت ساری آیات کریمہ ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے علم غیب عطا فرمایا نبی کریم ﷺ کے علم غیب پر احادیث کریمہ ملاحظہ کریں (عن عمر قال قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتیٰ دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذٰلک من حفظہ ونسیہ من نسیہ) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے تو حضور نے ابتدائے آفرینش (جب سے دنیا کی تخلیق ہوئی) سے جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کہ سارے حالات کی ہمیں خبر دے دی حضور ﷺ سے سننے والوں میں جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۵۳ مشکوۃ شریف ص ۵۱۶)

(عن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تعالیٰ زوای لی الارض فرایت مشارقھا ومغاربھا) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے میرے لئے زمین سمیٹ دی تو میں نے مشرق سے لے کر مغرب تک زمین کا تمام حصہ دیکھ لیا۔ (مسلم شریف، مشکوۃ شریف ص ۵۱۲)

(عن انس قال نعی النبی ﷺ زیدا وجعفرا وابن رواحۃ الناس قبل ان یاتیھم خبرھم فقال اخذ الرایۃ زید فاصیب ثم اخذ جعفر فاصیب ثم اخذ ابن رواحۃ فاصیب وعیناہ تذرفان حتیٰ اخذ الرایۃ سیف من سیوف اللہ یعنی خالد بن الولید حتی فتح اللہ علیھم) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالی عنھم کی

شہادت کی خبر آنے سے پہلے ان لوگوں کے شہید ہو جانے کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ زید نے ہاتھ میں جھنڈا لیا اور شہید کئے گئے پھر جھنڈے کو جعفر نے ہاتھ میں لیا اور وہ بھی شہید ہوئے پھر رواحہ نے جھنڈے کو ہاتھ میں لیا اور وہ بھی شہید کئے گئے آپ ﷺ یہ واقعہ بیان فرما رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا پھر جھنڈے کو اس شخص نے ہاتھ میں لیا جو خدائے تعالی کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے یعنی حضرت خالد بن ولید نے جھنڈا لیا اور خوب گھمسان کی لڑائی لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۳۳، بحوالہ انوار الحدیث صفحہ ۴۱۹ تا ۴۲۲)

ان احادیث کریمہ سے روشن و واضح ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا مخلوقات کی پیدائش سے لے کر جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے سارے حالات بیان فرمائے ما کان و ما یکون کا علم عطا فرمایا۔ اسی لئے مدینہ شریف میں بیٹھے تھے اور شام میں جنگ موتہ ہو رہی تھی مگر سرکار سب کچھ مدینے میں بیٹھے ملاحظہ فرما رہے تھے اس کے علاوہ بے شمار احادیث مقدسہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر روشن دلیل ہیں۔

تنبیہ:۔ اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے کہ ذاتی علم غیب صرف رب تعالیٰ ہی کو ہے اور انبیاء و اولیاء کو جو غیب ہے وہ عطائی ہے یعنی اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کعبہ افضل ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر افضل ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کعبہ افضل ہے یا رسول اللہ کا گھر افضل ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی؟ المستفتی:۔محمد شہر الدین قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پوری کائنات میں کعبہ افضل ہے ۔ یہاں گھر سے مراد اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ گھر ہے جہاں آپ کی ولادت ہوئی یا بیت الرسول ہے تو یہ افضل نہیں ہے اور اگر گھر سے مراد گنبد خضری ہے تو گنبد خضری بھی کعبہ سے افضل نہیں ہے البتہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربت اطہر یعنی زمین کا وہ حصہ جو آپ کے جسم انور سے متصل ہے وہ ۔کعبہ بلکہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔

(ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۲۶۳ رزرقانی جلد اول صفحہ ۳۲۴ رجذب القلوب صفحہ ۱۸ رمخزن معلومات صفحہ ۹۱)

اور حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں بلا شبہ انبیائے کرام و اولیائے عظام کا مرتبہ کعبہ معظمہ سے افضل ہے ۔بلکہ تربت اطہر جو جسم انور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متصل ہے وہ مرتبہ میں کعبہ تو کیا عرش الٰہی سے افضل ہے۔

اور شفاء قاضی عیاض علیہ الرحمہ میں مذکور ہے(لاخلاف فی ان موضع قبرہ النبی ﷺ افضل من بقاع الارض)

علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں(بل ھو افضل من السموات والعرش والکعبۃ کمانقلہ السبکی رحمہ اللہ تعالی لشرفہ ﷺ وعلوقدرہ)

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری شرح شفاء میں لکھتے ہیں (فانہا افضل من الکعبۃ بل من العرش علی ماقالہ جماعۃ)

اس پر صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اجماع امت نقل فرمایا ہے۔ بلکہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کعبہ معظمہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ مومن کی حرمت تجھ سے زیادہ ہے۔ تو جب مومن کے متعلق ایسا ارشاد فرمایا تو انبیاء علیہم السلام واولیائے عظام تو کہیں بہتر ہیں۔

(فتاوی امجدیہ جلد چہارم صفحہ ۳۹۳)

تفصیل کے لئے اسی کتاب کے صفحہ ۳۴۲/ ۳۴۳/ ۳۴۳/ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یار علوی عفی عنہ

(کیا حضور ﷺ کی ولادت بھور کے وقت میں ہوئی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام کہ کیا کوئی ایسی معتبر روایت ہے کہ جس میں یہ ذکر کیا گیا ہو کہ نبی پاک ﷺ جب پیدا ہوئے تو اسوقت رات ختم ہو رہی تھی اور فجر (دن) کا آغاز ہو رہا تھا؟ بینواتوجروا **المستفتی:۔محمد وقاص عطاری فیصل آباد پاکستان**

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملک الوہاب

بیشک حضور ﷺ بھور یعنی صبح کے وقت پیدا ہوئے حضرت علامہ قاضی عبد الرزاق صاحب قبلہ بھترالوی حطاروی تحریر فرماتے ہیں (والاکثرون انه ولد عام الفیل وانه بعد الفیل بخمسین یوما وانه فی شهر ربیع الاول یوم الاثنین لثنتی عشرة خلت من عند طلوع الفجر) یعنی اکثر اہل علم کا قول یہی ہے کہ حضور ﷺ اس سال دنیا میں تشریف لائے جس سال ابرہہ نے ہاتھیوں پر سوار ہو کر کعبہ شریف کو شہید کرنے کی مذموم حرکت کی اور وہ تباہ و برباد ہوا اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں۔آپ اس واقعہ کے پچاس دن بعد تشریف لائے یہ ربیع الاول کا مہینہ تھا اور اس کی بارہ تاریخ تھی پیر کا دن تھا صبح صادق کا وقت تھا۔(تذکرۃ الانبیاء صفحہ ۵۱۰/مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۲/مقام نبوت صفحہ ۴۷)وھو سبحانہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی عفی عنہ

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا آقا علیہ السلام کو بانی اسلام کہنا درست ہے؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی**:۔محمد جاوید رضا ناندیڑ مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بالکل حضور ﷺ بانی اسلام ہیں جیسا کہ علامہ شارح بخاری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ بلا شبہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہنا بالکل درست ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔(فتاوی شارح بخاری جلد اول صفحہ 521) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(کیا حضور ﷺ کو پیٹھ پیچھے کا علم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میرے رسول ﷺ کو پیٹھ پیچھے کی خبر ہے؟ اس پر کوئی دلیل ہو تو جواب عنایت فرمادیں بڑی مہربانی ہوگی۔بینوا وتوجروا

المستفتی:۔معین الحق الرضوی سون بھدروی الہند

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نبی غیب داں خاتم پیغمبراں مالک دوجہاں شہنشاہ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ بارک وسلم کو بیشک پیٹھ پیچھے کی خبر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے(عن ابی ھریرۃ انَّ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال ھل ترون قبلتی ھٰھنا فواللہ ما یخفی علی خشوعکم ولا رکوعکم انی لارائکم من وراء ظھری) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہ ہے بخدا مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ رکوع۔میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔(بخاری شریف جلد اول ۱۰۱) معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کی مقدس آنکھیں عام آنکھوں کی طرح نہیں تھیں بلکہ حضور اقدس ﷺ آگے پیچھے اوپر نیچے اور اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتے تھے یہاں تک کہ خشوع جو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے حضور اقدس ﷺ اسے بھی ملاحظہ فرماتے تھے۔

حجۃ العلم علامہ امام غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں(ان لہ صفۃ بھا یدرك ما سیکون فی الغیب) یعنی نبی کے لئے ایک ایسی صفت ہوتی ہے کہ جس سے وہ

آئندہ غیب کی باتیں جان لیا کرتے ہیں ۔(زرقانی جلد اول رماخوز انوار الحدیث)

نوٹ:۔تفصیل کے لئے جاء الحق کا مطالعہ کریں ۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(حضور ﷺ معراج سے کون کون سا تحفہ لائے تھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے کون کون سا تحفہ لائے تھے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی:۔محمد عارف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم معراج سے پانچ وقت کی نماز تحفہ میں لائے تھے چونکہ شروع میں اللہ تعالیٰ نے پچاس وقت کی نماز دی تھی لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی امت سے ان پچاس نمازوں کا بار نہ اٹھا سکے گی لہذا آپ واپس جایئے اور اللہ تعالی سے تخفیف کی درخواست کیجئے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے چند بار آپ ﷺ بارگاہ الٰہی میں آتے جاتے رہے اور عرض گزار ہوتے رہے یہاں تک کہ صرف پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں اور اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میرا قول نہیں بدل سکتا، اے محبوب! آپ کی امت کے لئے یہ پانچ نمازیں بھی پچاس ہوں گی، نمازیں تو پانچ ہوں گی مگر میں آپ کی امت کو ان پانچ نمازوں پر پچاس نمازوں کا اجر وثواب عطا کروں گا۔(ماخوذ از سیرت مصطفی مختصر تذکرۂ معراج) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(بارہ ربیع الاول کو بارہ وفات کہنا جائز ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بارہ ربیع الاول کو بارہ وفات کہنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔صادق رضا نظامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور سید عالم جان ایمان ﷺ کی ولادت کی وجہ سے اس مہینہ میں خوشی کا اظہار کرنا اچھا ہے لیکن آپ کی وفات پر غم کا اظہار کرنا اچھا نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت ہمارے لئے عظیم نعمت ہے اور آپ کی وفات ہمارے لئے عظیم مصیبت ہے شریعت نے نعمتوں کے شکر کے اظہار کرنے کا حکم دیا ہے اور مصیبتوں کے وقت صبر وسکون اور ان کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا ہے اسی لئے ہم اہل سنت ۱۲؍ربیع الاول کو عید میلاد النبی مناتے ہیں نہ کہ غم وفات اسلئے بارہ وفات کہنا جائز نہیں۔ واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(قدم نبی ﷺ برگردن غوث اعظم رضی اللہ عنہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا یہ سچ ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے گردن پر بوقت معراج رکھا گیا ہے؟

المستفتی:۔ راج محمد واحدی گائیڈیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہاں یہ واقعہ صحیح ہے اسکی تفصیل فتاوی رضویہ میں موجود ہے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں فاضل عبدالقادر قادری بن شیخ محی الدین اربلی، تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لکھتے ہیں کہ جامع شریعت وحقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب حرز العاشقین میں فرماتے ہیں ''ان لیلة المعراج جاء جبرئیل علیه السلام ببراق الی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اسرع من البرق الخاطف الظاهر،ونعل رجله کالهلال الباهر،ومسماره کالانجم الظواهر،ولم یأخذ ہ السکون والتمکین لیرکب علیه النبی الامین، فقال له النبی صلی الله علیه وسلم، لم لم تسکن یابراق حتی ارکب علیٰ ظهرك. فقال روحی فداءً لتراب نعلك یارسول الله اتمنی ان تعاهدنی ان لاترکب یوم القیمة علیٰ غیر حین دخولك الجنة.فقال النبی صلی الله علیه وسلم یکون لك ماتمنیت، فقال البراق التمس ان تضرب یدك المبارکة علیٰ رقبتی لیکون علامة لی یوم القیمة، فضرب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یدہ علیٰ رقبة البراق، ففرح البراق فرحا حتی لم یسع جسدہ روحه ونمی اربعین ذراعامن فرحه وتوقف فی

رکوبہ لحظۃ لحکمۃ خفیۃ ازلیۃ،فظھرت روح الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال یا سیدی ضع قدمك علی رقبتی وارکب،فوضع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدمہ علی رقبتہ ورکب، فقال قدمی علی رقبتك وقدمك علی رقبۃ کل اولیاء اللہ تعالیٰ انتھی یعنی شب معراج جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام خدمت اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں براق حاضر لائے کہ چمکتی اُچک لے جانیوالی بجلی سے زیادہ شتاب روتھا،اوراس کے پاؤں کا نعل آنکھوں میں چکا چوند ڈالنے والا ہلال اوراس کی کیلیں جیسے روشن تارے۔حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے لئے اسے قرار وسکون نہ ہوا،سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے سبب پوچھا: بولا: میری جان حضور کی خاکِ نعل پر قربان، میری آرزو یہ ہے کہ حضور مجھ سے وعدہ فرمالیں کہ روز قیامت مجھی پر سوار ہوکر جنت میں تشریف لے جائیں۔حضور معلّٰی صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے فرمایا: ایسا ہی ہوگا۔براق نے عرض کی: میں چاہتا ہوں حضور میری گردن پر دست مبارک لگادیں کہ وہ روز قیامت میرے لیے علامت ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔دست اقدس لگتے ہی براق کو وہ فرحت وشادمانی ہوئی کہ روح اس مقدار جسم میں نہ سمائی اورطرب سے پھول کر چالیس ہاتھ اونچا ہوگیا۔حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک حکمت نہانی ازلی کے باعث ایک لحظہ سواری میں توقف ہوا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مطہر نے حاضر ہوکر عرض کی: اے میرے آقا! حضور اپنا قدم پاک میری گردن پر رکھ کر سوار ہوں۔سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن مبارک پر قدم اقدس رکھ کر سوار ہوئے اورارشاد فرمایا،میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۸ ص ۴۰۶،۴۰۷ دعوت اسلامی)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(نبی کریم ﷺ کا سینہ مبارک کتنی بار چاک کیا گیا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کتنی بار چاک کیا گیا ہے؟علمائے کرام رہنمائی فرمائیں **المستفتی**:۔محمد ارمان رضا بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے سورہ الم نشرح کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ چار (۴) مرتبہ حضور ﷺ کا مقدس سینہ چاک کیا گیا اور اس میں نور وحکمت کا خزینہ بھرا گیا۔

(۱) پہلی مرتبہ جب آپ ﷺ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر تھے۔اس کی حکمت یہ تھی کہ حضور ﷺ ان وسوسوں اور خیالات سے محفوظ رہیں جن میں بچے مبتلا ہو کر کھیل کو د اور شرارتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

(۲) دوسری بار دس برس کی عمر میں ہوا تاکہ جوانی کی پر آشوب شہوتوں کے خطرات سے آپ بے خوف ہو جائیں۔

(۳) تیسری بار غار حرا میں شق صدر ہوا اور آپ کے قلب میں نور سکینہ بھر دیا گیا تاکہ آپ وحی الہی کے عظیم اور گراں بار بوجھ کو برداشت کر سکیں۔

(۴) چوتھی مرتبہ شب معراج میں آپ کا مبارک سینہ چاک کر کے نور وحکمت کے خزانوں سے معمور کیا گیا تاکہ آپ کے قلب مبارک میں اتنی وسعت اور صلاحیت پیدا ہو جائے کہ آپ دیدار الہی کی

تجلیوں اور کلام ربانی کی ہیبتوں اور عظمتوں کے متحمل ہوسکیں۔(سیرت مصطفی ﷺ صفحہ ۷۹؍۸۰؍مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(حضور ﷺ کی عمر مبارک کتنی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے گاؤں کے امام صاحب نے دوران تقریر کہا کہ ایک بار سرکار مصطفیٰ ﷺ نے حضرت جبریل سے فرمایا کہ اے جبریل تمہاری عمر کتنی ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ مجھے میرے عمر کے بارے میں علم نہیں ہے البتہ اتنا جانتا ہوں کہ ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد نکلتا تھا اس کو میں نے بہتر ہزار بار دیکھا ہے کیا یہ حدیث مبارکہ ہے برائے مہربانی جلد از جلد جواب سے نوازیں **المستفتی**:۔خالد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام صاحب نے جو دوران تقریر حدیث مبارکہ بیان کیا ہے درست ہے اور انہوں نے صحیح بیان کیا ہے۔جیسا کہ سیرۃ الحلبیہ میں ہے "عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ سأل جبريل عليه الصلوٰة والسلام فقال! يا جبريل كم عمرت من السنين؟ فقال يا رسول الله ﷺ لست اعلم غير ان فى الحجاب الرابع نجما يطلع فى كل سبعين الف مرة. رائيته اثنين و سبعين الف مرة فقال يا جبريل وعزة ربى جل جلاله انا ذالك فكوكب" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا اے جبریل! آپ کی عمر کتنی ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ "حجاب رابع" میں ایک ستارہ ستر ہزار سال میں ایک مرتبہ طلوع ہوتا ہے اور میں اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھ چکا ہوں حضور ﷺ نے

فرمایا: اے جبریل! میرے رب کی عزت وجلال کی قسم، وہ ستارہ میں ہی ہوں۔

(سیرۃ حلبیہ، جلد اول، صفحہ ۴۹)

اسی روایت کو علامہ اسمعیل حقی نے اپنی تفسیر روح البیان میں سورہ توبہ کی آیت ۱۲۸/ ۱۲۹ کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ (جلد ۳، صفحہ ۶۸۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت/ماخوذ از تفہیم المسائل، جلد دوم، صفحہ ۵۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(شب معراج کا ایک واقعہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور ﷺ شب معراج سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی گردن پر قدم مبارک رکھ کر سوار ہوئے یا نہیں تفسیر نعیمی پ ۳ ص ۶۴ ر میں ہے کہ یہ واقعہ صحیح نہیں ہے غلط ہے؟ **المستفتی:۔**عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شب معراج حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے کندھے پر نبی اکرم ﷺ کا قدم مبارک رکھ کر براق پر سوار ہونے کا واقعہ صحیح ہے اور تفسیر نعیمی میں اس طرح لکھا ہے کہ آج جاہل مسلمانوں نے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق عجیب روایت گڑھ لی کہ معراج میں حضور انور ﷺ کو حضور غوث پاک نے کندھا دے کر عرش پر چڑھایا یہ بات تو غلط ہی ہے کیوں کہ آپ کی روح پاک حاضر ہوئی تھی اور اپنا کندھا پیش کیا تھا اور سرکار مصطفے ﷺ آپ کی گردن پر قدم نبوت رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور عرش اعظم پر تشریف لے گئے نہ کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ قدم نبوت کو اپنی گردن پر رکھ کر شب معراج لے کر عرش پر چڑھے مجدد اعظم معین الاسلام والمسلمین اعلی حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالی عنہ سے اس شعر کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ شعر صحیح ہے یا نہیں۔

تم شب معراج آکر دوش بر پائے پیمبر		لے چڑھے عرش بریں پر المدد یا عبدالقادر

توامام اہل سنت نے ارشاد فرمایا اس شعر میں غلطی ہے تفریح الخاطر میں ہے کہ حضور اقدس

ﷺ شب معراج سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر سوار ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر جاتے وقت ایسا ہوا نہ یہ کہ حضور غوث پاک پائے انور لے کر شب معراج خود عرش اعظم پر گئے شاعر اگر یوں کہتا مطابق روایت مذکور ہوتا۔

تھا تمہارا دوش اطہر زینہ پائے پیمبر		جب گئے عرش بریں پر المدد یا عبد قادر

(فتاویٰ افریقہ مسئلہ ۷۴ ص ۶۲)

اور سیرت کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب سرکار مصطفیٰ ﷺ نے اپنے قدم پاک کو سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی گردن پر رکھ کر براق پر سوار ہوئے تو خوش ہو کر فرمایا میرا قدم تیری گردن پر اور تمہارا قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا۔ جب غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت ہوئی تو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان نبی کریم ﷺ کے قدم پاک کے نشان موجود تھے جو شب معراج کندھا پیش کیا تھا۔ واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (النحل ۴۳)

کتاب العقائد

متعلقہ قرآن کریم

(۱۸؍فتویٰ)

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(قرآن میں بال تلاشنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر قرآن مجید میں بال تلاشنا اور اس بال کو پانی میں ڈال کر سورہ فاتحہ پڑھ کر پینا اور اُس پانی کو گھر میں چھڑکنا کیسا ہے؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد شبّیر بیرونہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن شریف اللہ عزوجل کی ایک لاریب کتاب ہے جو مسلمانوں کے لئے ایک کامل اور بہترین دستورالعمل ہے اس لاریب کتاب میں بھلائی اور صراط مستقیم کی جستجو سے انسان دین و دنیا کی بھلائی حاصل کرسکتا ہے، مگر ہم درس قرآن کو بھلا کر ہدایت کے راستے کو ترک کرکے قرآن شریف میں بال تلاش کر رہے ہیں جو سراسر جہالت پر مبنی ہے، قرآن شریف جب تلاوت کی جاتی ہے تو کبھی گھنٹوں کھلے رہتے ہیں گھر میں گرے ہوئے بال ہوا سے اڑ کر ادھر ادھر گھس جاتے ہیں یا داڑھی سر وغیرہ کھجلانے سے ٹوٹ کر گر جاتے ہیں اور اوراق کی تہہ میں دب جاتے ہیں، اگر تلاوت کے وقت یا تلاش کرنے کے سے کوئی بال مل جائے تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے اور قرآن مجید سے نکلے ہوئے بالوں کو دیکھ حیرت میں پڑ جانا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک سمجھنا یا اسے کرامت سمجھنا محض جہالت ولغو ہے اس لئے کہ ہر حیرت کی بات کرامت نہیں ہوتی۔لہٰذا اس بال کو پانی میں ڈال کر پینا تبرک سمجھنا اور اس پانی کو گھر میں چھڑکنا، ایمان کی کمزوری ہے بالکل غلط بے بنیاد ہے، اسلام میں اس کی کوئی حقیت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(پارہ و یسرنا القرآن کا جلانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کتب میں پارہ و یسرنا القرآن کے جو پھٹے و بوسیدہ اوراق اِدھر اُدھر پڑے ہوتے ہیں مدرسین اس کو اکٹھا کر کے جلوا دیتے ہیں یہ شرعا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔جلال الدین اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ان اوراقوں کو تحقیر و بے ادبی کی نیت سے جلانا کفر ہے اور اس نیت سے جلانا کہ پیر کے نیچے آ کر بے ادبی نہ ہو یہ سخت ناپسندیدہ اور منع ہے۔مگر کفر یا گناہ نہیں، بہتر ہے کہ اسے کسی گڈھے میں ڈال کر تختہ لگا دیا جائے تا کہ بے ادبی کا اندیشہ نہ ہو۔واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(مدرسہ میں گیتا و قرآن پڑھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مدرسہ میں سنسکرت پڑھانا شروع کیا گیا جس کے پرچار میں پیپر میں ایڈ دیا گیا کہ (مذہب ہندو و مسلم کو مضبوط کرنے کیلئے پڑھائے جارہے ہیں گیتا و قرآن) ایسا جملہ بولنا لکھنا کیسا ہے؟ نیز یہ کہنا کہ ہندو مسلم کلچر میں زیادہ فرق نہیں ہے اور یہ فرق صرف انسان کی سوچ نے بڑھایا ہے نیز زید کا یہ کہنا کہ میں نے تمام دھرموں کو متحد کرنے اور محبت و بھائی چارگی کا پیغام دینے کیلئے سنسکرت کو اپنایا اور مدرسے میں قرآن و گیتا کو ساتھ ساتھ رکھا۔

۱) مذہب ہندو مسلم کو مضبوط کرنا

۲) ہندو مسلم کلچر میں زیادہ فرق نہیں

۳) تمام دھرموں کو ایکترت کرنا۔

یہ سب جملے بولنا لکھنا کیسا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔نورالحسن اشرفی بریلی شریف

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھو الھادی الی الصواب

سنسکرت یا دیگر زبانوں کا علم حاصل کرنا یعنی پڑھنا پڑھانا ناجائز و حرام نہیں ہے جب کہ ان کتابوں اور زبانوں کو اور ان کے اندر درج سب واقعات کو حق نہ مانتا ہو، اور پڑھنے کا مقصد فرقہائے باطلہ کا رد کرنا اور سنت کو اجاگر کرنا ہو، تو بیشک ہر زبان کا علم حاصل کرنا جائز ہے بلکہ دین

کی خدمت کی نیت شامل ہو تو ثواب بھی ہے۔

البتہ یہ عقیدہ رکھنا کہ مذہب ہندو و مسلم کو مضبوط کریں گے کفر ہے، کیوں کہ کفر پر راضی ہونا یا فعل کفر یا قول کفر پر مدد کرنا کفر ہے، یونہی ان کی کتابوں کو حق ماننا اس کتاب سے محبت کرنا کفر ہے۔

علامہ شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ گیتا وغیرہ کو تحفہ میں دینا یہ کفر ہے، اس لئے کہ انسان اس چیز کو تحفہ میں دیتا ہے جس کو وہ زیادہ پسند کرتا ہے، اور گیتا کو اچھا ماننا اور اس کا پڑھنا اور عمل کرنا اس کو قرآن کے ساتھ کرنا یعنی قرآن کے برابر سمجھنا یا گیتا کو قرآن کی طرح سچی کتاب ماننا یا گیتا کو مدرسہ میں پڑھانا یہ سب کفر ہے اس لئے کہ گیتا میں بہت سے کفری الفاظ ہیں اس لئے اس کا پڑھنا کفر کے درجے میں ہے۔(فتاوی شارح بخاری جلد دوم صفحہ ۵۶۵)

اور یہ کہنا کہ ہندو مسلم کلچر میں انتر یعنی فرق نہیں یہ بھی کفر ہے، کیونکہ ہندو جہنمی اور مسلمان جنتی ہیں اور یہ قرآن کے خلاف ہے، ارشاد ربانی ہے ''لَا يَسْتَوِيٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۔ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ '' دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں جنت والے ہی مراد کو پہنچے۔(سورۃ الحشر آیت نمبر ۲۰)

نیز فرماتا ہے ''قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ''تم فرمادو کہ گندہ اور ستھرا برابر نہیں اگرچہ تجھے گندے کی کثرت بھائے، تو اللہ سے ڈرتے رہو اے عقل والو! کہ تم فلاح پاؤ۔

(سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۰۰)

نیز یہ کہنا کہ تمام دھرموں میں محبت و بھائی چارگی کا پیغام دینے کے لئے ہے، یہ بھی قرآن کے خلاف ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ''إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ قٰتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوا عَلٰٓى إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ، اللہ تمہیں انہی سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے یا تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا یا تمہارے نکالنے پر مدد کی کہ نہ ان سے دوستی کرو اور جو ان سے دوستی کریں تو وہی ستمگار ہیں۔ (سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۹)

حاصل کلام یہ ہے کہ جس نیت سے قرآن و گیتا پڑھانے کی بات جو سوال میں مذکور ہے اس نیت سے پڑھنا پڑھانا ناجائز و حرام بلکہ کفر ہے، ایسے شخص پر لازم ہے کہ ان حرکات سے باز رہ کر تجدید ایمان کرے اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح و تجدید بیعت کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو وہاں کے تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ سماجی بائیکاٹ کر دیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ''وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّٰلِمِينَ'' اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۶۸)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا ہر تحریر کا احترام ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تحریر چاہے کسی بھی زبان میں ہو اس کا احترام کرنا چاہئے اسے نیچے نہیں پھینکنا چاہئے؟ اگر یہ بات درست ہے تو اتنے کاغذ جو زمین پر گرے ہوتے ہیں ان کا کیا کرنا چاہئے؟ **المستفتی:۔محمد وقاص عطاری فیصل آباد پاکستان**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حروف کی تعظیم کا حکم ہے جیسا کہ صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حروف کی تعظیم کا حکم ہے خصوصاً قرآن مجید تو واجب التعظیم ہے ہی اس میں کیا کلام ہوسکتا ہے یوں ہی اسماء طیبہ والی کاغذات کہ ان کی بھی تعظیم کی جائے یہ امر مستحسن ہے کوئی واجب یا فرض نہیں اور امید اجر ہے اور دیگر کاغذات بھی اٹھائے تو اچھا ہی ہے اگر نہ اٹھائے تو کوئی مواخذہ نہیں۔

(فتاویٰ امجدیہ کتاب الحظر والاباحۃ جلد چہارم ۱۶۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام غوث اجملی پورنوی

(موبائل سے قرآن پاک ڈلیٹ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جوقرآن کی آیت کوفون میں ادھرادھر بھیجتے ہیں بعض لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ ڈلیٹ ہوگی تو گناہ ہوگا اسے نہیں بھیجنا چاہئے کیا یہ صحیح ہے؟ **المستفتی:۔محمد فاروق رضا الکھیم پورکھیری**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

معترض کا اعتراض بےمحل ہے کیونکہ موبائل میں قرآن پاک لوڈ ہوتو بوقت ضرورت اسے ختم یعنی (delete) کرنا جائز ہے۔(موبائل فون کے ضروری مسائل صفہ ۱۵۶)

جانشین حضور مفتئ اعظم ہند حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ موبائل میں لوڈ کئے ہوئے قرآنی آیات سے فیض حاصل کرنے کے بعد اسے ڈیلیٹ کرسکتے ہیں اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(مکروہ وقت میں قرآن پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مکروہ وقت میں قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی:۔ حفیظ الرحمن رضوی مغل سرائے چندولی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مکروہ وقت میں قرآن پڑھنے کو ملتوی کر دینا چاہیے کیوں کہ اوقات مکروہ میں قرآن پڑھنا بھی مکروہ (تنزیہی) ہے جیسا کہ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب آفتاب قریب غروب کو پہنچے اور وقت کراہت آئے تو اس وقت قرآن کی تلاوت ملتوی کر دی جائے اور اذکار الٰہی کیا جائے کہ اس وقت تلاوت قرآن مکروہ (تنزیہی) ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد دوم ص ۳۵۹) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

انیس الرحمن حنفی رضوی

(پانچ پارہ پڑھنے پر کتنا ثواب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید روزانہ پانچ پارہ کی تلاوت کرتا ہے اس کو کتنا ثواب ملے گا؟ مدلل جواب سے نوازیں۔ **المستفتی:۔وارث علی مرادا باد**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کو پانچ پارہ میں جتنے حروف ہیں ہر حروف کے بدلے دس گنا نیکیاں ملیں گی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہو گی میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ "الف" ایک حرف "لام" ایک حرف "میم" ایک حرف ہے۔

(سنن ترمزی مترجم جلد 4 صفحہ 417 حدیث ۲۹۱۹ بحوالہ انوارالحدیث) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(پان تمباکو کھا کر تلاوت قرآن کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ پان تمباکو کھانا کیسا ہے؟ نیز منھ میں رکھ کر تلاوت قرآن شریف کرنا اور وظائف کا پڑھنا کیسا ہے؟ **المستفتی**:۔سلمان رضا فیضی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پان وتمباکو اتنا کھائے کہ اگر کلی کرلے اور بو نہ آئے تو مباح ہے۔کھاسکتے ہیں۔اور کلی کرنے کے بعد بو باقی رہے تو مکروہ ہے۔اور اگر اتنا کھائے کہ حواس باختہ ہوجائے تو حرام ہے۔جیسا کہ شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں،،بقدر ضرر واختلال حواس کھانا حرام ہے۔اور اس طرح کہ منھ میں بو آنے لگے مکروہ اور اگر تھوڑی خصوصاً مشک وغیرہ سے خوشبو کرکے پان میں کھائیں اور ہر بار کھا کے کلیوں سے خوب منھ صاف کردیں کہ بو آنے نہ پائے تو خالص مباح ہے،بو کی حالت میں کوئی وظیفہ نہ کرنا چاہیئے۔منھ اچھی طرح صاف کرنے کے بعد ہو۔اور قرآن عظیم تو حالت بدبو میں پڑھنا اور بھی سخت ہے۔ہاں جب بدبو نہ ہو تو درود شریف و دیگر وظائف اس حالت میں بھی پڑھ سکتے ہیں کہ منھ میں پان یا تمباکو ہو اگرچہ بہتر صاف کرلینا ہے۔لیکن قرآن عظیم کی تلاوت کے وقت ضرور منھ بالکل صاف کرلیں فرشتوں کو (تلاوت) قرآن عظیم کا بہت شوق ہے۔اور عام ملائکہ کو تلاوت کی قدرت نہ دی گئی۔جب مسلمان قرآن پڑھتا ہے فرشتہ اس کے منھ پر منھ رکھ کر تلاوت کی لذت لیتا ہے اس وقت اگر منھ میں کھانے کی کسی چیز کا لگاؤ ہوتا ہے فرشتوں کو ایذا (تکلیف) ہوتی

ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں (طيبوا افواهكم بالسواك فان افواهكم طريق القران۔رواه السنجرى من الابانة عن بعض الصحابة رضى الله تعالىٰ عنهم بسند حسن) یعنی اپنے منھ مسواک سے ستھرے کروکہ تمہارے منھ قرآن عظیم کا راستہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں (اذا قام احدكم يصلي من الليل فليستك ان احدكم اذا قراء في صلاته وضع ملك فاه على فيه ولا يخرج من فيه شئ الادخل فم الملك، رواه البيهقى فى الشعيب الايمان وتمام فى فوائده والضياء فى المختارة عن جابر بن عبدالله رضى الله تعالىٰ عنهما وهو حديث صحيح) یعنی جب تم میں کوئی تہجد کو اٹھے مسواک کرلے کہ جو نماز میں تلاوت کرتا ہے فرشتہ اس کے منھ پر اپنا منھ رکھتا ہے جو اس کے منھ سے نکلتا ہے فرشتہ کے منھ میں داخل ہوتا ہے۔

اور دوسری حدیث میں ہے (ليس شئ اشد على الملك من ريح الثمر ما قام عبد الى صلواة قط الاالتقم فاه ملك ولايخرج من فيه اية الايدخل فى فمه الملك) یعنی فرشتہ پر کوئی چیز کھانے کی بو سے زیادہ سخت نہیں۔جب کبھی مسلمان نماز کو کھڑا ہوتا ہے فرشتہ اس کا منھ اپنے منھ میں لے لیتا ہے جو آیت اس کے منھ سے نکلتی ہے فرشتے کے منھ میں داخل ہوتی ہے۔(احکام شریعت حصہ اول)

لہٰذا منھ میں پان تمباکو رکھ کر قرآن شریف و دیگر اوراد و وظائف وغیرہ نہیں کرنا چاہئے کہ خلاف ادب ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(موبائل میں قرآن رکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج کل لوگ موبائل فون کے اندر قرآن شریف بھی رکھتے ہیں اور دینی چیزیں بھی رہتی ہیں جیسے تقاریر،نعت،اور اسی موبائل فون میں گانا،فلم،فحش تصاویر اور وہی موبائل فون مسجد میں لیکر جاتے ہیں یہاں تک کہ پاس میں رکھ کر نماز پڑھتے ہیں تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟ کیا ان کی نماز ہو جائے گی؟ اور اگر امام ایسا کرتا ہے تو کیا حکم ہے؟ جواب تسلی بخش عنایت فرمائیں

المستفتی:۔صبغت اللہ فیضی نظامی بھالوکونی ڈومریا گنج سدھارتھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

موبائل میموری میں قرآن کریم حمد ونعت اسلامک امیج وغیرہ متبرک کلمات لوڈ کر کے محفوظ رکھنا جائز ہے البتہ ان کلمات مقدسہ کا احترام ضروری ہے استنجا خانہ وغیرہ میں نہ لے جائیں اور اگر لے جائیں تو بند کرلیں رہی بات گانا قوالی اور فحش چیزوں کا تو یہ سب موبائل میں لوڈ کرنا جائز نہیں اس لئے کہ یہ چیزیں فواحش میں داخل ہیں اور ارشاد ربانی ہے"ولا تقر بو الفواحش"فواحش ومنکرات کے قریب نہ جاؤ۔

اور یہ فواحشات لہولعب میں داخل ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے"الملاهی كلها حرام هوا الصحيح المختار عندى"اور علامہ شامی لکھتے ہیں"وما كانا لمحظور فهو محظور"جو چیز کسی منکر دینی اور محظور شرعی کا سبب ہو وہ خود محظور ناجائز وحرام ہے۔

اب رہی بات نماز کے وقت موبائل مسجد میں لے جانا تو موبائل مسجد میں لے جانا جائز ہے لیکن خیال رہے نماز ایک عظیم الشان عبادت ہے اسے پورے خشوع خضوع کے ساتھ پڑھی جائے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر نماز میں بار بار ٹوپی گرے تو اسے چھوڑ دے تاکہ خشوع خضوع برقرار رہے اسی لئے موبائل مسجد میں لے جانے سے احتیاط کرے اور اگر لے جائے تو بند یا سائلینٹ کر دے اگر موبائل میں جاندار کی تصویر ہے تو موبائل جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یونہی نوٹ میں جاندار کی تصویر ہوتی ہے اور اسے جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا جائز ہے اس سے کوئی کراہت نہیں۔(فتاوی اشرفیہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
وسیم فیضی رضوی

(حدیث قدسی اور قرآن میں کیا فرق ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حدیث قدسی اور قرآن میں کیا فرق ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔محمد عباس اشرفی کچھوچھہ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حدیثِ قدسی اور قرآن میں فرق بیان کرتے ہوئے صاحب تفسیر نعیمی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ حدیثِ قدسی خواب الہام سے بھی حاصل ہوسکتی ہے قرآن بیداری ہی میں آئے گا۔ نیز قرآن کے لفظ بھی رب کے ہیں حدیث کا مضمون رب کا، الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے۔(مرآۃ المناجیح ج 1 ص 57 / ایمان کا بیان مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز)

نوٹ:۔مزید تفصل کے لیے مذکورہ کتاب کا مطالعہ کریں۔واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(کیا قرآن مجید مخلوق ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن مجید مخلوق ہے یا نہیں؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین کرم نوازش ہوگی **المستفتی:۔صدام حسین**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملک الوہاب

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور کلام متکلم کی صفت ہے اور یہ ان صفات میں سے ہے جن کو حقیقۃ ذاتیہ کہا جاتا ہے جوامہات سبعہ کے ساتھ تمام کتب عقائد میں مذکور ہے تو جب قرآن اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو بیشک اس سے علیحدہ نہ ہوگا اسی واسطے کتب عقائد میں مذکور،، القرآن کلام اللہ غیر مخلوق ،چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور وہ غیر مخلوق ہے (فتاوی امجدیہ جلد چہارم صفحہ ۴۳۵)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرتے ہیں کہ قرآن افضل ہے اس لئے کہ وہ کلام الٰہی ہے مخلوق نہیں ہے بلکہ قدیم بالذات ہے۔شرح فقہ اکبر صفحہ ۳۸ / پر ہے، کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق بل قدیم بالذات ۔(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲۶)

اور جو ہم دیکھ رہے ہیں اور پڑھ رہے ہیں اس کی روشنائی اور کاغذ ان سب کے مجموعہ کو مصحف کہتے ہیں اور یہ ساری چیزیں مخلوق ہیں مگر قرآن بنفسہ غیر مخلوق ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(کیا قرآن کریم کو رسول اللہ ﷺ کا معجزہ کہہ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا قرآن مجید معجزہ ہے؟ کیا قرآن کریم کو رسول اللہ ﷺ کا معجزہ کہہ سکتے ہیں؟ باحوالہ جواب عطا فرمائیں۔بینوا وتوجروا

المستفتی:۔غلام معین الدین رضوی

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک قرآن مقدس کو معجزہ کہہ سکتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے معجزات نبوت میں سے قرآن مجید بھی ایک بہت ہی جلیل القدر معجزہ اور صداقت کا ایک فیصلہ کن نشان ہے۔بلکہ اگر اس کو اعظم المعجزات کہہ دیا جائے تو یہ ایک ایسی حقیقت کا انکشاف ہوگا جس کی پردہ پوشی ناممکن ہے۔کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوسرے معجزات تو اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوئے اور آپ کے زمانے ہی کے لوگوں نے اس کو دیکھا۔مگر قرآن مجید آپ کا ایسا عظیم الشان معجزہ ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا۔یہ قرآن مجید حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا لاثانی معجزہ ہے۔جس کا مقابلہ نہ کوئی کرسکا ہے نہ قیامت تک کر سکے گا۔

(سیرت مصطفی صفحہ ۵۵۲ / ۵۵۳ رفتاوی امجدیہ حصہ چہارم ۴۳۵)

شیخ محقق عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ یوں لکھتے ہیں آپ کے معجزات میں سب سے قوی روشن اور باقی ومشہور تر قرآن مجید ہے جو قیامت تک باقی و پائندہ رہے گا۔(مدارج النبوۃ حصہ اول صفحہ ۳۱۷)

علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ یوں لکھتے ہیں قرآن کریم وفرقان حکیم آپ کے معجزات

ظاہرہ باہرہ میں سے ہے اور یہ ایک معجزہ ہی نہیں بلکہ یہ ہزارہا معجزوں کا حامل ہے۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۳۹)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یار علوی عفی عنہ

(قرآن پاک گر جائے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن پاک گر جائے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ رہنمائی فرمائیں **المستفتی:۔** شمشیر علی دیناجپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن مجید کو جان بوجھ کر گرا دینا یا پھینکنا قرآن کی توہین وتحقیر ہے اور ایسا کرنے والا کافر ہے۔اور اگر غلطی سے گر جائے تو حرج نہیں کچھ لوگ اس کو تول کر برابر وزن کا آٹا، چاول خیرات کرتے ہیں اور اس خیرات کو اس کا کفارہ خیال کرتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے صدق دل سے توبہ استغفار کرے یہی کافی ہے پھر بھی اگر بطور خیرات کچھ راہ خدا میں خرچ کر دے تو یہ اچھی بات ہے اور نہایت بہتر ومناسب ہے۔مگر وزن کر کے دینا یہ ضروری نہیں ہے بلکہ جہالت ہے۔

علامہ تطہیر صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن شریف کو تولنا اور اس کے وزن کے برابر کوئی اناج، غلہ وغیرہ خیرات کرنے کو کفارہ سمجھنا بے کار بات ہے غلط فہمی ہے، لا علمی ہے، قرآن و حدیث اور فقہ کی کتابوں میں کہیں ایسا نہیں آیا ہے، ہاں صدقہ وخیرات ایک عمدہ کام ہے لہذا جو کچھ آپ سے ہو سکے تھوڑا یا زیادہ راہ خدا میں خرچ کر دیں ثواب ملے گا اور نہیں کیا تب بھی گناہ وعذاب نہیں ہوگا۔(غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح ص ۱۶۹) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد سالک رضا حبیبی

(قرآن افضل ہے یا پھر اللہ کے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن افضل ہے یا پھر اللہ کے مقدس نبی؟ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

المستفتی:۔محمد قمر الدین قادری بمقام گینا پور ضلع بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں(إن القرآن إن أريد به المصحف أعني القرطاس و المداة فلا شك أنه حادث و كل حادث مخلوق فإن النبي صلى الله عليه وسلم أفضل منه و إن أريد به كلام الله تعالى الذى هو صفته فلا شك أن صفاته تعالى أفضل من جميع المخلوقات) اھ۔یعنی قرآن سے مراد اگر مصحف ہے یعنی کاغذ اور لکھائی تو اس میں شک نہیں کہ (یہ کاغذ اور لکھائی وغیرہ) حادث (یعنی فنا کو قبول کرنے والے) ہیں اور ہر حادث مخلوق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سے افضل ہیں۔اور اگر قرآن سے مراد اللہ تعالی کی صفت ہے تو اللہ تعالی کی صفات تمام مخلوقات سے افضل ہیں، تو اس صورت میں قرآن افضل ہے۔(جد الممتار، جلد 1 صفحہ 119)

یعنی اگر قرآن سے مراد یہ الفاظ لکھائی، کاغذ وغیرہ ہے تو یہ مخلوق بنا اور مخلوق میں سے حضور علیہ السلام کی ذات افضل۔اور اگر قرآن سے اللہ کی صفتِ کلام مراد ہے تو اللہ کی صفات تمام مخلوق سے افضل ہے اور اس صورت میں قرآن افضل ہے۔(فتاویٰ شارح بخاری ج1 ص275)

اور ایسا ہی فتاوی فیض الرسول جلد اول کتاب العقائد صفحہ 26 پر حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ

نے فرمایا ہے کہ قرآن افضل ہے اس لئے کہ وہ کلام الٰہی ہے مخلوق نہیں ہے بلکہ قدیم بالذات ہے
شرح اکبر صفحہ 38 میں ہے "کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق بل قدیم بالذات اور صاحب
قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا قرآن کسی کا لکھا ہوا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہہ رہا ہے کہ مجھے لگتا ہے کہ قرآن کسی آدمی کا لکھا ہوا ہے تو زید پر شریعت کا کیا حکم لگے گا؟ **المستفتی:۔** محمد ہاشم رضا عزیزی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن مجید رب کا کلام ہے اور رب نے تمام انسانوں اور جنوں کو پہلے ہی چیلنج دے دیا تھا، اگر تم قرآن کو رب کا کلام نہیں سمجھتے بلکہ کسی انسان کی تصنیف سمجھتے ہو اس جیسی ایک سورت بنا کر لاؤ جس میں فصاحت و بلاغت وحسن ترتیب وغیب کی خبریں دینے اور دیگر امور میں قرآن مجید کے مثل ہو تم ہر گز نہیں لا سکتے حتی کہ اس جیسی ایک آیت بھی نہیں بنا سکتے تو خبر دار خبر دار اگر تم رب کے کلام کا انکار کروگے تو تمہارے لئے جہنم ہے جو خاص کر کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے (وَ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَ ادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ(۲۳)فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَ لَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَ الۡحِجَارَةُ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ(۲۴) اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے ان خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہر گز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لیے۔

(کنز الایمان پ ا سورہ بقرہ آیت ۲۳ ، ۲۴)

لہٰذا زید اپنے اس قول وخیال کی وجہ سے بلا شبہ کافر ومرتد ہو گیا اگر بیوی والا ہے تو اس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے اس سے میل جول سلام کلام رکھنا گناہ ہے اس پر فرض ہے کہ وہ فوراً اس قول باطل سے توبہ کرے وتجدید ایمان ۔قرآن مجید اور تمام ضروریات دین کو دل سے سچ مانے اور زبان سے اس کے حق ہونے کا یقین رکھے اگر بیوی رکھنا چاہتا ہے تو دوبارہ نکاح کرے،اور اگر ایسا نہ کرے تو وہاں کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ مکمل اس کا بائیکاٹ کر دیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(سورہ مکی اور مدنی کسے کہتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سورہ مکی اور سورہ مدنی قرآن میں کسے کہتے ہیں جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد گلبہار عالم رضوی گلبرگہ شریف کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن کریم کی سورتیں دو قسم کی ہیں،بعض سورتیں مکی ہیں اور بعض مدنی ہیں۔اس حوالے سے مفسرین کرام کے تین اقوال ہیں۔

(۱)بعض مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ جو سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں وہ سورتیں مکی ہیں اور جو سورتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں وہ سورتیں مدنی ہیں،گویا مکی و مدنی سورتوں کی وجہ تسمیہ باعتبار مکانِ نزول کے ہے۔

(۲)مفسرین کرام کی ایک دوسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ جن سورتوں میں اہل مکہ سے خطاب کیا گیا ہے وہ سورتیں مکی ہیں اور جن سورتوں میں خطاب اہلِ مدینہ سے ہے وہ سورتیں مدنی ہیں، ان کے نزدیک گویا وجہ تسمیہ میں مخاطب کا اعتبار کیا گیا ہے۔

(۳)مفسرین کرام کا تیسرا قول جو زیادہ مشہور اور راجح ہے وہ یہ ہے کہ جو سورتیں رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت کرنے سے پہلے نازل ہوئیں تھی وہ سورتیں مکی ہیں اور جو سورتیں ہجرت کے بعد نازل ہوئیں وہ سورتیں مدنی ہیں۔(مناہل العرفان في علوم القرآن ۱/ ۱۹۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(موبائل میں قرآن رکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن پاک کو موبائل فون پر رکھنا کیسا ہے؟ اور اسے بغیر وضو کے پڑھنا کیسا ہے؟ اور اسے ڈلیٹ کرنا کیسا ہے؟ برائے مہربانی مکمل طور پر جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ **المستفتی: محمد شاکر رضوی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

موبائل کے اندر قرآن شریف کا رکھنا جائز و درست ہے کوئی قباحت نہیں ہے اور اسکرین پر جو نظر آتا ہے حقیقت میں وہ قرآن ہی ہوتا ہے البتہ آلات کے جس حصہ پر قرآن پاک محفوظ ہوتا ہے اس پر پلاسٹک یا کانچ کا غلاف لگا ہوتا ہے اس لئے اس کو بے وضو چھو سکتے ہیں۔لیکن بہتر ہے کہ باوضو ہو کر چھوئے۔

اسکرین کو بلا حائل بے وضو چھونا جائز ہے اس لئے کہ ان جدید آلات کی اسکرین سے متصل ایک شیشہ ہوتا ہے جو مواد کے ظاہر کرنے میں معاون ہوتا ہے اور اس کے اوپر ایک دوسرا شیشہ ہوتا ہے جو اسکرین کی حفاظت کے لئے لگایا جاتا ہے اور یہ اوپر والا شیشہ اصل اسکرین سے جدا ہوتا ہے اور مواد کو ظاہر کرنے میں اس کا کوئی دخل بھی نہیں ہوتا اس لئے یہ غلاف وجزدان کے درجے میں ہے اور غلاف یا یا جزدان کے ساتھ قرآن پاک چھونا جائز ہے لیکن فلمی گانے وغیرہ کیساتھ قرآن پاک کا موبائل کے اندر لوڈ کرنا بے ادبی ہے اس لئے اس سے بچیں اور جائز مقصد کیلئے میموری میں محفوظ قرآن پاک کو ڈیلیٹ

(Delete) کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ کتب فتاوی مثلا بحرالرائق وغیرہ میں کئی جزئیات متعدد مقامات پرعلاحدہ ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک کو ڈیلیٹ کرنا موبائل سے جائز ہے۔(موبائل فون کے ضروری مسائل)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(رب المشرقین و رب المغربین کی تفسیر)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن پاک میں رب المشرقین و رب المغربین کا ذکر ہے مگر مغرب اور مشرق تو ایک ہے ایسا کیوں؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔محمد کوثر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن کریم کے کسی بھی لفظ کے بارے میں لفظ کیوں نہیں استعمال کرنا چاہئے کہ یہ حکمت والی کتاب ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ'' فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ '' وہ دونوں مشرقوں کا رب ہے اور دونوں مغربوں کا رب ہے، تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔(سورہ رحمن آیت ۱۷/۱۸)

اس آیت کے تفسیر میں سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں دونوں پورب اور دونوں پچھم سے مراد آفتاب کے طلوع ہونے کے دونوں مقام ہیں گرمی کے بھی اور جاڑے کے بھی اسی طرح غروب ہونے کے بھی دونوں مقام ہیں۔

(خزائن العرفان زیر آیت مذکورہ)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (النحل ۴۳)

کتاب العقائد

متعلقہ ملائکہ

(۹ رفتوی)

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(فرشتوں کی تعداد کتنی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ فرشتوں کی تعداد کتنی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فرشتوں کی ٹھیک تعداد اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے ارشاد ربانی ہے ''وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ''اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(سورہ مدثر۳۱)

اور اللہ عزوجل کے بتانے سے پیارے مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں کتب احادیث میں ہے

(۱)'' عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ إِنَّهَا لَيْلَةُ سَابِعَةٍ أَوْ تَاسِعَةٍ وَعِشْرِينَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فِي الْأَرْضِ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ الْحَصَى '' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب قدر کے متعلق فرمایا کہ یہ ستائیسویں یا انتیسویں شب ہوتی ہے اور اس رات میں زمین پر آنے والے فرشتوں کی تعداد کنکریوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔(مسند احمد حدیث نمبر:10316)

(۲)عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جہنم کو لایا جائے گا اس دن جہنم کی ستر ہزار لگا میں ہوں گی اور ہر ایک لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوئے کھینچ رہے ہوں گے۔(صحیح مسلم

حدیث نمبر:7164)

(۳)''عن نبیهة بن وهب أن كعبا دخل على عائشة فذكروا رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال كعب: ما من يوم يطلع إلا نزل سبعون ألفا من الملائكة حتى يحفوا بقبر رسول الله صلى الله عليه و سلم يضربون بأجنحتهم ويصلون على رسول الله صلى الله عليه و سلم حتى إذا أمسوا عرجوا وهبط مثلهم فصنعوا مثل ذلك حتى إذا انشقت عنه الأرض خرج في سبعين ألفا من الملائكة يزفونه. رواه الدارمي'' حضرت نبیہ ابن وہب رضی اللہ عنہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جب اس مجلس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض صفات و خصوصیات یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے حالات کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا کوئی دن ایسا نہیں گذرتا کہ طلوع فجر سے ہی ستر ہزار فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور وہ (فرشتے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں اور (قبر کے اوپر سے گرد و غبار صاف کرنے کے لئے یا انوار قبر سے برکت حاصل کرنے کے لئے) اپنے پروں کو قبر شریف پر مارتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہے تو وہ فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور (انہی کی طرح ستر ہزار) دوسرے فرشتے اترتے ہیں، جو ان (دن والے فرشتوں) کی طرح صبح تک یہی کرتے ہیں (یعنی قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں اور اس پر اپنے پر مارتے ہیں اور درود پڑھتے رہتے ہیں، یہ سلسلہ (یعنی ہر روز صبح شام اس طرح ستر ہزار فرشتوں کا اترنا) اس وقت تک جاری رہے گا جب کہ (قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا اور) قبر شریف شق ہوگی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر سے اٹھیں گے اور ستر ہزار فرشتے (اپنے جلوس میں لے کر) محبوب کو حبیب تک پہنچائیں

(مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر:5885)

(۴) حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی شب ساتویں آسمان پر مجھے بیت المعمور دکھایا گیا۔میں نے جبرائیل (علیہ السلام) سے اس کے بارے میں پوچھا،تو انہوں نے بتلایا کہ یہ بیت المعمور ہے۔اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ نماز پڑھتے ہیں۔اور ایک مرتبہ پڑھ کر جو اس سے نکل جاتا ہے تو پھر کبھی داخل نہیں ہوتا۔(صحیح بخاری حدیث نمبر:3207)

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ و جنات اور انسانوں کو پیدا کر کے ان کے دس حصے کئے جن میں نو حصے فرشتے اور ایک حصہ جنات و انسان پھر اس ایک حصے کے دس حصے کئے جن میں نو حصے جنات و شیاطین اور ایک حصہ انسان پھر ار حصہ انسان کے پچیس حصے کئے جن میں ۲۴ر حصے کافر اور ایک حصہ مسلمان پھر ایک حصہ مسلمان کو تہتر حصوں پر تقسیم کیا جن میں ایک حصہ جنتی اور بہتر حصہ دوزخی ہیں۔(فسانہ آدم)

(۶) عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ، أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلَّهِ ''ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سن رہا ہوں جو تم نہیں سنتے۔بیشک آسمان چر چرا رہا ہے اور اسے چر چرانے کا حق بھی ہے،اس لئے کہ اس میں چار انگل کی بھی جگہ نہیں خالی ہے مگر کوئی نہ کوئی فرشتہ اپنی پیشانی اللہ کے حضور رکھے ہوئے ہے۔

(جامع ترمذی،حدیث نمبر 2312)

ان تمام احادیث طیبہ سے آپ خود اندازہ لگالیں کہ فرشتوں کی تعداد کتنی ہے اور انسانوں کے مقابلے میں فرشتوں کی تعداد کتنی زائد ہے اور یہ سلسلہ تاقیامت رہے گا یعنی جس طرح انسان کی پیدائش کا سلسلہ جاری ہے یونہی فرشتے بحکم کبریا پیدا ہوتے رہتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں

ہے کہ عرش کی داہنی طرف نور کی ایک نہر ہے اور وہ نہر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اور ساتوں سمندر کے برابر ہے اس میں ہر صبح حضرت جبرائیل علیہ السلام نہاتے ہیں جس سے ان کے نور پر نور اور جمال پر جمال بڑھتا ہے پھر جب پر جھاڑتے ہیں تو جو بوند گرتی ہے اللہ تعالی اس سے اتنے ہی ہزار فرشتے بناتا ہے دوسری حدیث میں ہے کہ چوتھے آسمان میں ایک نور کی نہر ہے جسے نہر حیات کہتے ہیں اس میں حضرت جبرائیل ہر روز نہا کر اپنے پر جھاڑتے ہیں جس سے ستر ہزار قطرے جھڑتے ہیں اور اللہ تعالی ہر قطرے سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔

(مواہب الدنیہ جلد دوم ص ۲۶) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام نبی ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام نبی اور رسول دونوں ہیں جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: ۔صدام حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ چاروں ملائکہ رسول ہیں نبی نہیں کیوں کہ نبوت خاص ہے بشر کے ساتھ البتہ رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں ۔(بہار شریعت حصہ ا ص ۲۸ / ناشر مکتبہ المدینہ دہلی)

واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیا فرشتے بھی قرآن کی تلاوت کرتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا فرشتے بھی قرآن عظیم کی تلاوت کرتے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالرزاق قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عامۂ ملائکہ کو تلاوت کی قدرت نہ دی گئی ہے البتہ جب مسلمان قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں تو فرشتے ان کے دہن (منھ) پر منھ رکھ کر تلاوت کی لذت لیتے ہیں اس وقت اگر منھ میں کھانے کی کوئی چیز لگی ہوتی ہے تو فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم میں کوئی تہجد کو اٹھے تو مسواک کرے جو نماز میں تلاوت کرتا ہے فرشتہ اس کے منھ پر اپنا منھ رکھتا ہے جو اس کے منھ سے نکلتا ہے فرشتے کے منھ میں داخل ہوتا ہے۔(رواہ البیہقی)

نیز ارشاد فرمایا کہ فرشتوں پر کوئی چیز کھانے کی بو سے زیادہ سخت نہیں ہے جب کبھی مسلمان نماز کو کھڑا ہوتا ہے فرشتہ اس کا منھ اپنے منھ میں لے لیتا ہے جو آیت اس کے منھ سے نکلتی ہے فرشتے کے منھ میں داخل ہوتی ہے۔(ماخوذ از احکام شریعت ح اول ص ۱۲۲) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا ملک الموت مومن و کافر سب کی روح قبض کرتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے آتے ہیں تو ان کے ساتھ اور بھی فرشتے ہوتے ہیں تو مومن و کافر دونوں کے لئے وہی فرشتے ہوتے ہیں یا الگ الگ؟ **المستفتی:۔** محمد نعیم الدین خان نورنگ ڈیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت عزرائیل علیہ السلام جب روح قبض کرنے کے لئے آتے ہیں تو ان کے ساتھ اور بھی فرشتے ہوتے ہیں مومن کے داہنے بائیں رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور کافر کے داہنے بائیں عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے وہاں تک فرشتے ہی دکھائی دیتے ہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ہر شخص کی جتنی زندگی مقرّر ہے اُس میں نہ زیادتی ہوسکتی ہے نہ کمی، جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے، اُس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام قبضِ روح کے لیے آتے ہیں اور اُس شخص کے داہنے بائیں جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے فرشتے دکھائی دیتے ہیں، مسلمان کے آس پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور کافر کے داہنے بائیں عذاب کے۔(بہار شریعت حصہ اول)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(فرشتے قبر میں کیسے آتے ہیں اور کیا سوال کرتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر میں جو فرشتے سوال کے لئے آتے ہیں وہ کیسے آتے ہیں اور کس طرح ہوتے ہیں؟ اور کیا سوال کرتے ہیں؟ بندۂ مومن کیا جواب دیتا؟ اور ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جاتا؟ اور کافر کیا جواب دیتا ہے؟ اور اس کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جاتا ہے؟ تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں کچھ اسلامی بہنوں نے پوچھا ہے

المستفتی:۔ کنیز فاطمہ اندھیری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں جب دفن کرنے والے دفن کر کے وہاں سے چلتے ہیں وہ (مردہ) اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے، اُس وقت اُس کے پاس دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں، اُن کی شکلیں نہایت ڈراؤنی اور ہیبت ناک ہیں، اُن کے بدن کا رنگ سیاہ، اور آنکھیں سیاہ اور نیلی، اور دیگ کی برابر اور شعلہ زن ہیں، اور اُن کے مُہیب بال سر سے پاؤں تک، اور اُن کے دانت کئی ہاتھ کے، جن سے زمین چیرتے ہوئے آئیں گے، اُن میں ایک کو منکر، دوسرے کو نکیر کہتے ہیں، مردے کو جھنجھوڑتے اور جھڑک کر اُٹھاتے اور نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز میں سوال کرتے ہیں پہلا سوال (مَنْ رَّبُّكَ ؟) تیرا رب کون ہے؟ دوسرا سوال (مَا دِيْنُكَ ؟) تیرا دین کیا ہے؟ تیسرا سوال (مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ ؟) ان کے بارے میں تُو کیا کہتا تھا؟ مردہ مسلمان ہے تو پہلے سوال کا جواب دے گا

(رَبِّیَ اللّٰہُ ۔) میرا رب اللہ (عزوجل) ہے۔اور دوسرے کا جواب دے گا(دِیْنِیَ الإِسْلَامُ) میرا دین اسلام ہے۔تیسرے سوال کا جواب دے گا(هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَسلّم) وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔وہ کہیں گے، تجھے کس نے بتایا؟ کہے گا میں نے اللہ (عزوجل) کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔بعض روایتوں میں آیا ہے کہ سوال کا جواب پا کر کہیں گے کہ ہمیں تو معلوم تھا کہ تُو یہی کہے گا، اُس وقت آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ، اور جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔جنت کی نسیم اور خوشبو اُس کے پاس آتی رہے گی اور جہاں تک نگاہ پھیلے گی، وہاں تک اُس کی قبر کشادہ کردی جائے گی اور اُس سے کہا جائے گا کہ تو سو جیسے دُولہن سوتی ہے۔یہ خواص کے لیے عموماً ہے اور عوام میں اُن کے لیے جن کو وہ چاہے، ورنہ وسعتِ قبر حسبِ مراتب مختلف ہے، بعض کے لئے ستّر ستّر ہاتھ لمبی چوڑی، بعض کے لیے جتنی وہ چاہے زیادہ، حتیٰ کہ جہاں تک نگاہ پہنچے اور عُصاۃ میں بعض پر عذاب بھی ہوگا ان کی معصیت کے لائق، پھر اُس کے پیرانِ عظام یا مذہب کے امام یا اور اولیائے کرام کی شفاعت یا محض رحمت سے جب وہ چاہے گا، نجات پائیں گے، اور بعض نے کہا کہ مؤمن عاصی پر عذابِ قبر شبِ جمعہ آنے تک ہے، اس کے آتے ہی اٹھالیا جائے گا۔

اور اگر مُردہ منافق ہے تو سب سوالوں کے جواب میں یہ کہے گا: (هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِی) افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں (کُنْتُ أَسْمَعُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئاً فأَقُوْلُ) میں لوگوں کو کہتے سنتا تھا، خود بھی کہتا تھا۔اس وقت ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا: کہ یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔اس کی گرمی اور لپٹ اس کو پہنچے گی اور اس پر عذاب دینے کے لیے دو فرشتے مقرر ہوں گے، جو اندھے اور بہرے ہوں گے، ان کے ساتھ لوہے کا گُرز ہوگا کہ پہاڑ پر اگر مارا جائے تو خاک

ہو جائے، اُس ہتھوڑے سے اُس کو مارتے رہیں گے۔ نیز سانپ اور بچھو اسے عذاب پہنچاتے رہیں گے، نیز اعمال اپنے مناسب شکل پر متشکل ہو کر کتّا یا بھیڑیا یا اور شکل کے بن کر اُس کو ایذا پہنچائیں گے اور نیکوں کے اعمالِ حَسَنہ مقبول و محبوب صورت پر متشکل ہو کر اُنس دیں گے۔

(بہار شریعت حصہ اول) و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(کیا فرشتے جسم رکھتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فرشتے اللہ تعالی کی نوری مخلوق ہیں لیکن کیا وہ جسم وجسمانیت رکھتے ہیں یا جسم وجسمانیت سے پاک ہیں؟

المستفتی:۔ محمد کوثر رضا صدیقی اسمٰعیلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہاں فرشتے جسم وجسمانیات سے پاک ہیں کیوں کہ وہ نوری مخلوق ہیں البتہ انسان کی شکل میں آسکتے ہیں حدیث شریف میں ہے (عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ خلقت الملائکۃ من نور) (صحیح مسلم صفحہ ۱۵۹۷)

اور حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فرشتے اجسام نوری ہیں اللہ تعالی نے ان کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔ (بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۹۰)

اور شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں فرشتوں کا جسم انسان کے جسم سے علیحدہ ہے ان کے کیا معنی ہیں ان کی شکلیں کیا ہیں کہیں نظر سے نہیں گزرا البتہ انہیں یہ قدرت ہے کہ جو شکل چاہیں اختیار کرلیں حدیث شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کی ملکوتی شکل میں دیکھا ان کے چھ سو بازو تھے ان سے موتی اور یاقوت جڑے تھے اتنے عظیم تھے کہ آسمان کے ایک کنارے سے دوسرے

کنارے تک پھیلے ہوئے تھے۔ (مسلم شریف رفتاویٰ شارح بخاری ج ۱ ص ۶۶۳ / دائرالبرکات کریم الدین گھوسی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کراماً کاتبین کون ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کراماً کاتبین یہ کون فرشتے ہیں اور یہ کہاں رہتے ہیں برائے کرم حوالہ کے ساتھ جواب ارسال فرمائیں **المستفتی**:۔ حامد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کراماًوکاتبین یہ دو مقدس فرشتے ہیں جو انسان کے ساتھ رہتے ہیں اورانسان کے محافظ (حفاظت کرنے والے) ہوتے ہیں اوراسکے اچھے برے اعمال درج کرتے ہیں جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ(۱۰) کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ(۱۱) یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ(۱۲) اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں معزز لکھنے والے کہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرو۔

(کنزالایمان،سورہ انفطارا آیت ۱۰/ ۱۲)

ان آیات مقدسہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ اے لوگو! بیشک ہماری جانب سے تم پر کچھ فرشتے مقرر ہیں جو تمہارے اعمال اوراقوال کے نگہبان ہیں وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز (عزت والے) ہیں اور تمہارے اقوال اوراعمال لکھ رہے ہیں تاکہ تمہیں ان کی جزادی جائے وہ تمہارے ساتھ رہنے کی وجہ سے تمہارا ہر نیک اور برا عمل جانتے ہیں اوران سے تمہارا کوئی عمل چھپا نہیں ہے۔(تفسر خازن/تفسیر روح البیان/تفسیر مدارک/بحوالہ صراط الجنان فی تفسیر القرآن پارہ/سورہ انفطار آیت ۱۰/ ۱۲) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(مرنے کے بعد کراماً کاتبین کہاں جاتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کی نیکی اور بدی لکھنے والے فرشتے کراماً کاتبین کہاں جاتے ہیں؟ **المستفتی**:۔سعود عطاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مومن کے انتقال کے بعد کراما کاتبین اس کی قبر پر تاقیامت کھڑے رہ کر اللہ رب العزت کی تہلیل وتسبیح وتحمید وتکبیر کرتے رہتے ہیں اور اس کا ثواب اس مرد مومن کے لئے مختص ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالی اسے بروز قیامت اٹھائے گا جیسا کہ حدیث سے ظاہر و باہر ہے

”عن أنس بن مالك وُكِّلَ بالمؤمنِ ملَكانِ يَكتبانِ عملَهُ فإذا قُبِضَ المؤمنُ قالا سبحانكَ وبحمدِكَ وكَّلتَنا بعبدِكَ نكتبُ عملَهُ وقد قبضتَهُ فأْذَنْ لنا نَصعَدُ إلى السَّماءِ فيقولُ تعالى سمائى مملوءةٌ من ملائكتى يسبِّحوننى قالوا فأْذَنْ لنا نقومُ فى الأرضِ فيقولُ إنَّ أرضى مملوءةٌ مِن خَلقى قال فيقولانِ فأين نقومُ قال سبحانَهُ قُوما على قبرِ عبدى فكبِّرانِي واحمَدانى وسبِّحانى وهلِّلانى واكتُبا ذلك لعبدى حتّى أبعثَهُ من قبرِهِ“ (ابن عدی (۳۶۵ ھ)، الكامل فى الضعفاء ۶/۴۴۵ • منكر • أخرجه أبو بكر الشافعي فى »الغيلانيات« (۸۳۶)، وابن عدى فى »الكامل فى الضعفاء« (۵/۲۵۳) واللفظ له، وأبو الشيخ فى »العظمة« (۵۰۳)هذا ما ظهر لی وهو الحق والعلم عند الله و علمه جل مجده اتم واحكم

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(فرشتوں کا قبلہ کون سا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کون سا کلمہ پڑھا (۲) فرشتوں کا قبلہ کون سا ہے؟ **المستفتی:۔عبدالرحمن**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملک الوہاب

(۱) نبی کریم ﷺ نے کلمہ اس طریقے سے پڑھا، لاالہ الااللہ انی رسول اللہ"

(۲) ملائکہ مقربین کا قبلہ عرش اعظم ہے ملائکہ روحانین کا قبلہ کرسی ہے ملائکہ کرّ وبین کا قبلہ بیت معمور ہے ملائکہ زمیں کا قبلہ جسد (جسم) حضرت آدم علیہ السلام ہے۔(مخزن معلومات صفحہ ۱۲۵)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (النحل ۴۳)

کتاب العقائد

متعلقہ جنات وشیاطین

(۷؍فتوی)

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(کیا ابلیس فرشتوں میں سے ہے؟)

اَلسَلامُ عَلَیۡکُم وَرَحۡمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے کہا کہ ابلیس فرشتوں کا سردار تھا نیز یہ بھی کہتا ہے کہ وہ فرشتوں میں سے تھا تو کیا یہ درست ہے؟ اور زید کے بارے میں حکمِ شرع کیا ہے؟ بینوا توجروا المستفتی: عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کا کہنا کہ ابلیس فرشتوں کا سردار تھا درست ہے نیز یہ کہنا کہ فرشتوں میں سے تھا یہ بھی درست ہے جیسا کہ ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ابلیس فرشتوں کے سرداروں میں سے تھا اور اس کا قبیلہ برتر واعلی اور سب سے معزز تھا وہ جنت کے باغات کا نگراں تھا اور آسمان دنیا اور زمین پر اس کی بادشاہت تھی۔ اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا فرشتوں کا ایک قبیلہ جنات میں سے تھا اور ابلیس اسی قبیلہ سے تھا۔ ابلیس آسمان اور زمین کے درمیان کا ناظم ونگراں تھا۔ ابو مالک اور ابو صالح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مرہ ہمدانی ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے کہ انہوں نے فرمایا ابلیس کو آسمان دنیا پر مقرر کیا گیا تھا اس کا تعلق فرشتوں کے اس گروہ سے تھا جسے جن کہا جاتا ہے ان کا نام جن اس لئے رکھا گیا تھا کہ یہ جنت کے محافظ ونگراں تھے اور ابلیس بھی اپنی بادشاہت کے ساتھ ساتھ محافظ ونگراں تھا۔ اور یہ بہت زیادہ عبادت گزار تھا۔ ضحاک بن مزاحم اللہ تعالی کے اس فرمان فَسَجَدُوٓا اِلَّآ اِبۡلِیۡسَ

كَانَ مِنَ الْجِنِّ(سورہ کہف ۵۰) کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ ابلیس فرشتوں کا سردار تھا اور اس کا قبیلہ ان سب میں معزز و محترم تھا اس کے علاوہ وہ بہشت کے باغات پر نگراں بھی تھا اور اسے آسمان و دنیا زمین کی بادشاہت بھی بخشی گئی تھی. اور ایک دوسری جگہ ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ فرشتوں کا ایک قبیلہ جسے جن کہا جاتا ہے ابلیس کا تعلق اسی قبیلہ سے ہے اور آسمان و زمین کے درمیان کا وہ نگراں تھا۔(تاریخ طبری جلد اول ص ۶۱ / ۶۲ / مترجم)

سائل کو شاید اس بات پر تعجب ہوا کہ فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور ابلیس آگ سے تو ابلیس کیسے فرشتوں میں سے ہوسکتا ہے اسی لئے سوال کئے تو اس کی وضاحت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یوں کی ہے کہ ابلیس فرشتوں کے اس قبیلے سے تعلق رکھتا تھا جسے جن کہا جاتا ہے اس قبیلہ کے فرشتوں کو آگ کی گرم لو سے پیدا کیا گیا تھا (یہ لو شعلہ میں نظر نہیں آتی صرف محسوس کی جاسکتی ہے اور تمام حدت اسی میں ہوتی ہے) ابلیس کا نام حارث تھا اور یہ جنت کے پہرے داروں میں سے ایک پہرے دار تھا اس کے علاوہ باقی تمام فرشتوں کو نور سے پیدا کیا۔(تاریخ طبری جلد اول ص ۶۲ مترجم) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

تاج محمد قادری واحدی

(سجدہ کا حکم فرشتوں کو تھا تو ابلیس کو جنت سے کیوں نکالا گیا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آیت کریمہ "وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ "(سورہ بقرہ ۳۴)
سے ظاہر ہے کہ آدم کو سجدہ کرنے کا حکم صرف ملائکہ کو تھا اور ابلیس فرشتہ نہیں بلکہ جناتوں میں سے تھا تو اسے جنت سے کیوں نکالا گیا اور لعنت کا طوق اس کے گلے میں کیوں ڈالا گیا اور جناتوں کو بھی سجدہ کا حکم تھا پھر لفظ ملائکہ کا کیا مطلب ہوگا؟ **المستفتی:۔** عبدالرشید گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چونکہ ابلیس فرشتوں کے مابین رہنے لگا تھا اس لئے اس حکم میں وہ بھی داخل ہوگیا جیسا کہ مفسر شہیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جنات اور فرشتوں کی الگ الگ حقیقتیں ہیں اور شیطان جنات میں سے ہیں مگر ابلیس اپنی عبادت اور تقویٰ کی وجہ سے چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اس لئے سجدے کے حکم میں وہ بھی شامل ہوگیا جیسے بادشاہ اپنے سپاہیوں کو کچھ حکم کرے تو ان کے ساتھ رہنے والے سائیں دربان اور فراش بھی اسی حکم میں داخل ہو جاتے ہیں۔(تفسیر نعیمی پارہ اول صفحہ 288 آیت مذکورہ کی تفسیر) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد علی قادری واحدی

(ہمزاد کیا ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمزاد کیا ہوتا ہے آدمی کے مرجانے کے بعد اس کے ہمزاد کا کیا ہوتا ہے؟ اور جو خودکشی کرتے ہیں کیا آسیب اسے ہی کہتے ہیں؟ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمزاد سے متعلق کچھ وضاحت فرمادیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔آصف رضا اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہمزاد کے تعلق سے مشکوۃ المصابیح شریف ص ۱۸ ر میں مسلم شریف کے حوالہ سے ہے" ما منکم من أحد الا وقد وکل به قرینه من الجن وقرینه من الملائکة "اس کی شرح مرقات میں ہے"فقرینه من الملائکةبأمره بالخیر واسمه الملهم وقرینه من الشیطان یامره بالشر اسمه وسواس "یعنی ہر آدمی کے دو ساتھی بنائے گئے ہیں ایک جن سے ایک فرشتہ سے۔فرشتہ اچھی باتوں کا حکم دیتا ہے اور اس کا نام ملہم ہے اور شیطان بری باتوں کا حکم دیتا ہے اس کا نام وسواس۔

اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کی تفسیر میں ذکر ہے کہ" در بعض روایت آمدہ است کہ زائدہ نہ می شود آدمی را فرزندے مگر آں کہ زائیدہ میشود از جن مانند آں وے را ہمزاد می گویند"(جلد اول ص ۸۷)

آدمی کے بچہ پیدا ہوتے ہی اسی طرح ایک جن پیدا ہوتا ہے جس کو اس آدمی کا ہمزاد کہا جاتا ہے مرقات شرح مشکوۃ شریف میں ہے " اسمه الوسواس وهو ولد یولد لا بلیس

حین یولد بنی آدم "(جلد اول ص ۱۱۶)

اس کو وسواس کہتے ہیں اور وہ ابلیس سے اس وقت پیدا ہوتا ہے جب آدمی کی پیدائش ہوتی ہے ان تشریحات سے یہ امر واضح طور سے اجاگر ہوگیا کہ ہمزاد کی حقیقت ہے اور وہ شیطان کی نسل سے ہے جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو شیطان کے یہاں اس کا ہمزاد پیدا ہوتا ہے اور یہ بات مسلم وکافر سب کے ساتھ ہے۔ باقی رہا آدمی کے مرنے کے بعد اس کے ہمزاد کا کیا ہوتا ہے قید ہوتا ہے یا آزاد رہتا ہے یا مر جاتا ہے اس کی تفصیل کسی معتبر کتاب میں نظر سے نہیں گذری ہے اور یہ بات قیاس سے بتانے کی نہیں ہے۔(ماخوذ از فتاوی بحر العلوم جلد پنجم ص ۲۵۶)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں" ہمزاد از قسم شیاطین ہے وہ شیطان کہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ مطلقا کافر ملعونِ اَبَدی ہے سوا اُس کے جو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر تھا وہ برکت صُحبتِ اقدس سے مسلمان ہوگیا۔صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے" رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں" لوگو! تم میں سے کوئی شخص نہیں کہ جس کے ساتھ ہمزاد جن اور ہمزاد فرشتہ نہ ہو لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ تعالی نے میری مدد فرمائی کہ وہ مسلمان ہوگیا لہذا وہ مجھے سوائے بھلائی کے کچھ نہیں کہتا۔اسی طرح طبرانی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی اور بزار حضرت عبداللہ بن عباس یا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں دوسرے انبیائے کرام پر دو باتوں میں مجھے فضیلت بخشی گئی ایک یہ کہ میرا شیطان کافر تھا کہ اللہ تعالی نے مجھے اس پر قوت دی یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوگیا۔(فتاوی رضویہ شریف جلد ۲۱ صفحہ ۲۱۶) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(اباواستکبروکان من الکفرین کی تفسیر)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن کریم میں فرمان الہی ہے۔آبیٰ وَاسۡتَکۡبَرَ وَکَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ۔(سورہ بقرہ ۳۴)

اس وقت جب حکم خداوندی ہوا سجدہ کا عزازیل نے انکار کیا۔اور سب فرشتے حکم الہی بجالائے۔بقیہ اور کوئی کافر تو تھا نہیں جبکہ قرآن میں جمع کا صیغہ کافرین ہے۔آج یہ سوال مجھ حقیر سے پوچھا گیا لہٰذا مفتیان کرام تفسیر کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔محمد رجب علی قادری فیضی اترولوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

''کَانَ مِنَ الۡکَافِرِیۡنَ ''ہوگیا کفر کرنے والوں میں سے یعنی جو کفر کرنے والے علم الہی میں بالقوہ تھے ان میں سے یہ ایک ہوگیا اب شاید کوئی استحالہ نہ رہا۔

مزید یہ کہ قرآن مجید ابلیس کے بارے میں فرماتا ہے: وَ کَانَ مِنَ الۡکَافِرِیۡنَ۔ قرآن مجید کا ترجمہ کرنے والے اس آیت کا دو طرح سے ترجمہ کرتے ہیں۔

۱۔اور شیطان تو تھا ہی کافروں میں سے۔

۲۔اور شیطان کافر ہوگیا۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر شیطان کافر تھا تو اسے ملائکہ کی صفوں میں جگہ کیسے ملی؟ اور اگر پہلے کافر نہیں تھا تو کیا صرف آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کے جرم میں وہ کافر بن گیا۔

اب اس شبہ کا جواب پانے کے لئے ایک باران آیات کی طرف توجہ کرنی ہوگی جو فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے بارے میں ہے۔

چنانچہ جب اللہ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اور ان کا تعارف زمین پر اپنے خلیفہ کے طور پر کروایا" وَ إِذْ قالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ إِنِّي جاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً "اور یاد کروو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

(کنزالایمان، سورہ البقرۃ:۳۰)

تو فرشتوں نے سوال کیا کہ پروردگارا! اگر تیرا مقصد اپنی بندگی اور اطاعت ہے تو ہم ہیں۔ ہمیں تیرا خلیفہ ہونا چاہئے۔ لیکن قدرت خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا لہذا اسی بنیاد پر فرشتوں کا امتحان ہونا قرار پایا۔

پھر خداوند عالم نے فرشتوں سے فرمایا اگر تم سچ کہتے ہو (کہ تم خلافت کے زیادہ حقدار ہو) تو مجھے ان اشیاء اور موجودات کے نام بتاؤ جنہیں دیکھ رہے ہو اور ان کے اسرار اور کیفیات کو بیان کرو لیکن فرشتے جو اتنا علم نہ رکھتے تھے اس امتحان میں پیچھے رہ گئے بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان، سورہ بقرہ:۳۲)

جب فرشتوں نے جناب آدم (علیہ السلام) کے علم کا اعتراف کرلیا تو حکم ہوا" اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلاَّ إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَ اسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ "آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا۔۔ (کنزالایمان، سورہ البقرہ ۳۴)

اب اس تمہید کے بعد ہم اس آیت کی طرف آتے ہیں، اس آیت میں لفظ 'کان" آیا ہے لہذا جن لوگوں نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے"اور شیطان کافر ہوگیا" تو انہوں نے اسے 'کان" "صار" کے معنیٰ میں لیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے وہ اپنی عبادات و ریاضات کی وجہ سے ملائکہ کی صفوں تک پہونچنے میں کامیاب ہوگیا تھا لیکن جیسے ہی اس نے آدم علیہ السلام کے سامنے

سجدہ کرنے سے انکار کر دیا وہ کافر بن گیا چونکہ آدم علیہ السلام کو سجدہ درحقیت خدا کو سجدہ تھا چونکہ اسی نے تو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا۔

لیکن جن لوگوں نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا کہ ''اور وہ تو تھا ہی کافروں میں سے'' تو انہوں نے یہ ترجمہ اس وجہ سے کیا ہے چونکہ ،شیطان کے اس انکار نے اس کی ماہیت اور حقیقت کو گویا اس طرح تبدیل کر دیا اور اتنا پکا کافر بن گیا جیسے وہ کبھی ایمان لایا ہی نہیں تھا۔

ھذا ما ظھر لی واللہ تعالی اعلم

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(جنات کس چیز سے پیدا کئے گئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنات کس چیز سے پیدا کئے گئے ہیں؟ اور وہ نظر کیوں نہیں آتے جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی **المستفتی:۔محمد اکرم علی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں قرآن مقدس میں ہے" وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ" اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے لوکے سے ۔(کنزالایمان،سورۃ الرحمن،پارہ ۲۷،آیت ۱۵)

اور رہی بات کہ وہ ہمیں نظر کیوں نہیں آتے تو بہت سے ایسے مخلوق ہیں جو بنا خوردبین کے ہمیں نظر نہیں آتے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے " اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ" بیشک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے ۔

(سورۃ الاعراف،آیت ۲۷)

خلاصہ یہ ہے کہ جنات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں اور ہم ان کو اس لئے نہیں دیکھ سکتے کہ یہی مشیت خداوندی ہے ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(ابلیس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ابلیس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں

المستفتی: ۔محمد قمر الدین قادری بمقام گینا پور ضلع بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ابلیس کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوسکتی ہاں ایک شرط پر ہوسکتی ہے اگر وہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے جیسا کہ حضرت علامہ مولانا منظور صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں اگر ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے روایت میں ہے کہ ایک دن ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہنے لگا کہ حضور میں بہت بڑا گنہگار ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کلیم بنایا ہے میں چاہتا ہوں کہ خدا کی بارگاہ میں توبہ کرلوں آپ میرے لئے خدا کی بارگاہ میں سفارش کریں تا کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمالے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو حق تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی اے موسیٰ ابلیس کی توبہ تمہاری سفارش سے قبول کروں گا لیکن شرط یہ ہے کہ ابلیس حضرت آدم (علیہ السلام) کی قبر کو سجدہ کرلے ابلیس نے سن کر کہا جب آدم کی زندگی میں سجدہ نہ کیا تو اب مرنے کے بعد کیا سجدہ کروں۔

دوسری روایت میں ہے کہ ابلیس کے ایک لاکھ سال تک دوزخ میں جلنے کے

بعد اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے نکالے گا اور میدان قیامت میں حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے کھڑا کرے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ آدم کو سجدہ کرلے تیری خطا معاف ہے تب بھی وہ سجدہ کرنے سے انکار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈال دے گا (تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ 158 / تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ 72 / ماخوذ مخزن معلومات صفحہ 85)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(کیا جنات میں بھی کافر ومسلم ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا جنات میں بھی کافر ومسلم ہیں؟

المستفتی:۔ احسان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنات میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی مگر اِن کے کفّار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں، اور اِن میں کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سُنّی بھی ہیں بد مذہب بھی، اور اِن میں فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے زائد ہے۔(بہار شریعت حصہ اول جن کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (النحل ٤٣)

کتاب العقائد

متعلقہ جنت و دوزخ

(۴؍فتوی)

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(کیا جنات بھی جنت میں جائیں گے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنت میں جنات لوگ جائیں گے یا نہیں ؟ بینوا توجروا المستفتی:۔عبدالعزیز خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنات لوگ بھی انسانوں کی طرح دو فریق ہیں ایک کافر اور دوسرا مسلمان کافر لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلیں گے،اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے اور دوسرا فریق جو مسلمان ہے ان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں حضرت مالک بن ابی لیلی وامام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ انہیں بھی جنت میں ثواب عطا کیا جائے گا جیسا کہ انسانوں میں مسلمانوں کو عطا کیا جائے گا حضرت ضحاک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جنات بھی جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں بھی کھائیں پئیں گے مگر ہمارے پیشوا امام الائمہ سراج الامت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جنات کو ثواب نہیں دیا جائے گا جیسا کہ انسانوں کو دیا جائے گا ان کے ایمان لانے کا انتہائی نفع یہ ہوگا کہ عذاب سے بچ جائیں گے۔(تفسیرات احمدیہ ص ۸۸۰)

اور سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن لوگ جنت میں نہیں جائیں گے جنت تو صرف آدم علیہ السلام کی میراث ہے انکی اولاد کو ہی ملے گی یہی صحیح ہے۔(الملفوظ شریف ح ۴ ص ۳۹۲)واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(جنت میں کھانے کس طرح ملیں گے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنت میں کس طرح کھانے ملیں گے کیا ہم جس طرح دنیا میں کھاتے ہیں اس طرح ملیں گے یا صرف پھل اور میوے ملیں گے جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔شریف احمد**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اہل جنت کو ان کے من پسند کھانے دئے جائیں گے جس کی وہ خواہش کریں گے انہیں وہ طیب وطاہر کھانا مل جائے گا اور وہ دنیا کے کھانوں کی طرح ہی ہوں گے تا کہ ان کی طرف دل مائل ہو لیکن جنتی کھانوں اور پھلوں کی جو لذت ہوگی دنیا میں ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے ۔قرآن مقدس میں ہے(وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا) اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا (صورت دیکھ کر) کہیں گے یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا اور وہ (صورت میں) ملتا جلتا انہیں دیا گیا۔

(کنز الایمان سورۃ البقرہ، پارہ ١، آیت ٢٥)

ایک دوسری جگہ ہے(وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ) اور تمہارے لیے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں جو مانگو۔

(کنز الایمان حم السجدہ، ٣١)

سورہ زخرف میں ہے (وَفِیْہَا مَا تَشْتَہِیْہِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُن)اور اس میں جو جی چاہے اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے۔(کنزالایمان،سورۃ الزخرف،آیت ۷۱)

سورہ رحمن میں ہے (فِیْہِمَا فَاکِہَۃٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ)ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔(سورۃ الرحمن،پارہ ۲۷،آیت ۶۸)

ان آیت مبارکہ میں پھلوں کا بھی ذکر ہے یہ بھی ذکر ہے کہ اہل جنت کو من پسند چیزیں ملیں گی،جس چیز کی وہ خواہش کریں گے،انہیں مل جائے گی،ظاہر ہے وہ کسی بھی چیز کی خواہش کرسکتے ہیں اور ہر طیب وطاہر اور حلال چیز انہیں دستیاب ہوگی۔رہا یہ سوال کہ وہ پھل اور کھانے کس طرح ہوں گے تو قرآن نے فرمایا کہ دنیا کے پھلوں کے مشابہ ہوں گے تاکہ طبیعت ان کی طرف مائل ہو،انسیت ہو،لیکن جنتی پھلوں،میووں اور طعام کی جو لذت ہوگی دنیا میں ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے،اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اہل جنت کو جو پھل بار بار دئے جائیں گے،وہ صورتا تو پہلے پھلوں کے مشابہ ہوں گے لیکن ہر بار ذائقہ نیا ہوگا،لذت نئی ہوگی(تفہیم المسائل،جلد اول،صفحہ ۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(کافر کے نابالغ بچے جنتی ہیں یا جہنمی؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کافر کے نابالغ بچے جنتی ہیں یا جہنمی؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد افضل سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فتاوی فقیہ ملت میں ہے کہ کافر کے نابالغ بچوں کے جنتی وجہنمی ہونے میں علمائے کرام کے درمیان اختلاف ہے بعض کہتے ہیں جنتی ہیں اور بعض کے نزدیک جہنمی اوراس اختلاف کی بنیاد پر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاموشی اختیار کی ہے اوران کے ثواب وعذاب کے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی جیسا کہ رئیس المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کتاب تکمیل الایمان اردو صفحہ ۷۶۔میں ہے کہ مشرکین کے اطفال متعلق امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توقف کیا اورانہوں نے دلائل میں تعارض کی وجہ سے خاموشی اختیار کی ہے اوران کے ثواب وعذاب کے متعلق بھی کوئی واضح رائے قائم نہیں کی لیکن بعض علماء کا خیال ہے ایسے بچے دوزخ میں جائیں گے اور بعض کہتے ہیں بہشت میں۔محمد بن الحسین فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بے گناہ عذاب نہیں کرتا اس لئے یہ بچے مسئول نہیں ہوں گے۔

(فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ نمبر ۳۲) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(کیا جنت میں لوگوں کی داڑھی نہیں ہوگی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا جنت میں لوگوں کی داڑھی نہیں ہوگی؟

المستفتی:۔محمد احسان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنتیوں کے سر کے بالوں پلکوں اور بھووں کے علاوہ بدن پر کہیں بال نہ ہوں گے۔

(مشکوۃ المصابیح و بہار شریعت حصہ اول)

اور ہاں! چار انبیاء کرام کے بارے میں ہے کہ ان کے چہرے پر داڑھی ہوگی۔

(اول) حضرت آدم علیہ السلام

(دوئم) حضرت ابراہیم علیہ السلام

(سوئم) حضرت موسیٰ علیہ السلام

(چہارم) حضرت ہارون علیہ السلام۔(فتاوی حدیثیہ ومراۃ المناجیح جلد ہفتم صفحہ ۴۹۷ رتفسیر عزیزی ودیگر کتب احادیث وغیرہ)واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد علی قادری واحدی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (النحل ۴۳)

کتاب العقائد

متعلقہ صحابۂ کرام

(۱۴؍فتویٰ)

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خلافت کا منکر ہو اس پر کیا حکم لگے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے منکر پہ کیا حکم لگے گا؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی**:۔ناصح مبارک رازی، الہ آباد، یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انکار کرنے والا کافر ہے جیسا کہ مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان ردالرفضہ میں تحریر فرماتے ہیں آپ (ابوبکر صدیق) کی خلافت کا انکار کرنا کفر ہے۔

اور اسی میں فتاویٰ خلاصہ قلمی کتاب الصلوٰۃ فصل ۵ اور خزانۃ المفتین قلمی کتاب الصلوٰۃ فصل فی من یصح الاقتداء بہ من لا یصح کے حوالے سے لکھتے ہیں: الرافضی ان فضل علیا علیٰ غیرہ فھو مبتدع ولو انکر خلافۃ الصدیق رضی اللہ عنہ فھو کافر" یعنی رافضی اگر مولیٰ علی کرم اللہ الوجہ الکریم کو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل جانے وہ بدعتی گمراہ ہے اور خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کا منکر ہے تو وہ کافر ہے۔

اور اسی میں فتح القدیر شرح ہدایہ مطبع مصر جلد اول صفحہ ۲۴۸ اور حاشیہ تبعیین العلامہ احمد الشلبی مصر جلد اول صفحہ ۱۳۵ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں" فی الروافض من فضل علیا علیٰ الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر رضی اللہ عنہما فھو کافر" یعنی روافضیوں میں جو شخص مولیٰ علی کو خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ عنہم سے افضل کہے تو وہ گمراہ ہے

اور اگر صدیق یا فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

اور اسی میں وجیز امام کردری مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۳۱۸ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں "من انکر خلافة ابی بکر رضی اللہ عنه فهو کافر فی الصحیح" یعنی خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کا منکر کافر ہے یہی صحیح ہے۔ (رد الرفضہ صفحہ ۲، تا ۴، مصنف امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(خطبہ جمعہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد کا نام کیوں نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سرکار مصطفی ﷺ کے چاروں خلفائے راشدین کا نام جمعہ کے خطبہ میں پڑھا جاتا ہے؟ خلیفۂ دوم سے خلیفۂ چہارم تک سب کے والد کا نام لیا جاتا ہے تو خلیفۂ اول کے والد کا نام کیوں نہیں لیا جاتا ہے؟ **المستفتی:۔محمد سعید رضوی ممبئی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی کے باپ کا نام اس لئے ذکر کیا جاتا ہے کہ مخاطب کو اس شخص کے تعین میں پریشانی نہ ہو اس لئے کہ ایک نام کے بہت سے لوگ ہوتے ہیں اور جب کسی شخص کا لقب اور تخلص مشہور بین الناس ہوتا ہے تو اس لقب اور تخلص کے بعد باپ کے نام کے ذکر کی حاجت باقی نہیں رہ جاتی جب یہ قاعدہ معلوم ہو گیا تو واضح ہو کہ عمر عثمان علی نام کے بہت سے صحابہ تابعین تبع تابعین بزرگان دین ہوئے ہیں اگر خطبہ میں خلفائے ثلاثہ کے نام کے ساتھ ان کے باپ کا ذکر نہ کیا جائے تو سامعین کو شبہ ہو سکتا ہے۔لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق ایسا مشہور بین السماء والارض ہے کہ اس لقب کا ذکر کر دینے کے بعد باپ کے نام کے ذکر کرنے کی حاجت باقی نہیں رہ جاتی اس لئے کہ ابوبکر بہت گذرے ہیں مگر ان میں کوئی صدیق نہیں۔لیکن اس کے باوجود اگر کوئی خطیب اگر خطبہ میں ان کے باپ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا نام لے تو بلا شبہ جائز ہے کوئی حرج نہیں۔(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴۲۰) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا حضرت فاروق اعظم نے زمین سے تیل واپس لی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی عرض کیا تیل کی بوتل زمین پر گرگئی اور تیل گرا زمین نے چوس لیا مجھے انصاف چاہیے آپ نے انصاف کیا یہ واقعہ واقعی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی:۔ بشیر احمد فیضی پسرور سیالکوٹ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملک الوہاب

جی ہاں یہ واقعہ درست ہے کہ عہد فاروقی میں ایک خاتون کا تیل زمین پر گرگیا تیل زمین پر گر کر زمین میں جذب ہوگیا وہ فرط غم سے کھڑی رو رہی تھی کہ وہاں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ گزرے آپ نے اس خاتون سے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے سارا معاملہ عرض کیا آپ کوڑا لے کر زمین کو مارنے لگے اور فرمانے لگے اے زمین کیا تو نے میرے دور خلافت میں اس خاتون کا تیل غصب کیا؟ تیل واپس کر یہ فرمانا تھا کہ زمین نے تیل اگل دیا اور اس خاتون نے اسے اپنے برتن میں ڈال لیا۔(مراۃ المناجیح جلد ۸ ص ۸۱۳/ماخوذ از فیضان فاروق اعظم جلد اول ۸۳۶/مکتبہ مدینہ دہلی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(اگر نبوت ملتی تو حضور ﷺ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کو ملتی ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اللہ کے نبی صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ ابوبکر صدیق ہوتے۔

المستفتی:۔ مزمل قادری بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ حدیث شریف حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے حدیث شریف میں ہے: عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنَ الْخَطَّابِ، حضرتِ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔ (جہانگیری جامع ترمذی جلد سوم صفحہ ۷۷۶ کتاب المناقب مطبوعہ شبیر برادرز لاہور) واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(قبول اسلام کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر شریف کتنی تھی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبول اسلام کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر شریف کتنی تھی مکمل حوالہ مع وضاحت کے عنایت کریں

المستفتی:۔ محمد نورالدین قادری بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر بوقت قبول اسلام کتنی تھی اس میں مختلف روایات ہیں جیسا کہ حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایمان لانے کے وقت کیا عمر تھی اس بارے میں چند اقوال ہیں، پندرہ،سولہ،آٹھ،دس

(فتاویٰ شارح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۶)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری

(کیا یہ حدیث ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا یہ حدیث شریف ہے کہ جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولیٰ اور اس حدیث شریف کی وضاحت فرمائیں **المستفتی:**۔محمد شعبان رضا نیپال گنج

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملک الوہاب

بلا شک وشبہ یہ صحیح حدیث ہے اس پر امت کا اجماع ہے اور اس حدیث کو متعدد راویوں نے روایت بھی کی ہے (قال النبی صلی اللہ علیه وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ) حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں جس کا مولا ہوں علی اس کا مولا ہے (ترمذی ۳۷۱۷)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ترمذی نے ابو سریحہ نورزید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کا میں صاحب (مولا) ہوں علی (رضی اللہ عنہ) بھی اس کے صاحب (مولا) ہیں۔اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی لکھا ہے۔

احمد رضی اللہ عنہ نے ابو الطفیل سے روایت کی ہے ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک وسیع مقام پر لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ بتاؤ رسول اللہ ﷺ نے یوم غدیر خم کے موقع پر میری نسبت کیا ارشاد فرمایا تھا؟ اس مجمع سے تیس آدمی کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا میں جس کا مولا ہوں علی (رضی اللہ عنہ) بھی اس کے مولا ہیں الٰہی! علی (رضی اللہ عنہ) سے جو محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھنا اور جو علی (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھنا۔ (تاریخ الخلفاء مترجم صفحہ ۳۶۵ مطبوعہ: یوسف مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا حضرت علی کا مرتبہ ابو بکر رضی اللہ عنہما سے بڑا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ حضرت علی کا مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہما سے بڑھ کر ہے مہربانی کر کے جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔ محمد رضوان القادری دودھی کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق وعمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دینے والا بدعتی وگمراہ ہے لہٰذا زید گمراہ ہے، کیونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں، ہم گروہ صحابہ زمانہ رسول ﷺ میں ابو بکر وعمر وعثمان کے برابر کسی کو نہ گنتے (صحیح البخاری ج ۱ ص ۴۸۹)

ہم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کثیر ومتوافر کہا کرتے افضل امت بعد رسول اللہ ﷺ ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق۔ (مسند حارث ج ۲ ص ۸۸۸)

اسی طرح امام علامہ ابو زکریا محی الملۃ والدین نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (اتفق اھل السنۃ علی ان افضلھم ابوبکر ثم عمر) اہل سنت نے اتفاق کیا کہ افضل صحابہ ابو بکر ہیں پھر عمر۔ (شرح النووی علی صحیح مسلم جلد ۱۵ ص ۱۴۸)

اور الاشباہ والنظائر میں ہے (ان فضل علیا علیھما فمبتدع) اگر مولیٰ علی کو شیخین (ابو بکر وعمر) سے افضل بتائے تو بدعتی ہے۔ (کتاب السیر صفحہ ۲۱۵)

اسی طرح فتح القدیر میں ہے (فی الروافض ان فضل علیاعلی الثلاثۃفمبتدع) جو رافضی مولیٰ علی کو اصحاب ثلاثہ پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے، اور علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں (من فضل علیافحسب فھومن المبتدعۃ) جو صرف مولیٰ علی کو افضل بتاتا ہے وہ اہل بدعت سے ہے۔

خلاصہ یہی ہے جو مولیٰ علی کو خلفاء ثلثہ سے افضل بتائے وہ بدعتی ہے گمراہ بدمذہب ہے (مطلع القمرین فی ابانۃسبقۃالعمرین صفحہ۱۱۹،۱۲۰،تصنیفِ اعلیٰ حضرت)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(مولی علی کو کرم اللہ وجہہ الکریم کیوں لکھا جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے آگے کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کیوں لکھا جاتا ہے،اس کی کیا وجہ ہے۔ **المستفتی:**۔عطاء اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تاجدار اہلسنت مجدد دین وملت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب قُریش مبتلائے قَحط ہوئے تھے تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ابوطالِب پر تخفیفِ عِیال (یعنی بال بچّوں کا بوجھ ہلکا کرنے) کے لئے حضرت مولا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیم کو اپنی بارگاہِ ایمان پناہ میں لے آئے،حضرت مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیم نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کِنارِ اقدس (یعنی آغوش مبارَک) میں پَروَرِش پائی،نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی گود میں ہوش سنبھالا،آنکھ کُھلتے ہی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جمالِ جہاں آرا دیکھا،نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہی کی باتیں سُنیں،عادتیں سیکھیں۔تو جب سے اِس جنابِ عِرفان مآب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ہوش آیا قَطْعاً یقیناً ربّ عَزَّوَجَلَّ کو ایک ہی جانا،ایک ہی مانا۔ہرگز ہرگز بُتوں کی نَجاست سے ان کا دامن پاک کبھی آلودہ نہ ہوا۔اسی لئے لَقَب کریم "کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ" ملا۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۸ / صفحہ ۴۳۶ / رضا فاؤنڈیشن لاہور) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(کیا مولیٰ علی کی ولا دت خانہ کعبہ میں ہوئی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض مقررین حضرات مولی علی شیر اخدا رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت کے متعلق یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بیان فرماتی ہیں کہ میں خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول طواف تھی تین چکر پوری کر چکی تھی چوتھی چکر کر رہی تھی کہ مجھے دردزہ ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے میرے چہرے کے رنگ سے پہچان لیا ارشاد فرمایا فاطمہ بنت اسد کیا حال ہے تمہارے چہرے کا رنگ تغیر ہو رہا ہے میں نے عرض حال کیا فرمایا طواف پورا کرلو اور اسی حال میں اگر دردزہ بڑھ جائے تو کعبہ شریف کے اندر چلی جانا کہ اس میں کوئی حکمت الٰہی ہے فاطمہ بنت اسد کو اب چلنے کی طاقت نہ رہی تو پکارنے لگی اے خداوند کعبہ بحرمت کعبہ اس ولادت کو مجھ پر آسان فرما تو دیوار کعبہ شق ہوئی اور میں کعبہ کے اندر چلی گئی تو (حضرت) علی (رضی اللہ تعالی عنہ) کی ولادت ہوئی اور یہ شعر بھی پڑھتے ہیں

کسے را میسر نہ شد ایں سعا دت		بہ کعبہ ولا دت بمسجد شہا دت

کیا یہ روایت صحیح ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت کعبہ میں ہوئی ہے یا نہیں؟

المستفتی:۔عبدالغفور خاں مچھلی گاؤں

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ روایت بعض کتابوں میں ہے اور مشہور بھی ہے کہ حضرت مولی علی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت باسعادت کعبہ شریف کے اندر ہوئی مگر صاحب تفسیر نعیمی نے اسے غلط ثابت کیا ہے

چنانچہ سورہ حج کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس کو شیعوں نے بنائی اور جاہل سنیوں نے اپنائی یہ ایک ایسی جاہلانہ اور پاگلانہ بات ہے کہ جس کا ثبوت نہ عقل میں نہ نقل میں نہ تاریخی کتاب میں نہ علاقائی مشہورات میں ہے اور

کسے را میسر نہ شد ایں سعا دت		بہ کعبہ ولا دت بمسجد شہا دت

اس شعر میں دونوں باتوں کی نفی ہے یعنی دنیا میں کسی کو یہ سعادت میسر ہی نہیں ہے کہ اس کی ولا دت کعبہ میں ہوئی ہو اور شہادت مسجد میں واقع ہو جائے بیک وقت یہ دونوں سعادتیں کسی بھی شخص کو دنیا میں حاصل نہ ہوئی نہ مولیٰ علی کو نہ کسی اور کو دوم یہ بات بھی عقل کے خلاف ہے کیوں کہ مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت دن میں بوقت اشراق ہوئی شیعہ کہتے ہیں کہ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد زوجہ ابو طالب طواف کر رہی تھیں وقت ولادت علی قریب آیا تو کعبہ کی دیوار پھٹی آپ اندر چلی گئیں اور ولادت ہوئی حالانکہ کعبہ کی سطح اور دروازہ چھ فٹ اونچائی پر تھا بغیر سیڑھی کوئی جا ہی نہیں سکتا تھا۔

مسلم شریف ج ا ص ۴۲۸ میں ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ''رَتَبَت الدَّ رَجَۃ'' میں سیڑھی کے ذریعے کعبہ میں گیا اور ص ۴۲۹ رمیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خواہش بتائی کہ ''لَجَعَلْتُ بَا بُهَا بِا لْاَرْضِ'' میں چاہتا ہوں کہ اس کا دروازہ زمین کے ساتھ نیچا کر دوں ثابت ہوا کہ دروازہ اونچا تھا والدہ علی بغیر سیڑھی کے ایسی نازک حالت میں کس طرح چڑھیں؟ نیز کعبہ پر موٹا غلاف تھا کعبہ ہر طرف سے ڈھکا ہوا تھا جیسا کہ مشکوٰۃ شریف باب حرم المکہ فصل اول ص ۲۳۸ رپر متفق علیہ حدیث انس (رضی اللہ عنہ) سے ثابت ہے کہ عبد اللہ بن خطل جو پہلے مسلمان ہوا پھر اپنے ایک مسلمان خادم کو قتل کر کے مرتد ہو کر مکہ شریف بھاگ آیا تھا ڈر کے مارے استار کعبہ میں چھپا ہوا تھا جب کعبہ پر غلاف تھا تو فاطمہ بنت اسد کو کعبہ شریف کے پھٹنے کا پتہ کیسے لگا کہ کہاں سے پھٹا ہے کتنی اونچائی بلندی پر دیوار پھٹی غرض کیسے جانا، کیسے چڑھیں، کہاں سے

پردہ اٹھایا کون سیڑھی لا یا کسی اور نے کیوں نہ دیکھا، پھر کیسے اتریں، فرش کعبہ کس طرح صاف کیا ، نیز ان زمانوں میں دروازہ کعبہ سارا دن کھلا رہتا تھا لوگ آتے، جاتے، داخل ہوتے رہتے باری ،باری چندہ گیری کے لئے متولیان کعبہ بیٹھے رہتے تھے زائرین سے چندہ و نذرانہ وصول کرتے تھے اتنی بے پردگی میں یہ ولا دت کیسے انجام پائی نقلا بھی یہ کہیں ثابت نہیں اتنا انوکھا واقعہ کانوں کان کسی کو خبر نہ ہوئی نہ کسی دائی کو نہ کسی عورت کو نہ ابو طالب کو نہ خود فاطمہ بنت اسد کو، کوئی روایت منقول تواریخ و مشہورات سے بھی ایسا ذکر نہیں ملتا بلکہ تاریخی اور علاقائی لوگوں کی زبانی مشہورات سے یہ بتایا جاتا ہے کہ کوہ صفا کے پاس ابو طالب کا گھر تھا وہی مولد علی تھا ۱۹۳۷ء تک یہ گھر موجود تھا ہم نے (شہزادۂ مفتی یار احمد خاں نعیمی علیہ الرحمہ نے) خود اس گھر کی زیارت کی ہے ایک معلم حجاج کے قبضہ میں تھا خود معلم نے ہم کو بتایا کہ یہ گھر یہ کمرہ مولی علی (رضی اللہ عنہ) کی جائے ولا دت ہے بلکہ اس کمرہ میں اوپر کی جانب لکھا ہوا تھا ھٰذا مولد العلی (یہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی پیدائش کی جگہ ہے) ہم نے اس معلم حجاج سے کہا کہ پاکستان میں تو کعبہ ولادت مشہور ہے تو وہ حیران ہو کر کہتا ہے کہ " اِنِّی لَا اَعْلَمُ بَلْ هٰذَا قَوْلُ الْجُهَلَآءِ " بس ایک جاہلانہ بناوٹی بات مشہور کر دی گئی ہے نہ بنانے والے عقل سے یہ بات سوچیں نہ جاہل سنیوں خطیبوں نے بمسجد شہادت بھی درست نہیں بلکہ حضرت مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت (زخمی) مسجد کے دروازے پر شروع ہوئی گھر میں جا کر وفات پائی۔ (تفسیر نعیمی پ ۱۷ ص ۵۱۰/ ۵۱۱)

البتہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی ہے جیسا کہ امام حافظ مسلم بن حجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ المتوفیٰ ۲۶۱ھ فرماتے ہیں (ولد حكيم بن حزام رضى الله عنه في جوف الكعبة وعاش مائة وعشرين سنة) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی ہے اور آپ ایک سو بیس سال تک زندہ رہے۔ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب الصدق فی البیع والبیان رقم ۱۵۳۲ روم المسلسل ۳۸۵۹۔ بحوالہ مولود کعبہ کون ص ۱۴)

مگر آپ (حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ) کی شہادت مسجد میں نہیں ہوئی ہے پس معلوم ہوا کہ یہ مرتبہ کسی کو نہ ملا کہ کعبہ میں ولادت اور مسجد میں شہادت ہوئی ہو اسی لئے کہا گیا۔

کسے را میسر نہ شد ایں سعا دت		بہ کعبہ ولا دت بمسجد شہا دت

واللہ اعلم بالصواب

نوٹ:۔مزید معلومات کے لئے ''مولود کعبہ کون'' کا مطالعہ کریں۔

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(جو امیر معاویہ کو صحابی نہ مانے اس پر کیا حکم ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اک شخص نے کہا کہ حضرت امیر معاویہ صحابی نہیں ہیں بلکہ فقط کاتب وحی ہیں اس کے علاوہ کچھ نہیں اور حضرت امیر معاویہ کو گالی وغیرہ بھی دیتا ہے تو ایسے شخص پر حکم شرع کیا ہے؟ **المستفتی:۔محمد اسید رضا**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہا کی صحابیت کا انکار کرے اور کہے کہ وہ فقط کاتب وحی تھے اس کے علاوہ کچھ نہیں، اور ان کو گالی وغیرہ دے وہ شخص گمراہ بد دین اہل سنت سے خارج ہے۔اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فقیہ اعظم ہند نائب مفتی اعظم ہند حضور شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: وہ شخص گمراہ بد دین اور اہل سنت سے خارج ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یقینا صحابی ہیں اور قابل اعتماد جعرانہ سے حضور اقدس ﷺ نے جو عمرہ کیا تھا اس کے احرام سے باہر ہونے کے لئے حضور اقدس ﷺ نے اپنا سر اقدس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے منڈوایا تھا اگر ان پر ذرا سا بھی شک وشبہ ہوتا تو ان سے سر اقدس نہ منڈواتے انہیں کاتب وحی بنایا یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ ان پر مکمل اعتماد تھا ان کے لئے دعا فرمائیں: اللھم اجعلہ ھادیا ومھدیا انہوں نے بلا شبہ حضور اقدس ﷺ کی ایمان کے ساتھ زیارت کی حضور اقدس ﷺ کی صحبت میں رہے اس لئے وہ ضرور صحابی ہیں ان کے صحابی ہونے کا منکر اہل سنت سے خارج بد دین ہے۔(فتاویٰ شارح بخاری جلد دوم صفحہ ۸۱)

وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(کیا امام حسن رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ نے زہر دیا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دلوایا تھا بکر کہتا ہے کہ یہ بات غلط ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کیا ہے اور ایسے شخص پر کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔محمد توفیق

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

زید کا یہ کہنا کہ معاذ اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دلوایا تھا سراسر غلط و بے بنیاد اور فضول بات ہے۔یہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ نہیں ہے بلکہ شیعوں کی بولی ہے زید کے اوپر توبہ لازم ہے۔

خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر جگہ ارشاد فرمایا کہ جو ان سے لگ گیا وہ بھی ہدایت والا ہے۔احادیث مبارکہ میں بے شمار فضیلتیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں وارد ہیں ان میں سے چند احادیث کا ذکر کرتا ہوں۔

حضرت عبدالرحمن بن عمیرہ (صحابی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ دعاء مانگی یا اللہ جل شانہ! انہیں ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے اور ان کے ذریعے (لوگوں کو) ہدایت دے (ترمذی،عربی اردو، جلد دوم،ابواب المناقب،حدیث نمبر ۱۷۷۶،صفحہ ۷۷۵،مطبوعہ فرید بک لاہور پاکستان)

دوسری حدیث میں ہے حضرت ابو ادریس خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمص بن عمیر بن سعد کو معزول کرکے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر فرمایا؟ اس پر عمیر نے کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر سے ہی کیا کرو کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا یا اللہ ان کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے ۔(ترمذی، عربی اردو، جلد دوم، ابواب المناقب، حدیث نمبر ۱۷۷۷ صفحہ ۷۵۵ مطبوعہ فرید بک لاہور پاکستان ماخوذ از صحاح ستہ اور عقائد اہل سنت) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

صبغت اللہ فیضی نظامی

(امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے بعد علیہ السلام لگا سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے بعد علیہ السلام لگا سکتے ہیں کہ نہیں؟ قرآن وحدیث سے جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

المستفتی:۔محمد حسن رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام حسین علیہ السلام کہنا جائز ہے یا نہیں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ استقلالاً وابتداء جائز نہیں ہے اور اتباعا جائز ہے۔یعنی امام حسین علیہ السلام کہنا جائز نہیں ہے اور امام حسین علی نبینا وعلیہ السلام جائز ہے۔(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲۶۷) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(کیا حسنین کریمین انبیائے کرام کے بھی سرادر ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں یہ حدیث صحیح ہے لیکن کیا انبیاء علیہم السلام کے بھی حسنین کریمین جنت میں سردارہوں گے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ جنت کے ادھیڑ عمر کے لوگوں کے سردار یعنی جو دنیا میں ادھیڑ عمر میں انتقال کر گئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تو کیا یہ جنت میں انبیاء علیہم السلام کے سردارہوں گے حضرت رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔ غلام محمد حشمتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شیخ التفسیر والحدیث حکیم الامت حضرت علامہ مفتی یار احمد خان نعیمی علیہ الرحمہ، فرماتے ہیں کہ جنتی جوانوں سے مراد وہ جنتی ہیں جو جوانی میں وفات پا جائیں انہیں کے آپ سردار ہیں، کوئی پیغمبر دنیا سے جوانی میں نہ گئے اور نہ صدیق اکبر وفاروق اعظم ومولی علی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین۔(اسرار الاحکام صفحہ ۲۱۱)

اور حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما کے بارے میں حدیث شریف میں صراحتاً ذکر ہے کہ انبیاء کرام کے بعد ادھیڑ عمر والوں کے سردارہوں گے، حدیث شریف میں ہے "عن علی رضی الله عنه، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: " ابو بکر، وعمر سیدا کهول اهل الجنة من الاولین، والآخرین، إلا النبیین، والمرسلین، لا تخبرهما یا

علی"۔(ترمذی شریف مصری صفحہ ۱۰۴۹)

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر وعمر نبیوں اور رسولوں کے علاوہ جملہ اولین وآخرین میں سے ادھیڑ عمر والے جنتیوں کے سردار ہوں گے،اے علی انہیں یہ بات نہ بتانا۔واللہ تعالی ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(ازواج مطہرات کو امہات المؤمنات کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس طرح ہم امہات المؤمنین کہتے ہیں کیا اسی طرح امہات المؤمنات کہنا درست ہے؟ **المستفتی:**۔محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امہات المومنات کہنا درست نہیں ہے"عن عائشة رضی الله عنها: أن امرأة قالت لها: يا أمة، فقالت لها: لست لك بأم، إنما أنا أم رجالكم، قال ابن العربي: وهو الصحيح "ازواج مطہرات امہات المومنین ہیں امہات المومنات نہیں، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں"انا ام رجالکم ولست ام نسائکم" "میں تم مردوں کی ماں ہوں تمہاری عورتوں کی ماں نہیں ہوں۔(درمنثور بحوالہ ابن سعد وابن المنذر والبیہقی تحت آیہ اولی بالمومنین الخ آیت اللہ العظمی المرعشی ایران)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (النحل ۴۳)

کتاب العقائد

متعلقہ اولیائے کرام وعلمائے کرام

(۲۸؍فتوی)

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(اولیائے کرام کو رضی اللہ عنہ لکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اعلیٰ حضرت اور غوث پاک اور جو اللہ کے مقبول بندے ہیں انکو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا کیسا ہے زید کہتا ہے؟ صرف صحابہ کرام کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں کسی اور کو نہیں بکر کہتا ہے اللہ کے ولیوں کو بھی کہہ سکتے ہیں جلد جواب عطا فرمائے کرم نوازش ہوگی۔ **المستفتی**:۔قاسم رضا اترولہ ضلع بلرام پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رضی اللہ عنہ یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے بطور خاص اور صالحین امت و اولیائے کرام کے لئے بطور عام کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے (سورۃ البینۃ) میں ایمان لانے والے اور اعمال صالحہ کرنے والے بندوں کی جزا اور ان کے لئے جنت الخلد کی نعمت لازوال کا وعدہ فرما کر مزید رضا وخوشنودی کی بشارت اس طرح عطا فرمائی (رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡهُ ذٰلِكَ لِمَنۡ خَشِيَ رَبَّهٗ) اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی ہیں یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔(سورۃ البینۃ ۸)

قرآن کریم میں رضی اللہ عنہ ان کے لئے کہا گیا جن کے دل خشیت الٰہی سے معمور اور خوف خدا سے لبریز ہیں، علاوہ ازیں سورۂ توبہ میں سابقین اولین، انصار ومہاجرین، صحابہ کرام اور قیامت تک آنے والے ان کے متبعین کاملین کے لئے رضوان رب اور خوشنودیٔ حق کا اعلان "رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡهُ" سے کیا گیا۔(وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُهٰجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ) اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ۔

(سورہ التوبہ ۱۰۰)

مذکورہ آیت کریمہ میں "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ "صحابہ کرام کے ساتھ قیامت تک آنے والے ان حضرات کے لئے کہا گیا جو بھلائی و احسان کے ساتھ ان کی اتباع و پیروی کرتے رہیں گے جیسا کہ صاحب تفسیر روح البیان علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (والتابعون هم اهل الایمان الی یوم القیمة) (روح البیان جلد ۳ ص ۵۱۴) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(اللہ کا ولی افضل ہے یا کعبہ شریف؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ اس شعر کا مطلب کیا ہوگا؟

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

نیز بیان فرمائیں کہ اللہ کا ولی افضل ہے یا خانہ کعبہ؟

المستفتی:۔جہانگیر اشرف رضوی پٹنہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ دنیا بھر کے قطب حضرات کعبہ شریف کے طواف حصول برکت وبلندی مرتبت کے لئے کیا کرتے ہیں مگر آپ کا دربار وہ دربار ہے کہ کعبہ خود بحکم الٰہی آپ کے بلند مرتبہ دربار کا طواف کرتا ہے طواف کعبہ برائے اولیاء یہ مسئلہ بظاہر حیران کن ہے کہ طواف کعبہ ہوتا ہے یہاں معاملہ برعکس ہے کہ کعبہ اولیاء کا طواف کرے یہ حیرانی صرف انہیں ہے جو شان ولایت سے بے خبر ہیں ورنہ یہ مسلمات سے ہے کہ ولی کامل کعبہ سے افضل ہے۔

حدیث شریف میں صاف ظاہر اور واضح الفاظ میں فرمایا گیا ہے کہ ولی اللہ کعبۃ اللہ سے اشرف ہے اور افضل ہے عرش اللہ کعبہ شریف صرف تجلیات کا مرکز ہے اور ولی اللہ مرکز انوار تجلیات بھی ہے اور عرش حق بھی چنانچہ حدیث شریف میں ہے ”لا یسعنی عرش ولا کرسی ولا لوح ولا قلم ولا ارض ولا سماء ولکن یسعنی قلب المؤمن وھی

عرش اللہ ‘‘ میں نہ تو عرش پر سماتا ہوں اور نہ ہی کرسی پر اور نہ ہی لوح میں اور نہ ہی قلم اور نہ ہی زمین میں اور نہ ہی آسمان پر ہاں سما سکتا ہوں تو مومن کے دل پر اور یہی میرا عرش ہے ۔

مومن ولی اللہ کعبہ سے افضل ہے ۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے ’’عن ابن عمر انہ نظر الی الکعبۃ فقال ما اعظمک وما اعظم حرمتک والمومن اعظم حرمۃ عنداللہ تعالیٰ منک ‘‘ ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا تیری بڑی شان ہے اور تیری بڑی حرمت ہے اور مؤمن اللہ کے نزدیک حرمت میں تجھ سے بھی زیادہ ہے ۔ (ترمذی شریف صفحہ ۲۷۲)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ علیہ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۸۶۷ ر میں تحریر فرماتے ہیں ’’والانصاف ماذکرہ الامام النسفی حین سئل عما یحکی ان الکعبۃ کانت تزور واحدا من الاولیاء ھل یجوز القول بہ فقال نقض العادۃ علی سبیل الکرامۃ لاھل الولایۃ جائز عند اھل السنۃ ‘‘ انصاف کی بات وہ جو امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی کہ جب ان سے کسی نے سوال کیا کہ بعض حکایات میں ہے کہ کعبہ شریف بعض اولیاء اللہ کی زیارت کو جاتا ہے تو کیا یہ قول صحیح ہے تو انہوں نے کہا بطور کرامت (خرق عادت) اہل سنت کے نزدیک اولیاء اللہ کیلئے جائز ہے ۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کعبہ شریف بعض اولیائے کی زیارت کے لئے جاتا ہے اور اولیائے کرام کعبہ شریف سے افضل ہیں ۔ (الحقائق فی الحدائق المعروف شرح حدائق بخشش جلد اول صفحہ ۱۶۳ ر تا ۱۶۹)

نوٹ :۔ مزید معلومات کے لئے حضرت علامہ مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کا رسالہ القول الحبلی فی ان کعبۃ تذھب الی زیارۃ الولی کا مطالعہ کریں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(کیا معصوم علی اصغر کہنا درست ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حضرت علی اصغر کو معصوم علی اصغر کہنا درست ہے؟

المستفتی: ۔محمد وسیم القادری اترولہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

انبیائے کرام اور ملائکہ کے علاوہ کسی اور کو معصوم کہنا جائز نہیں یہ انبیائے کرام اور ملائکہ کی خصوصیات میں سے ہے جیسا کہ شرح عقائد کی شرح النبر اس میں ہے "الملئکۃ عباداللہ العاملون بامرہ یرین انھم معصومون" ملائکہ اللہ کے بندے اور بحکم الٰہی تمام احکام الٰہی کے عامل ہیں اور اس سے مراد وہ معصوم ہیں۔

اور شرح عقائد میں علامہ سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں "ان الانبیاء علیھم السلام معصومون" اور مجدد دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں کہ بشر میں انبیاء کے علاوہ کوئی معصوم نہیں۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۴)

ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ ملائکہ اور انبیائے کرام کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہے اس لئے کسی کو معصوم کہنا جائز نہیں۔اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نبی کا معصوم ہونا عصمت انبیاء کے لئے ضروری ہے اور یہ انبیاء کرام اور ملائکہ کا خاصہ ہے۔(بہار شریعت حصہ اول)

رہی بات بچوں کو معصوم کہنے کی تو وہ خواہ علی اصغر رضی اللہ عنہ ہوں یا دیگر بچے ان کو معصوم کہنا اس معنی میں ہوتا ہے جس میں شرعی اصطلاح نہیں اس لئے انھیں معصوم کہہ سکتے ہیں جب کہ معنی حقیقی مراد نہ ہو مگر نہ کہنا بہتر ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد وسیم فیضی

(کیا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے دانت توڑنے کا واقعہ درست ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا یہ روایت درست ہے کہ جنگ احد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے پھر حضرت اویس قرنی نے اپنے سارے دانت توڑ ڈالے تھے اس واقعہ کی صحیح روایتیں حوالہ کے ساتھ تفصیل سے جواب عطا کریں؟

المستفتی: ۔مشتاق احمد نظامی کلکتہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مذکورہ روایت موضوع اور بے اصل ہے۔عینی جلد ۱۷/صفحہ ۱۶۰/میں ہے کسرت رباعیۃ یعنی حضور علیہ السلام کے رباعیہ دندان مبارک شہید ہو گئے اور اسکی خبر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی اور انہوں نے اپنے دانت شہید کر لئے یہ روایت نظر سے نہ گزری اور غالباً ایسی کوئی روایت ہی نہیں ہے اگر چہ مشہور یہی ہے۔(فتاوی بریلی شریف صفحہ ۳۰۰)

نیز علامہ شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ یہ روایت بالکل جھوٹ اور افتراء ہے کہ حضرت اویس قرنی نے یہ سنا کہ غزوۂ احد میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے تو انہوں نے اپنا سب دانت توڑ ڈالے۔(فتاوی شارح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۱۴) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

معصوم رضا نوری

(امام اعظم افضل ہیں یا غوث اعظم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ امام اعظم افضل ہیں یا غوث اعظم؟ کتب اعلیٰ حضرت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:** محمد رضا برکاتی نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اسی طرح کے ایک سوال کا جواب سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ امام عبدالوہاب شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں "لامام ابی حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنه سئل عن الاسود والعطاء وعلقمة ایھم افضل فقال واللہ مانحن باھل ان نذ کرھم فکیف تفاضل بینھم" یعنی ایک روز امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا امام علقمہ اور امام اسود شاگردان حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وامام عطاء ابن ابی رباح استاذ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں کون افضل تھا آپ نے فرمایا ہم ان کے ذکر کرنے کے قابل نہیں نہ کہ ان میں ایک کو دوسرے سے افضل بتائیں حضرت امام اعظم کا یہ ارشاد تواضعاً تھا۔ اور یہاں قطعاً حقیقت امر ہے۔ حاشا للہ۔ ہمارے منہ اس قابل نہیں کہ حضور سیدنا امام اعظم یا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام پاک اپنی زبان سے لیں یہ بھی رحمت الٰہیہ ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوبوں کے ذکر کی اجازت دی ہے ہم کس منھ سے ان میں تفاضل بیان کریں وہ ہماری شریعت کے امام اور یہ ہماری طریقت کے امام۔

(فتاویٰ رضویہ شریف قدیم جلد 11 صفحہ 32 رضا اکیڈمی)

سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی ربہ القوی نے بہت ہی پیارا جواب ہم غربائے اہلسنت کو عطا فرمایا کہ ہمارے منھ اس قابل نہیں ہیں کہ ہم ان میں تفاضل کریں دونوں حضرات اپنی جگہ اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں لہٰذا ان معاملات میں نہ پڑیں بلکہ ضرورت کے مسائل سیکھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(امام اعظم رضی اللہ عنہ کو ابوحنیفہ کیوں کہتے ہیں؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے جو واقعہ عوام وخواص میں شہرت یافتہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ’’ابوحنیفہ‘‘ آپ کی بیٹی کے مسئلہ حل کر دینے کی وجہ سے ہے اور آپ اس لقب سے ملقب ہوئے اس واقعہ کی کیا حقیقت ہے؟ برائے مہربانی علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ واضح فرمائیں

المستفتی: ۔محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤ یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

کنیت دو طرح کی ہوتی ہے/نسبی/ اور وصفی ۔امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ کنیت وصفی ہے نہ کہ نسبی ۔حنیفہ کا ایک معنیٰ عربی زبان میں دوات کے ہیں اور امام صاحب کی مجلس میں بیٹھنے والے ہر وقت قلم ودوات لے کر امام صاحب کے علوم کو مرتب کرتے تھے اتنے علوم مرتب کئے کہ ان کی وجہ سے کنیت ابوحنیفہ بن گئی اور حنیفہ کا ایک معنی خالص کا آتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ ’’فَاتَّبِعُوْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا‘‘ لہٰذا تم ابراہیم کے دین پر چلو جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے ۔(سورہ،آل عمران،۹۵)

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شریعت کو مرتب کیا جو بالکل خالص ہے اسی وجہ سے کنیت ابوحنیفہ بن گئی ابوحنیفہ کا معنیٰ ہوا دین خالص کو مرتب کرنے والا۔اور جو لوگ کہتے ہیں حنیفہ امام اعظم کی بیٹی کا نام ہے تو ان کے پاس نہ تاریخ کا علم ہے اور نہ حقیقت حال کا اس لئے کہ امام کے صاحبزادہ کا نام حماد تھا جو آپکی تنہا اولاد تھی حنیفہ نام کی کوئی بیٹی نہ تھی ۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(کیا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرشتوں سے بھی افضل ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرشتوں سے بھی افضل ہیں؟ حضرت جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔عباس اشرفی کچھوچھہ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہاں غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرشتوں سے افضل ہیں لیکن عام فرشتوں سے افضل ہیں جیسا مخزن معلومات میں ہے ۔جمہور اہل سنت کے نزدیک خواص انسان یعنی انبیائے کرام خواص فرشتوں سے افضل ہیں خواص فرشتے یہ ہیں ۔حضرت جبرئیل،حضرت مکائیل،حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل،حاملان عرش،مقربین،کروبین،روحانین۔

اورعام انسان یعنی اولیائے کرام عام فرشتوں سے افضل ہیں اورخاص فرشتے عام انسانوں سے افضل ہیں ۔عام فرشتے وہ ہیں جو حضرت عزرائیل،حاملان عرش،مقربین،کروبین روحانین، اِن سب کے علاوہ ہیں ۔(مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ نمبر 45 ماخوذ از مخزن معلومات صفحہ نمبر 58 فرشتوں کا بیان)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اشفاق عطاری

(جو سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ولایت کا انکار کرے اس پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص حضور غوث اعظم کے بارے میں کہے کہ وہ ولی نہیں تھے تو اس پر کیا حکم ہوگا؟ کیا وہ کافر ہو جائے گا؟

المستفتی:۔ اقبال انصاری، بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جن اولیائے کرام کے ولی ہونے پر تمام اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے ان کے یا ان میں سے کسی کے ولی ہونے سے انکار کرنا کفر تو نہیں ہے مگر گمراہی اور بددینی ہے۔ اور یہ شخص اہل سنت و جماعت سے خارج، گمراہ بدعتی ہے۔ (فتاویٰ شارح بخاری، جلد ۲، صفحہ ۱۴۳)

لہٰذا جو شخص سید الاولیاء، امام الاولیاء محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ یا ان کے علاوہ کسی بھی ولی (جن کی ولایت پر اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہوا ن) کے ولی ہونے سے انکار کرے وہ بلا شبہ گمراہ بددین اور اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمعیلی

(غوث اعظم کا امتی کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا کہ میں حضور کا امتی نہیں بلکہ غوث پاک کا امتی ہوں جس پر بکر نے حکم کفر لگا دیا تو عندالشرع زید و بکر پر کیا حکم ہے؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔**محمد اصغر امجدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھو الھادی الی الصواب

جب کوئی نبی کسی قوم کے لئے مبعوث ہو تو وہ قوم ان کی امت کہی جاتی ہے چونکہ میرے آقا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات کے لئے نبی بن کر تشریف لائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے''انی رسول اللہ الی الخلق کافۃ،''اس لئے تمام انسان آپ کی امت ہیں۔

زید کا یہ کہنا کہ میں غوث پاک کا امتی ہوں شاید جہالت کی وجہ سے ایسا کہا ہے کیوں کہ بعض عوام کو یہی نہیں پتہ ہے کہ بندہ کسے کہتے ہیں امتی کسے کہتے ہیں اور غلام کسے کہتے ہیں اگر یہی صحیح ہے یعنی زید جاہل مطلق ہے تو کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے گا البتہ توبہ کرلے اور اس کو مکمل سمجھا دیا جائے امتی کے مفہوم کو، اور اگر زید جاہل نہیں ہے بلکہ وہ علم رکھتا ہے اور اس معنی میں غوث پاک کا امتی بتاتا ہے کہ وہ ہمارے نبی ہیں تو یہ کفر ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ''، محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔(سورہ احزاب آیت نمبر ۴۰)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي"۔ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۳۶۵)

ایسی صورت میں زید کافر ہوگیا اس پر تجدید ایمان لازم ہے اور اگر شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو علانیہ سماجی بائیکاٹ کر دیا جائے، بکر کا یہ کہنا کہ تم کافر ہو گئے ایسی صورت میں درست ہے اور اگر زید جاہل ہے تو پھر بکر پر توبہ لازم ہے کہ بلا تحقیق کے کسی پر حکم کفر نہیں لگانا چاہئے چونکہ بکر نے ظاہری معنی کے اعتبار سے کفر کا حکم لگایا اس وجہ سے بکر پر بھی کفر کا فتویٰ نہ ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(یاعلی یاغوث کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ یارسول اللہ، یا محمد، یا علی، یا غوث، یا تاج الشریعہ کہنا کیسا ہے؟ **المستفتی:**۔محمد نہال احمد بھاگلپور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کولفظ یا سے ندا کرنا' دور سے یا نزدیک سے پکارنا جائز ہے'ان کی ظاہری زندگی میں بھی اور وصال کے بعد بھی جائز اور باعث برکت ہے۔قرآن واحادیث وعمل صحابہ اور ہر نمازی کا نماز میں سلام عرض کرنا یعنی ایہا النبی پڑھنا اس پر روشن دلیلیں موجود ہیں۔ بدعقیدہ لوگ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہنے والے کو مشرک کہتے ہیں۔لفظ یا سے پکارنے والے پر شرک کا فتویٰ لگتا ہے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا سے ندا فرمایا ہے مثلا

"یا ایہا النبی! یا ایہا الرسول! یا ایہا المزمل! یا ایہا المدثر"

صحابہ کرام آپ کی ظاہری زندگی میں بھی اور وصال کے بعد بھی یا سے پکارتے رہے جیسا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ روضہ مبارک پر لے جا کر رکھ دیا گیا اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی السلام علیک یارسول اللہ ابوبکر صدیق ہیں اجازت چاہتے ہیں۔(آپ کے پاس دفن ہونے کی) پھر اس کے بعد دروازہ مبارک کھل گیا اور آواز آئی کہ حبیب کو حبیب سے ملا دو" خرج ابن عساکر عن علیؓ

بن أبي طالب قَالَ لما حضرت أَبَا بكر الْوَفَاة أقعدني عِنْد رَأسه وَقَالَ لي يَا عَليّ إِذا أَنا مت فغسلني بِالْكَف الَّذِي غسلت بِهِ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وحنطوني واذهبوا بِي إِلَى الْبَيْت الَّذِي فِيهِ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَاسْتَأْذنُوا فَإِن رَأَيْتُمْ الْبَاب قد فتح فادخلوا بِي وَإِلَّا فردوني إِلَى مَقَابِر الْمُسلمين حَتَّى يحكم الله بَين عباده قَالَ فَغسل وكفن وَكنت أول من بَادر إِلَى الْبَاب فَقلت يَا رَسُول الله هَذَا أَبُو بكر يسْتَأْذن فَرَأَيْت الْبَاب قد فتح فَسَمِعت قَائِلا يَقُول ادخُلُوا الحبيب إِلَى حَبِيبه فَإِن الحبيب إِلَى الحبيب مشتاق''

(تفسیر کبیر جلد پنجم ص ۴۷۸ ۳ / نزھۃ المجالس جلد ثانی صف ۱۹۸)

اگر یارسول اللہ کہنا شرک ہوتا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کی وصیت نہ کرتے اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کبھی یارسول اللہ کہتے ۔معلوم ہوا کہ یارسول اللہ یا حبیب اللہ کہنا جائز ودرست ہے۔

اسی طرح یا علی! یا غوث! یا تاج الشریعہ! بھی کہنا جائز ودرست ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقتولوں کو یا فلاں بن فلاں کہہ کر پکارا تھا۔

البتہ یا محمد کہنا ناجائز ہے کہ یہ سوئے ادب یعنی ادب کے خلاف ہے جیسے والد، پیر، استاد کو نام لیکر پکارنا منع ہے کہ بے ادبی ہے تو نبی کریم علیہ السلام کا نام لے کر پکارنا کیوں کر جائز ہوگا ارشاد خداوندی ہے" لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا "رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔(کنزالایمان سورہ نور ۶۳)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کے دھوبی کا واقعہ درست ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور غوث اعظم کا ایک دھوبی تھا جب وہ انتقال کرگیا اور قبر میں دفن کر دیا تو منکر نکیر آئے سوال کے لیے تو انھوں نے کہا کہ میں غوث اعظم کا دھوبی ہوں ۔کیا یہ واقعہ درست ہے؟ اور کسی معتبر کتاب میں ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔غلام نبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بخشش اور نجات کا دارومدار صرف اعمال پر نہیں ہے بلکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور اہل اللہ سے محبت پر بھی ہے کئی ایسی روایات ہیں جن کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھنے والوں کی ضرور بخشش ہوگی آپ کی ذات بابرکات سے ہر قسم کی کرامات کا صدور بہت تواتر سے ہوا ہے جیسا کہ خلقت کے ظاہر و باطن میں تصرف جنات و انسان پر حکم جاری کرنا پوشیدہ باتوں کا علم اور اس پر اطلاع اسرار کا ظاہر کرنا دلوں کے بھیدوں سے آگاہ ہونا ملک وملکوت کے مخفیات سے خبر رکھنا مواہب غیبیہ کا عطا ہونا مردوں کو زندہ کرنا کوڑھ اور برص کے امراض دور کرنا زمین و آسمان میں امر کا نافذ کرنا لوگوں کی ارادوں کا پھیرنا اشیاء کی جنس و حقیقت کو بدلنا سورج کا طلوع کے بعد آپ کو سلام کرنا سال اور مہینہ کا حاضر ہونا مہینوں سالوں زمانوں میں ہونے والے واقعات کا آپ کو پیشگی سے علم ہونا وغیرہ تمام اقسام کی کرامات بین الخاص والعام ارادتاً اظہار دعویٰ برحق کے طور پر آپ کو حاصل تھیں بڑی سے بڑی بات آپ سے

منسوب ہیں لہٰذا اس طرح کی کوئی کرامت حضور سے صادر ہو یا کوئی واقعہ منسوب ہو تو کوئی بعید کی بات نہیں ہے مگر روایت مذکورہ کے بارے میں اختلاف ہے حضرت علامہ مفتی عبدالواجد صاحب قادری فرماتے ہیں کہ یہی واقعہ یا اس کے مثل تفریح الخاطر میں ہے لیکن اس کے بیان کرنے میں تحقیق ضروری ہے یونہی مبہم طور پر بلا توضیح کے بیان کرنا خلاف احتیاط ہے جس سے بچنا بے حد ضروری ہے۔(فتاویٰ یورپ ص ۲۳۱)

اور فقیہ ملت مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ روایت مذکورہ بے اصل ہے اس کا بیان کرنا درست نہیں لہٰذا جس نے اسے بیان کیا وہ اس سے رجوع کرے اور آئندہ نہ بیان کرنے کا عہد کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو کسی معتمد کتاب سے اس روایت کو ثابت کرے۔(فتاوی فقیہ ملت ج ۲ ص ۴۱۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(حضرت بدیع الدین علیہ الرحمہ کو مدار اعظم کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت بدیع الدین علیہ الرحمہ کو مدار اعظم کہنا کیسا ہے؟ **المستفتی:۔**محمد رضی اللہ قادری کھٹیمہ اتر اکھنڈ عبید اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملک الوہاب

جی ہاں سیدنا سرکار بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدار اعظم کہنا بالکل درست ہے، بلکہ جتنے اللہ تعالیٰ کے اولیائے کرام ہیں سب مدارِ اعظم ہیں، شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ، تحریر فرماتے ہیں حضرت مدار صاحب علیہ الرحمہ، کو مدار اعظم کہنے میں کوئی اعتراض نہیں۔(فتاوی شارح بخاری جلد دوم ص ۱۹۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(لقمان حکیم نبی تھے یا ولی؟)

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت حکیم لقمان کون تھے؟ نبی یا ولی؟ اور وہ کس پیغمبر کے زمانے میں تھے؟ **المستفتی:۔** فیضان رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملک الوہاب

حضرت لقمان حکیم رضی اللہ تعالی عنہ اللہ کے محبوب بندے ولی کامل تھے اور آپ نے کئی انبیائے کرام کا زمانہ پایا جیسا کہ علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہیں حضرت لقمان باعور بن ناعور بن تارخ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی جناب لقمان انہی کی اولاد میں سے ہیں حضرت لقمان حکیم نے ہزار برس زندگی بسر فرمائی یہاں تک کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا اور ان سے علوم دینیہ کا استفادہ کیا اور داؤد علیہ السلام کی بعثت سے پہلے شرعی فتاوی کے مفتی تھے لیکن داؤد علیہ السلام کی بعثت کے بعد آپ نے فتوی نویسی کا عہدہ چھوڑ کر فرمایا اب میرے فتاوی کی ضرورت نہیں جمہور کے نزدیک حضرت لقمان طب اور حقیقی علم وحکمت کے حکیم تھے ۔آپ بنی اسرائیل میں نہایت نیک انسان مشہور تھے خلق خدا کو وعظ ونصیحت اور حکمت بھری باتیں سناتے تھے لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ بنی اسرائیل کے کس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے بہرحال وہ نبی اور پیغمبر نہیں تھے البتہ ایک ہزار انبیاء علیہم السلام سے علمی استفادہ کیا اور یہ ہزار انبیاء علیہ السلام نے ان سے علمی فوائد حاصل کی ۔مزید استفادہ کے لئے تفسیر روح البیان جلد ۱۱ تفسیر لقمٰن دیکھیں) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(جو اللہ کے ولیوں کو نہ مانے اس پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو اللہ کے ولیوں کو نہ مانے اس پر شرعاً کیا حکم ہے؟ بحوالہ جواب عنایت کریں **المستفتی:۔** عبدالرزاق

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اولیائے کرام کا منکر بدمذہب گمراہ جہنمی ہے ممکن ہے کہ ایسے شخص کا خاتمہ خراب ہو جائے بلکہ کسی بھی معتمد بزرگ سے بدعقیدگی ضرور دین کی بربادی ہے اس لیے کہ اولیائے کرام کا انکار، ان سے بغض عداوت یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کا چیلنج ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ”عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ قال من عادیٰ لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب“ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی رکھی اس کے لئے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔(صحیح البخاری جلد دوم ص ۹۶۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ بریلوی

(کیا امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ امام حسن عسکری کے بیٹے ہیں جو پیدا ہو چکے ہیں ایک غار میں چار سال کی عمر میں غائب ہو گئے تھے آپ قیامت سے پہلے نزول عیسی علیہ السلام کے وقت ظاہر ہوں گے ایسا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں

المستفتی: طیفو رعالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ عقیدہ رافضیوں کا ہے جو محض باطل ہے اس لئے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ پیدا ہوں گے، حدیث شریف میں ہے "اِسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاِسْمُ اَبِيْهِ اِسْمَ اَبِيْ" ان کا نام میرے نام کے موافق اور ان کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا، یعنی ان کا نام محمد اور انکے باپ کا نام عبد اللہ ہوگا۔(مشکوۃ المصابیح باب اشراط الساعۃ فصل ثانی ص ۴۷۰)

مراۃ المناجیح میں ہے اس حدیث سے ان روافض کا رد ہوگیا جو کہتے ہیں کہ امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ پیدا ہو چکے ہیں ان کا نام محمد بن حسن عسکری ہے یہ غلط ہے وہ پیدا ہونگے اور محمد بن عبد اللہ نام ہوگا۔(ج ۷ ص ۲۶۶) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا یا جنید یا جنید کہہ کر دریا پار کرنے والا واقعہ درست ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس واقعہ کے بارے میں کہ:ایک شخص دریا پار کر رہا تھا جب وہ یا جنید یا جنید کہتا تو نہیں ڈوبتا اور جب اللہ اللہ کہتا تو ڈوبنے لگتا تھا الخ۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ واقعہ مستند ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔عبد القادر، جھارکھنڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یا جنید یا جنید کہہ کر دریا پار کرنے کا واقعہ بیشک مستند و معتبر ہے۔جیسا کہ حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: یا جنید یا جنید کہہ کر دریا پار کرنے کا واقعہ مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ ربہ القوی کا بیان فرمانا اور امام الفقہاء حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا اسے ملفوظ میں تحریر فرمانا واقعہ مذکورہ کے مستند ہونے کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔لہٰذا زید کا اس کو بیان کرنا درست ہے۔اور بکر کا اس واقعہ کو بے بنیاد و بے اصل کہنا اور اسے گمراہ کن قرار دینا غلط ہے۔اگر کوئی کہے کہ یا جنید یا جنید کہے تو نہ ڈوبے اور اللہ اللہ کہے تو ڈوب جائے یہ کیسے ہوسکتا ہے تو ایسا کہنے والے کو صوبہ مہاراشٹر میں پونہ بھیج دیا جائے کہ اسی شہر کے قریب حضرت قمر علی درویش رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔وہاں ایک بڑا گول پتھر ہے جس کا وزن نوے ۹۰ کلو بتایا جاتا ہے وہ" قمر علی درویش" کہنے پر انگلیوں کے معمولی سہارا دینے سے اوپر اٹھتا ہے اور اللہ کہنے سے نہیں اٹھتا۔میں بذات خود اس کا تجربہ کر چکا ہوں، اس میں کیا راز ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔(ماخوذ از فتاویٰ فقیہ ملت، جلد ا، ص ا) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمٰعیلی

(کیا اعلیٰ حضرت سے محبت کرنے پر غریب نواز کی محبت کم ہو جائے گی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب نے کہا کہ اعلیٰ حضرت کا تزکرہ نہ کریں تو پھر لوگوں نے پوچھا آپ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت سے محبت کرتے ہیں یا نہیں؟ تو امام صاحب نے جواب دیا اگر میں امام اہل سنت سے محبت کروں تو میرے دل سے خواجہ غریب نواز کی محبت نکل جائے گی اس لئے میں اعلی حضرت سے محبت نہیں کرتا قرآن وحدیث کے روشنی میں مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:** ۔محمد غلام احمد رضا حنفی بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسا شخص گمراہ بد دین ہے ۔سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات وہ عظیم ذات ہے جس نے ہندوستان میں مذہب اسلام کی بلندی کے لئے وہ نمایاں خدمات انجام دی ہے کہ آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے پوری زندگی بلکہ زندگی کا ہر لمحہ دین اسلام پھیلانے میں صرف کیا یقینا آپ کی محبت تمام اہل اسلام پر لازم ہے اور ہند پر آپ کا خاص احسان ہے جو کوئی بھی مسلمان فراموش نہیں کرسکتا حضور غریب نواز نے جس مذہب اسلام کی نشر واشاعت کی اسی میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے جو اسلام کی بنیاد کو متزلزل اور بانئی اسلام کی عظمت کو لوگوں کے دلوں سے نکالنے اور اولیاء اللہ کی مخالفت کا بیڑہ اٹھالیا۔ایسے پرفتن ماحول میں رب تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان کو سرزمین بریلی میں پیدا فرمایا پھر اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے تمام فتنوں کا ایسا مقابلہ کیا کہ تن تنہا

تمام باطل فتنوں کو روندڈالا آپ کی تشریف آوری سے ایوان باطل میں زلزلہ برپا ہوگیااور غریب نواز کی صداغوث اعظم کی عطابن کرعشق رسالت میں سرشار ہو کر اہلسنت والجماعت کی رہنمائی فرمائی۔لہٰذا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کرنی ہو گی اور یہی محبت غریب نواز ہے۔ اورمذاہب باطلہ کو دنداں شکن جواب عطا کیااسی لئے ساری دنیا نے آپ کو امام اہلسنت تسلیم کیا ۔لیکن کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہوئے جولوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے غریب نواز کی محبت کا دعوی کرتے ہیں۔اوراعلی حضرت کی عداوت میں تعلیم اعلی حضرت سے لوگوں کو دور کرنے کی کوشش میں لگ گئے۔اورلوگوں کو بتانے لگےکہ غریب نواز نے اسلام کی تعلیم دی ہے مسلمان بنوسنی ،دیوبندی یہ سب تعلیم غریب نواز کی نہیں ہے۔معلوم ہونا چاہئےکہ حضورغریب نواز کے دور میں جو فتنہ تھا ہند میں وہ بت پرستوں کا تھااوروہابیہ دیابنہ تو ۱۲۰۰ہجری کے بعد پیدا ہوئے اوراس فتنہ کو حضوراعلی حضرت علیہ الرحمہ نے روندا تو جس کے دور میں جوفتنہ ہوااسی فتنہ کامقابلہ کیااورسب کا ایک ہی مقصد رہا کہ جان ہوعشق مصطفی روزفزوں کرے خدا۔جس کو ہو درد کامزہ ناز دوا اٹھائے کیوں حضورغریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کادعوی کرنے والاجب تک اعلی حضرت سے محبت نہیں کرے گااس کادعوی جھوٹا ہے یااسی کے برعکس۔اورخیال رہےکہ تمام اولیاء اللہ شان وشوکت والے ہیں سب کی محبت ہم پرلازم ہے؟اور یہ کہنا کہ ایک بزرگ سےمحبت کرنا دوسرے کی محبت نکل جانے کاسبب ہےتو یہ سراسر غلط ہے۔ہم ایک نبی کے امتی ہیں لیکن ہرنبی کو مانتے ہیں اگر کسی نےکسی نبی کا انکارکیا تو ایمان نہیں رہے گا۔اب فیصلہ آپ کریں کہ اگر ایک سےمحبت دوسرے کی محبت نکل جانے کاسبب ہوتا تو ایمان کا جنازہ نکل جاتا حضورعلیہ السلام نے اپنی اور اپنی اہل بیت اورصحابہ کرام کی جماعت سب سےمحبت کاحکم دیاقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اناتارک فیکم الثقلین وقال النبی

صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین المھدیین وقال اصحابی کالنجوم وغیرہ

نیز ارشاد ربانی ہے (قال اللہ تعالیٰ قل لااسئلکم علیہ اجراالاالمودۃ فی القربی) اگر ایک سے محبت دوسرے کی محبت نکل جانے کا سبب ہے پھر یہ آیت کریمہ واحادیث نبویہ کا مطلب کیا ہوگا لہذا ایسے امام سے دور رہیں یہ غلط تعلیمات کے ٹھکیدار یا جاہل ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(مسلک اعلیٰ حضرت کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ جب مسلک چار ہیں تو مسلک اعلی حضرت یہ پانچواں مسلک ہے اور مسلک اعلی حضرت نہیں کہنا چاہئے کیا زید کا کہنا درست ہے؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔محمد فیضان رضا**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

زید کے جملے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اعلی حضرت سے بغض رکھتا ہے ورنہ اس طرح بات ہی نہیں کہتا اسے معلوم ہونا چاہئے کہ مذہب حق اہلسنت و جماعت کو ظاہر کرنے کے لئے ایسے لفظ کا ہونا ضروری ہے جو تمام بدمذہبوں سے ممتاز کردے ضرورت کے لحاظ سے ہر زمانے میں مذہب حق کے ممتاز کے لئے الگ الگ الفاظ سے یاد کیا گیا جو اہل علم پر پوشیدہ نہیں مثلاً صحابہ و تابعین کے دور میں جب معتزلہ ظاہر ہوئے تو اسوقت کے تمام صحابہ و تابعین نے جن میں حضرت عبداللہ ابن عمر حضرت حسن بصری جیسے جلیل القدر صحابی تابعی تھے سب نے مل کر معتزلہ کے باطل عقیدے کا رد کیا لیکن حضرت ابوالحسن اشعری اور انکے اصحاب نے بڑی سختی سے رد کرتے ہوئے ان کے خلاف تقریر و تصنیف کیا اور کتابیں لکھی جس کی وجہ سے اہلسنت کو معتزلہ سے ممتاز کرنے کے لئے اشعری کہا گیا اسی طرح موجودہ دور میں اولیاء کرام اور علمائے اہلسنت نے بدعقیدہ فرقوں کا رد کیا لیکن اعلی حضرت نے بڑی سختی سے ان کا رد کیا اور بیشمار کتابیں تصنیف فرما کر اولیائے کرام کے عقائد و نظریات کو عام کیا اسی لئے مذہب حق

اہلسنت و جماعت کو تمام باطل فرقوں وہابی دیوبندی قادیانی سے ممتاز کرنے کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت خاص و عام میں رائج ہوا جسے عامۂ مسلمین نے پسند کیا اور حدیث شریف میں ہے ''ما رآہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن ''یعنی جسے عامۂ مومنین اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔اس سے پتہ چلا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک نہیں بلکہ صحابہ تابعین کا ہی مسلک ہے اسے نیا مسلک سمجھنا بے وقوفی و نادانی ہے اسی لئے اس دور میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی کہنا ہوگا اور اس سے روکنے والا یا تو بدمذہب ہوگا یا حاسد۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد وسیم فیضی رضوی

(جو سادات کرام کو گالیاں دیتا ہو اس پر شرعا کیا حکم ہوگا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص سادات کرام اور بزرگان دین کو برا بھلا کہتا ہے اور گالیاں دیتا ہے اس پر شرعا کیا حکم ہوگا؟ **المستفتی:۔** محمد رفیق مدھوبن بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ایسا شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اس پر تو لازم ہے کہ جس کو برا بھلا کہا ہے یا گالی دی ہے اس سے معافی مانگے اور توبہ کرے۔اور اگر علم کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو اس پر حکم کفر ہوگا توبہ تجدید ایمان بیوی والا ہو تو تجدید نکاح کرے۔حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں" ایسے شخص کو از سر نو تجدید اسلام چاہئے اور اگر عورت رکھتا ہو تو اس سے بعد توبہ وتجدید اسلام پھر نکاح کرے کہ علمائے کرام نے ایسے شخص پر حکم کفر فرمایا ہے، مجمع الانہر میں ہے.والاستخفاف بالاشراف والعلماء کفرومن قال للعالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدا بہ الاستخفاف کفر" (فتاویٰ رضویہ قدیم جلد ۶ صفحہ ۲۳)

اور اگر وہ توبہ تجدید ایمان نہ کرے تو تمام مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں قَالَ اللّٰہَ تَعَالیٰ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَالذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ "اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(سورہ انعام ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری

(علمائے کرام کی توہین کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے ایک دوست کے گھر پہ ختم قادریہ کے لئے علمائے اہل سنت کو بلوایا،ختم قادریہ کے بعد اپنے چند دوستوں کے درمیان جو غیر عالم ہیں اوپر بیان کئے گئے معاملات پر علمائے اہل سنت کو بے عزت کیا اور اس کی ریکارڈنگ اب بھی لوگوں کو سنا سنا کر علمائے اہل سنت کی توہین کرتا ہے زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ **المستفتین:**۔علمائے اہل سنت سورت گجرات۔

(۱) مولانا آفتاب عالم برکاتی (۲) مولانا آصف رضا (۳) حافظ نور محمد (۴) حافظ عمران قادری (۵) قاری وسیم دانش (۶) مولانا شاہد الحق ادھنا لمبایت یارڈ سورت گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھو الھادی الی الصواب

علمائے کرام کی توہین شرعاً ناجائز ہے۔زید علمائے کرام کی توہین اگر علم کی وجہ سے کرتا ہے تو وہ کافر ہے اور اگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے تو سخت فاسق وفاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب خبیث الباطن ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۱، صفحہ ۵۷۱)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: اگر علمائے دین کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کفر ہے۔(فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، صفحہ ۱۴۰)

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ مجمع الانہر میں

ہے(من قال لعالم عویلم استخفافافقد کفر)جوکسی عالم کومولو یا تحقیر کے لئے کہے وہ کافر ہے ۔(فتاویٰ رضویہ، جلد ۹صفحہ ۱۳۱،ومجمع الانہر، جلد ا،صفحہ ۶۹۵)

اور فتاویٰ رضویہ میں ہے : مطلق علماء کو یا خاص کسی عالم دین کو بوجہ علم دین برا کہنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے ۔عورت فوراً نکاح سے نکل جائے گی ۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۶صفحہ ۱۵۴)

اور ایک مقام پر سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں : فقہائے کرام توہین عالم را کفر داشتہ اند ۔اھ ۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۶صفحہ ۱۳۶)

اور فتاویٰ فیض الرسول میں ہے(من ابغض عالما من غیر سبب ظاھر خیف علیہ الکفر)

بہار شریعت میں ہے : علم دین اور علماء کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالم علم دین ہے کفر ہے ۔(بہار شریعت، جلدنہم،صفحہ ۱۷۲)

اور منح الروض الازہر میں ہے (الظاھر انہ یکفر)جولوگ کہ دینی کام کرنے والوں کی عزت بگاڑنے کے درپے ہوجاتے ہیں وہ شیطان کے مددگار ظالم جفا کار حق العبد میں گرفتار مستحق عذاب نار ہیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کا بائیکاٹ کریں ۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم،صفحہ ۶۶۷،۶۶۸)

اور بحر الرائق میں ہے(ومن ابغض عالما من غیر سبب ظاھر خیف علیہ الکفر ، ولو صغر الفقیہ اوالعلوی قاصداالاستخفاف بالدین کفر ، وان لم یقصدہ)(البحر الرائق شرح کنزالدقائق صفحہ ۳۴)

یونہی علمائے کرام کی تذلیل وتحقیر کی نیت سے جھوٹی خبر اڑانا اگر بوجہ علم دین ہے تو کفر ہے ۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر زید علمائے کرام کی توہین اگر عالم سمجھ کر کرتا ہے تو وہ کافر ہے، اس پر تجدید ایمان لازم وضروری ہے اور تجدید نکاح اگر بیوی والا ہے تو لازم ہے، نیز اگر صاحب شرع

پیر سے مرید ہے تو تجدید بیعت بھی کرلے، یہ سب نہ کرنے کی صورت میں زید کا سماجی بائیکاٹ تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔قرآن مقدس میں ہے(وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ)اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(کنزالایمانسورۃالانعام پارہ ۷،رکوع ۱۴ آیت ۶۸)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
غلام محمد صدیقی فیضی

(آل رسول کی تعظیم کب تک کی جائے گی؟)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر آل رسول حد کفر کو پہنچ گیا ہو تو کیا ان کی تعظیم کرنا واجب ہے؟ مدلل و مفصل مع حوالہ جواب عنایت فرما کر ممنون و مشکور رہوں

المستفتی:۔ بلال احمد علوی بہرائچ شریف یوپی.

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سید سنی صحیح المذہب کی تعظیم لازم ہے اگر چہ اس کے اعمال کیسے ہوں ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی۔ ہاں اگر اس کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی وہابی قادیانی نیچری وغیرہم تو اب اس کی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی" قال أللّٰه تعالی اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ "اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے نوح (علیہ السلام) وہ (یعنی تیرا بیٹا) تیرے خاندان اور گھرانے والوں میں سے نہیں اس لئے کہ اس کے کام اچھے نہیں (سورہ ھود آیت ۴٦/فتاویٰ رضویہ جدید ج ۲۲ ص ۴۲۳/رضا فاؤنڈیشن لاہور) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(آل رسول کو گالی دینا اور ان سے سند مانگنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک سید صاحب نے غلط مسئلہ بتایا تو زید برا بھلا کہنے لگا سید صاحب نے کہا کہ بھائی اس طرح نہ کہو میں آل رسول ہوں اور یہ بار بار بتاتے رہے،اس پر زید گالی بکنے لگا اور سند مانگنے لگا تو زید پر کیا حکم ہے؟ اور غلط مسئلہ بتانے کی وجہ سے آل رسول پر کیا حکم ہے؟ کیا غلط مسئلہ بتانے کی وجہ سے برا بھلا کہہ سکتے ہیں؟ **المستفتی:۔** عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کسی بھی مسلمان کو گالی دینا ناجائز و حرام ہے حدیث شریف میں ہے "سباب مسلم فسوق" اور آل رسول کا مرتبہ تو بہت ہی بلند و بالا ہے کہ جملہ مسلمانوں پر ان کی تعظیم فرض ہے۔ارشاد ربانی ہے "قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى* (محبوب) تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۲۳)

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں سادات کرام کی تعظیم فرض ہے۔اور ان کی توہین حرام بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا، یا کسی کو میروا، بروجہ تحقیر کہے کافر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال لعالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدا به الاستخفاف کفر (فتاوی رضویہ جلد ۲۲ ص ۴۲۰ / دعوت اسلامی)

زید پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور سید صاحب سے معافی مانگے کیونکہ اگر کوئی اپنے آپ کو سید کہے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم تسلیم کرلیں یہی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تعلیمات ہے جیسا کہ مشہور

ہے کہ پالکی اٹھانے والے نے جب اپنے آپ کو سید کہا تو آپ پالکی سے نیچے اتر پڑے اور سید زادے کو پالکی میں بٹھا کر حالت بیماری میں سفر کیئے ۔میں پوچھتا ہوں کیا آپ نے سند مانگی تھی؟ یا گواہ پیش کرنے کو کہا تھا؟ تو یہی جواب ہوگا کہ نہیں. پھر زید سید صاحب کے بار بار کہنے پر تسلیم کیوں نہیں کیا؟ کیا یہی مسلک اعلی حضرت ہے؟

شیخ عدی نے اپنی کتاب مشارق الانوار میں ابن جوزی کی تصنیف ملقط سے نقل کیا کہ ایک علوی قیام پزیر تھا اسکی بیوی اور چند بیٹیاں تھی قضائے الہی سے وہ شخص فوت ہوگیا انکی بیوی کہتی ہے کہ شماتت اعداء کے خوف سے سمر قند چلی گئی میں وہاں سخت سردی میں پہنچی میں نے اپنی بیٹیوں کو مسجد میں لے جا کر بیٹھا دیا اور خود خوراک کی تلاش میں نکل پڑی میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں میں نے اسکے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ رئیس شہر ہے میں اسکے پاس پہنچی اور اپنا حال زار بیان کیا اس نے کہا کہ اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو اس نے میری طرف کوئی توجہ نہیں کی میں مسجد کی طرف واپس چل پڑی میں نے راستے میں بلند جگہ پر ایک بوڑھا بیٹھا ہوا دیکھا جس کے گرد کچھ لوگ جمع تھے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ محافظ شہر ہے اور مجوسی ہے میں نے سوچا کہ ممکن ہے اس سے کچھ فائدہ حاصل ہو جائے چنانچہ میں اسکے پاس پہنچی اپنی سرگزشت بیان کی اور رئیس شہر کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا اسے بھی بیان کیا اور اسے بتایا کہ میری بچیاں مسجد میں ہیں اور ان کے کھانے پینے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے اس نے اپنے غلام کو بلایا اور کہا کہ اپنی مالکہ (یعنی میری بیوی) سے کہدوں کی وہ کپڑے پہن کر تیار ہو کر آ جائے چنانچہ وہ آگئی اور اسکے ساتھ چند کنیزیں بھی تھیں بوڑھے نے اپنی بیوی سے کہا اس عورت کے ساتھ فلاں مسجد میں چلی جا اور اسکی بیٹیوں کو اپنے گھر لے آ وہ میرے ساتھ گئی اور بچیوں کو اپنے گھر لے آئی شیخ نے اپنے گھر میں ہمارے لئے الگ رہائش گاہ مقرر کیا غسل کا انتظام کیا ہمیں بہترین کپڑے پہنائے اور طرح طرح کے کھانے کھلائے جب آدھی رات ہوئی تو رئیس شہر نے خواب میں

دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور لواء الحمد رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سر پر لہرا رہا ہے آپ نے اس رئیس سے اعراض فرمایا اس نے عرض کیا حضور آپ مجھ سے اعراض فرمارہے ہیں جب کہ میں مسلمان ہوں نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا "اقم بینتك عندی انك مسلم" تم اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کرو وہ حیرت زدہ رہ گیا رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے جو اس علوی عورت سے جو کچھ کہا تھا اسے بھول گیا یہ محل جو تمھارے نگاہوں کے سامنے ہے یہ اس شیخ کا ہے جس کے گھر وہ عورت ہے الخ۔ (خطبات محرم ص ۲۷۵،۲۷۶)

رہا غلط مسئلہ بیان کرنا تو کوئی ضروری نہیں کہ ہر عالم کے پاس ہر مسئلہ کی تحقیق ہو پھر ایک غلطی کی وجہ سے اس طرح گستاخی کرنا شرعا جائز نہیں ہے جب تک آل رسول سے کفر نہ صادر ہو جائے آل رسول کی تعظیم مسلمانوں پر فرض ہے جیسا کہ مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ جب تک ان کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۲ ص ۴۲۱ ، دعوت اسلامی)

نیز فرماتے ہیں سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگر چہ اس کے اعمال کیسے ہوں ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے نفس اعمال سے تنفر ہو بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہونچے جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی ہاں اگر اس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی وہابی قادیانی نیچری وغیرہم تو اب اس کی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۲ ص ۴۲۳ ، دعوت اسلامی)

مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ زید گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا لہذا زید پر توبہ لازم ہے ساتھ ہی سید صاحب سے معافی مانگے۔ اور اگر ایسا نہ کرے تو زید کا سماجی بائیکاٹ کر دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا ہر پیر ولی ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ پیر اور ولی میں فرق ہے کہ ہر ولی پیر ہے اور ہر پیر ولی نہیں اب سوال یہ ہے کہ کیا زید کا کہنا صحیح ہے اگر صحیح ہے تو پیر اور ولی میں کیا فرق ہے؟ اور پیر اور ولی کسے کہتے ہیں؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت کریں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ محمد صادق عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کا کہنا غلط ہے کیونکہ نہ ہر ولی پیر ہے۔اور نہ ہر پیر ولی ہے دونوں کی تعریفیں ملاحظہ کریں.

* ولی * ولی کا مطلب ہے دوست تو جو اللہ کا ولی ہوگا وہ اللہ کا دوست ہوگا یعنی اللہ سے محبت کرتا ہوگا اور جو اللہ سے محبت کرنا چاہے اس کے لئے لازم ہے کہ حضور علیہ السلام کی اتباع کرے جیسا ارشاد ربانی ہے *قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ*اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

(کنزالایمان،سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع کرے گا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول وفعل پر عمل کرے گا.خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو ولی ہوگا وہ شریعت کا پابند ہوگا شریعت کے خلاف نہ کچھ کلام کرے گا نہ ہی کوئی قدم اٹھائے گا۔

پیر پیر وہ ہے جس کے اندر یہ چاروں شرطیں پائی جاتی ہوں (۱) سنی صحیح العقیدہ ہو۔(۲) فاسق معلن نہ ہو۔(۳) عالم ہو۔
(۴) اس کا سلسلہ حضور علیہ السلام سے ملتا ہو۔(فتاوی رضویہ)

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ نہ ہر پیر ولی ہے نہ ہر ولی پیر ہے ہاں اتنا ضرور ہے ہر ولی عالم ہو گا مگر ہر عالم ولی نہیں یونہی ہر پیر عالم ہو گا مگر ہر عالم پیر نہیں .المختصر۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا اولیائے کرام کو پکارنا گمراہی ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کچھ بدمذہب لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے کچھ آیتوں کا ترجمہ اولیاء کرام کے لئے کر رہے ہیں لہٰذا واضح فرما کر شان نزول بتا دیجیے جزاك اللّٰه خیراً عمیاً ترجمہ نیچے درج ہے۔

اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوسکتا ہے جو ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے، اور انکو انکے پکارنے کی خبر نہ ہو (القرآن سورۃ الکھف آیت نمبر ۵)

اور یہ زندے اور مردے برابر نہیں ہوسکتے، اللہ جسکو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور تم انکو جو اپنی قبروں میں دفن ہوئے ہیں انکو نہیں سنا سکتے (سورۃ فاطر/آیت ۲۲)

اور جن لوگوں کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کوئی چیز بھی تو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود وہ پیدا کئے گئے بے جان لاش ہیں، انکو یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ کب اٹھائے جائیں گے۔

(سورۃ نحل ۱۶/آیت ۲۰/۲۱)

المستفتی:۔ احتشام رضا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ جو آیت کریمہ ہے وہ کفار ومشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہی لوگ (کفار ومشرکین) بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور اس آیت سے جو قبر یا مزار پر جانا مراد لے تو اس کی یہ سراسر جہالت ہے۔ یا پھر گمراہ بدمذہب ہے۔

اور رہی بات مزارات اولیاء پر جانا یا ان سے مدد طلب کرنا تو یہ جائز و درست ہے اور اس بارے میں بہت ساری احادیث کریمہ وارد ہیں۔فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: بزرگان دین کے

مزارات اور ان کے ذوات سے وسیلہ جائز ہے۔ اور حضور ﷺ کے وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روضہ اقدس سے مختلف طریقے سے توسل کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوالجوزاء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: قال قحط اهل مدینة قحطا شديدا فشكوا الیٰ عائشة فقالت انظر وا قبر النبی ﷺ فاجعلوا منه كوى الى السماء حتى لايكون بينه وبين السماء سقف ففعلوا مطروا مطرا حتى نبت العشب سمنت الابل حتى لفتقت من الشحم فسمیٰ عام الفتق" یعنی حضرت ابو جوزاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑ گیا لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے قبر مبارک کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی جانب چھت میں سوراخ کر دو یہاں تک کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے پس انہوں نے ایسا ہی کیا تو اس زور کی بارش ہوئی کہ خوب سبزہ اگا اور اونٹ فربہ ہو گئے یہاں تک کہ ان کی چربی پھٹی پڑتی تھی تو اس سال کو خوشحالی کا سال کہا جانے لگا۔ (دارمی مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۵)

اور امام بیہقی وابن ابی شیبہ نے مالک الدار سے روایت کی ہے: اصاب الناس قحط فی زمن عمر بن الخطاب فجاء رجل (بلال بن حارث مزنی صحابی) الیٰ قبر النبی ﷺ فقال یا رسول الله استسق الله لامتك فانهم قد هلكوا فاتاه رسول الله ﷺ فی المنام فقال ائت عمر فاقراه السلام واخبرهم انهم سيسقون" یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک مرتبہ قحط پڑا تو ایک صحابی یعنی حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے مزار اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لئے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگئے کہ وہ ہلاک ہوئے جاتی ہے رسول اللہ ﷺ ان کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا عمر کو جا کر سلام کہو اور لوگوں کو خبر کر دو کہ جلد پانی برسنے والا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قرۃ العینین میں اس حدیث کو نقل کر کے لکھا کہ رواہ عمر فی الاستیعاب اور امام قسطلانی

نے مواہب میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اور حضرت امام غزالی رضی اللہ نے فرمایا: کہ جس سے زندگی میں مدد طلب کی جاتی ہے اس سے اس کی وفات کے بعد بھی مدد طلب کی جاسکتی ہے۔

مشائخ میں سے ایک نے فرمایا: کہ میں نے بزرگوں سے چار شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے قبروں میں ویسے ہی تصرف کرتے ہیں جیسے اپنے زندگی میں یا کچھ زیادہ شیخ معروف کرخی و شیخ عبد القادر جیلانی اور دو دوسرے حضرات کو اور مقصود حصر نہیں ہے جو خود دیکھا پایا کہا۔

اور سیدی احمد بن مرزوق جو عظماء فقہاء وعلماء ومشائخ مغرب میں سے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ایک دن شیخ ابو العباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا فوت شدہ کی میں نے کہا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں فوت شدہ کی امداد زیادہ قوی ہے تو شیخ ابو العباس نے فرمایا ہاں اس لئے کہ وہ بارگاہ حق میں ہے اور اس کے حضور میں اور اس گروہ سے اس معنیٰ کی نقل حصر و احصار کی حد سے باہر ہے اور کتاب وسنت نیز اقوال سلف میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جو اس کے منافی ہو۔(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۷۱۷)

اور کتاب وسنت میں جب کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جو غیر اللہ سے استمداد کے منافی ہو تو یہی قرآن وحدیث سے اس کے جواز کی اصل ہے۔(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۴۸۲ تا ۴۸۴)

اور سوال والی آیت کریمہ کا ترجمہ وتفسیر ملاحظہ ہو۔

(۱) وَ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ وَ ہُمۡ عَنۡ دُعَآئِہِمۡ غٰفِلُوۡنَ ۔ اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے جو قیامت تک ان کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں۔(کنز الایمان، سورۃ الاحقاف، پارہ ۲۶/ آیت ۵،)

مشرکین اپنے ہاتھوں سے بتوں کو بناتے ہیں اور پھر انہیں خدا مان کر ان کی عبادت شروع کر دیتے ہیں حالانکہ ان کی عادت یہ ہے کہ اگر یہ مشرکین قیامت تک بتوں کو پکارتے رہے

تو وہ ان کی پکار سن نہیں سکتے اور نہ ہی ان کو اپنے پجاریوں کی خبر ہے کیونکہ یہ جماد اور بے جان ہیں جس کی وجہ سے نہ سن سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں اور اس آدمی سے زیادہ گمراہ اور کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عاجز اور بے بس بتوں کی پوجا کرتا ہے اور ان سے ایسی چیزیں مانگتا ہے جو وہ قیامت تک نہیں دے سکتے نیز جو وہ کہہ رہا ہے اس سے بت غافل ہیں نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں، نہ پکڑتے ہیں کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں جو بالکل بہرے اور فہم کی صلاحیت سے عاری ہیں۔(تفسیر کبیر، الاحقاف، تحت الآیۃ ۵، جلد ۱۰، صفحہ ۷، ۸۔ خازن جلد ۴، صفحہ ۱۲۲، ابن کثیر جلد ۷، صفحہ ۲۵۳)

(۲) وَ مَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَ لَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَ مَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ "اور برابر نہیں زندے اور مردے بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور تم نہیں سنانے والے انہیں جو قبروں میں پڑے ہیں۔(کنز الایمان، سورہ فاطر پارہ ۲۲، آیت ۲۲)

اس آیت میں زندہ سے مراد مومنین یا علماء ہیں، اور مردوں سے کفار یا جاہل لوگ مراد ہیں، ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ دونوں برابر نہیں۔اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ سناتا ہے جسے چاہتا ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ جس کی ہدایت منظور ہو اسے اللہ تعالیٰ ایمان کی توفیق عطا فرماتا ہے۔(خازن، جلد ۳، صفحہ ۵۳۳، جلالین شریف، صفحہ ۳۶۶)

وما انت بمسمع من فی القبور" اور تم انہیں سنانے والے نہیں جو قبروں میں پڑے ہیں) آیت کے اس حصے میں کفار کو مردوں سے تشبیہ دی گئی کہ جس طرح مردے سنی ہوئی بات سے نفع نہیں اٹھا سکتے اور نصیحت قبول نہیں کر سکتے، بد انجام کفار کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ہدایت و نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

یاد رہے کہ اس آیت سے مردوں کو نہ سننے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ آیت میں قبر والوں سے مراد کفار ہیں نہ کہ مردے اور سننے سے مراد وہ سننا ہے جس پر ہدایت کا نفع مرتب ہو اور جہاں تک مردوں کے سننے کا تعلق ہے تو یہ کثیر احادیث سے ثابت ہے۔

نوٹ:۔زندوں کے سننے کے متعلق مزید معلومات کے لئے سورۃ النمل، آیت ۸۰، اور سرکار اعلیٰ حضرت کا رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات، کا مطالعہ فرمائیں۔

وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ-وَ مَا یَشْعُرُوْنَۙ-اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ "اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں مردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔(کنزالایمان، سورۃ النحل، پارہ ۱۴، آیت ۲۱، ۲۰)

مستند مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس آیت میں مذکور لفظ یدعون کا معنیٰ یعبدون یعنی عبادت کرنا لکھا ہے جیسا کہ ابوسعید عبداللہ بن عمر بیضاوی، امام جلال الدین سیوطی، ابوسعود محمد بن محمد اور علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن معبودوں کی کفار عبادت کرتے ہیں۔(تفسیر بیضاوی، صفحہ ۳۹۱، جلالین صفحہ ۲۱۷، ابوسعود، صفحہ ۲۵۶، روح البیان، جلد ۵ صفحہ ۲۴، ۲۳)

علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمہ اس آیت کے لفظ یدعون کا معنیٰ یعبدون لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں لفظ دعا عبادت کے معنیٰ میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔

(روح روح البیان، جلد ۵ صفحہ ۲۳)

ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کہ کفار اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ اس بات پر قادر نہیں کہ کوئی چیز پیدا کرسکیں بلکہ وہ خود پتھروں، اور لکڑی وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں۔(سمرقندی جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن بتوں کی کفار عبادت کرتے ہیں وہ اپنی ذات میں بھی ناقص ہیں کہ انہیں دوسروں نے بنایا ہے اور اپنی صفات میں بھی ناقص ہیں کہ یہ کسی چیز کو پیدا ہی نہیں کرسکتے۔(تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۵)

(اموات: بے جان ہیں) امام ابن ابی حاتم اور امام محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہما اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یہ بت جن کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے بے جان ہیں۔ ان میں روحیں نہیں اور نہ ہی یہ اپنی عبادت کرنے والوں کو کوئی نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں۔(تفسیر ابن ابی حاتم جلد ۷، صفحہ ۲۲۸۰، تفسیر طبری، جلد ۷، صفحہ ۵۷۳، ۵۷۴)

انہیں بزرگوں کے حوالے سے علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی یہی تفسیر درمنثور میں رقم فرمائی۔(درمنثور جلد ۵، صفحہ ۱۱۹)

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جن بتوں کی کفار عبادت کرتے ہیں اگر یہ حقیقی معبود ہوتے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرح زندہ ہوتے انہیں کبھی موت نہ آتی حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ بے جان ہیں زندہ نہیں اور ان بتوں کو خبر نہیں کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے تو ایسے مجبور بے جان اور بے علم معبود کیسے ہو سکتے ہیں۔(تفسیر کبیر، جلد ۷، صفحہ ۱۹۵)

اور امام علی بن محمد علیہ الرحمہ اپنی کتاب تفسیر خازن میں فرماتے ہیں: اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ بت اگر معبود ہوتے جیسا کہ تمہارا گمان ہے تو یہ ضرور زندہ ہوتے انہیں کبھی موت نہ آتی کیونکہ جو معبود عبادت کا مستحق ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہ آئے گی اور بت چونکہ مردہ ہیں وہ زندہ نہیں لہٰذا یہ عبادت کے مستحق نہیں۔(تفسیر خازن، جلد ۳، صفحہ ۱۱۸)

ان کے علاوہ دیگر مستند تفاسیر جیسے تفسیر طبری، تفسیر سمرقندی، تفسیر بغوی، تفسیر ابوسعود، تفسیر قرطبی اور تفسیر صاوی میں صراحت ہے کہ اس آیت میں (اموات غیر احیآء) سے مراد بت ہیں کسی بھی مستند مفسر نے ان آیات کا مصداق انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو قرار نہیں دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
غلام محمد صدیقی فیضی

(کیا کعبہ معظمہ حضرت رابعہ بصریہ کے استقبال کو گیا تھا؟)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے استقبال کو کعبہ معظمہ گیا تھا؟ **المستفتیہ**:۔صنوبر ناز سلطانی کسیرا مہینگاؤں کشن گنج بہار انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ (رابعہ بصریہ) نے طویل عبادت وریاضت کی زندگی بسر کی اور اس دوران حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی چنانچہ آپ ایک گدھے پر سامان لاد کر چل پڑیں۔آپ کا یہ گدھا بہت نحیف تھا،سفر کی صعوبتیں برداشت نہ کر سکا اور راستے ہی میں مرگیا قافلے والوں نے از راہِ ہمدردی کہا کہ کوئی بات نہیں ہم آپ کا سامان اٹھالیں گے آپ اپنا سفر ہمارے ساتھ جاری رکھیں آپ نے قافلے والوں سے فرمایا کہ آپ جائیں میں نے یہ سفر اپنے پروردگار کے بھروسے اور توکل پر شروع کیا تھا۔قافلے والوں نے یہ سنا تو خاموش ہو گئے اور آپ کو تنہا چھوڑ کر روانہ ہو گئے۔اب آپ جنگل میں اکیلی تھیں،آنسوؤں کا دریا آپ کی آنکھوں سے رواں تھا۔آپ نے فرمایا اے ربّ العزت تو نے ہی مجھے خانہ کعبہ کی زیارت کیلئے بلایا تھا اور اب تو ہی مجھے اس سے روک رہا ہے راستے میں میرے گدھے کو مار ڈالا اور مجھ کو جنگل میں تنہا چھوڑ دیا۔اے رب العالمین! میں کمزور ہوں تیرے دیدار کی پیاسی ہوں مجھ پر اپنا فضل وکرم کر۔ابھی آپ دعا میں مصروف ہی تھیں کہ گدھا اٹھ کھڑا ہوا،آپ بہت خوش ہوئیں۔اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنا سامان دوبارہ گدھے پر لاد کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوگئیں۔جب آپ وہاں

پہنچیں آپ نے دیکھا کہ کعبہ خود آپ کے استقبال کیلئے چلا آرہا ہے آپ ٹھہر گئیں اور فرمایا ''اے پتھر کے مکاں واپس لوٹ جا مجھے تیری پتھریلی دیواروں کی ضرورت نہیں بلکہ میں تو اس محبوب سے ملنے کی متمنی ہوں جس کا یہ گھر ہے مجھے تیرے حُسن سے زیادہ جمالِ خداوندی کی تمنا ہے۔

یہی وہ دن تھا جب حضرت ابراہیم بن ادہم ہر قدم پر دو رکعت نماز ادا کرتے ہوئے چودہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے تھے۔ جب آپ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ اپنی جگہ پر موجود نہیں تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خیال کیا کہ شاید میری بصارت زائل ہوگئی ہے یا شاید میری عبادت و ریاضت ضائع ہوگئی ہے لیکن اسی وقت غیب سے ایک ندا آئی کہ ''اے ابراہیم! نہ تو تمہاری بصارت زائل ہوئی ہے اور نہ تمہاری ریاضت ضائع ہوئی ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ خانہ کعبہ واقعی اپنی جگہ پر موجود نہیں کیونکہ وہ ایک ضعیفہ کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سنا تو آپ پر رقت طاری ہوگئی روتے ہوئے پوچھا اے اللہ! وہ قابل احترام کون ہے؟ جواب ملا سامنے دیکھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ حضرت رابعہ بصریہ لاٹھی کے سہارے چلی آرہی ہیں اور خانہ کعبہ بھی اپنے مقام پر واپس آچکا ہے۔ پھر آپ دونوں نے حج ادا کیا حضرت رابعہ بصریہ نے انتہائی عاجزی سے اللہ کو پکارا اے مالک تو نے حج پر اجر کا وعدہ کیا ہے اور مصیبت پر صبر کرنے پر بھی لہٰذا اگر میرا حج قبول نہیں تو مصیبت پر صبر کرنے کا اجر ہی عطا کردے کیونکہ حج کی عدم قبولیت سے زیادہ اور کون سی مصیبت ہوسکتی ہے حج سے فارغ ہو کر حضرت رابعہ بصریہ واپس تشریف لائیں اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہوگئیں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(سید وسلطان فقر وخواجہ مخدوم الغریب الخ۔ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ گیارہ کتاب میں فارسی کا جو شعر ہے (سید وسلطان فقر وخواجہ مخدوم والغریب۔۔الخ) اسے کیا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے پڑھنے سے منع فرمایا ہے؟ اور اگر ہاں تو تھوڑا مفصلا وضاحت فرما دیجئے وجہ کیا ہے. بینوا توجروا **المستفتی** احتشام رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۳/ص ۷۴۷/دعوت اسلامی واحکام شریعت ح سوم ص ۲۶۸/میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے یہ رباعی پڑھنے سے منع فرمایا ہے بایں طور کہ اس میں کچھ الفاظ شان اقدس میں زیبا نہیں ہیں البتہ فی الوقت کچھ کتب میں جو اشعار ملتے ہیں ان میں اور دورا علیٰ حضرت میں کئے گئے سوال میں کچھ فرق ہے۔

اول:۔ یہ کہ اس میں اور اس میں لفظ کا فرق ہے

سید وسلطان فقیر وخواجہ مخدوم وغریب	بادشاہ وشیخ ودرویش وولی ومولانہاور

فی زمانہ پڑھے جانے والے اشعار میں اس طرح ملتے ہیں

سید وسلطان فقر وخواجہ مخدوم والغریب	بادشاہ وشیخ ودرویش وولی ومولانۂ
میر صالح فاطمہ ثانی ،اسامی والدین	بو سعید پیر ایشان مرد مردانۂ
زینب و بی بی نصیبہ خواہران حضرت اند	ایں السامی پاک را باید کہ ہر فرزانۂ

دوم:۔ یہ کہ وہاں ذکر رباعی کا ہے جبکہ یہاں مسدس ہے۔

اور ان اشعار میں ظاہرا کوئی کمی نظر نہیں آتی ہوسکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس میں کچھ کمی ہو بعد میں اسے درست کرلیا گیا ہو مگر میری رائے یہی ہے کہ ایسے متشبہ اشعار سے بچا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

صہیب رضا رزمی

(مزارات اولیاء پر حاضری لگانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ درگاہ پر پیشی (حاضری) لگانا کیسا ہے؟ اور اس کی کیا حقیقت ہے؟ **المستفتی:۔** محمد ماجد برکاتی کالپی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مزارات اولیاء پر حاضری دینا اور فیض حاصل کرنا جائز و درست ہے۔حدیث شریف میں ہے ''عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْہ'' حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لہٰذا (اب تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کیا کرو۔

(مسلم جلد اول کتاب الجنائز صفحہ ۳۱۴ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور الفصل الاول صفحہ ۱۵۴)

شروع اسلام میں زیارت قبور مسلمان مردوں عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا کیونکہ لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے اندیشہ تھا کہ بت پرستی کے عادی ہونے کی وجہ سے اب قبر پرستی نہ شروع کر دیں۔جب ان میں اسلام راسخ ہوگیا تو یہ ممانعت منسوخ ہوگئی جیسے شراب حرام ہوئی تو شراب کے برتن کا بھی استعمال کرنا ممنوع ہوگیا تاکہ لوگ برتن دیکھ کر پھر شراب یاد نہ کرلیں جب لوگ ترک شراب کے عادی ہو گئے تو برتنوں کے استعمال کی ممانعت منسوخ ہوگئی جیسا کہ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت سے قرب کے سبب اس اندیشہ سے حضور ﷺ نے پہلے قبروں کی

زیارت سے منع کر دیا تھا کہ لوگ ان کے ساتھ پھرکہیں جاہلیت والا رویہ نہ اختیار کرلیں۔ پھر جب اسلام کے قوانین سے لوگ خوب آگاہ ہو گئے تو آپ نے قبروں کی زیارت کے لئے اجازت دے دی۔(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۷۱۷)

اور دوسری جگہ شیخ صاحب فرماتے ہیں ''زیارت قبور مستحب باتفاق'' یعنی قبروں کی زیارت بالاتفاق مستحب ہے۔(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۷۱۵)

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں زیارت قبور کے فوائد بتاتے ہوئے مصطفے جان رحمت ﷺ نے فرمایا۔{ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ} میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لہٰذا (اب تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کرو اس لئے کہ قبروں کی زیارت دنیا سے بیزار کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔(ابن ماجہ جلد اول ابواب ماجاء فی الجنائز صفحہ ۱۱۲، مشکوۃ باب زیارت القبور الفصل الثالث صفحہ ۱۵۴)

یونہی آسیب زدہ عورت کو بغرض علاج جانا بھی درست ہے جب کہ کسی اور طریقے سے ٹھیک نہ ہو جیسا کہ آج کل کے عاملین ہیں کہ روپئے کا سوال پہلے کرتے کام کچھ نہیں الا ماشاءاللہ

پھر بہت سے غریب ایسے ہیں کہ پیسہ بھی نہیں دے سکتے تو اگر صحیح معنوں میں آسیبی ہے اور مزارات اولیاء پر جانے سے شفا مل رہا ہے جیسے کچھو چھہ شریف یا دیگر مزارات اولیاء سے لوگوں کو فائدہ پہونچا ہے تو شرعاً اجازت ہے کیونکہ یہ مجبوری ہے جیسے غیر محرم کو ستر دکھانا حرام ہے مگر بغرض علاج ڈاکٹر کو دکھانے کی اجازت ہے اور اس کا ثبوت قرآن کریم سے ہے ارشاد ربانی ہے ''اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ'' اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سُور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا ہی کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ

خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے،۔(کنزالایمان،سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۷۳)

یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مردار،خون اور سور کا گوشت حرام فرمایا مگر ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ناچار ہو یعنی مجبور تو کھا سکتا ہے اس مقدار میں کہ اس کی جان بچ جائے یعنی ضرورت سے زیادہ نہ کھائے اور نہ بغیر ضرورت یعنی خواہش سے کھائے یونہی وہ خواتین جو صحیح معنوں میں آسیب زدہ ہیں اور ان کا علاج کسی اور طریقے سے نہیں ہو پا رہا ہے تو وہ اتنے دن کے لئے مزارات اولیاء پر جا سکتی ہیں کہ انکی پریشانی دور ہو جائے مگر اس میں بھی شرطیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) شوہر یا کسی محرم کے ساتھ ہوں۔

(۲) بہتر عمدہ لباس میں نہ ہوں جس سے غیروں کا دل انکی طرف مائل ہو۔

(۳) بغیر زینت کے ہوں نہ کہ سنگار وغیرہ کر کے جانا جیسے کہ اکثر عورتیں کر کے جاتی ہیں۔

(۴) مرد وعورت کا خلط ملط نہ ہو۔

(۵) پردے کا مکمل انتظام ہو۔

ان شرطوں کے ساتھ اگر کوئی عورت جاتی ہے تو بوجہ مجبوری رخصت یعنی اجازت ہے مگر یاد رہے کہ وہاں جا کر اپنی مرضی سے حاضری نہ لگائے یعنی مکر کر کے چلائے شور وگل کرے جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ اکثر عورتیں مکر کرتی ہیں اور جھوٹ بول کر بھائی رشتہ دار کو بدنام کرتی ہیں۔ ہاں اگر شیطان اوپر حاضر ہو کر کچھ چلائے تو کوئی بات نہیں مگر اس وقت بھی پردے کا مکمل خیال رکھا جائے۔

اور اگر کچھ نہ ہوا ہو یونہی حاضری لگانا عورتوں کو قطعاً جائز نہیں جیسا کہ اکثر عورتیں ہر جمعرات کو مزارات اولیاء پر حاضری لگاتی رہتی ہیں وہ بھی عمدہ عمدہ لباس پہن کر مکمل سنگار کر کے یہ شرعاً جائز نہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ عورتوں کو مزار پر جانا کیسا ہے تو فرمایا ’’غنیہ

میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزاروں پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے۔ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہوجاتی ہے اور جب تک واپسی آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔ سوائے روضہ رسول ﷺ کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔ وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن کریم نے اسے مغفرت کا ذریعہ بتایا۔ (الملفوظ ص ۲۴۰ / رضوی کتاب گھر دہلی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا مفتی اعظم ہند کو نائب رسول کہہ سکتے ہیں؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو نائب سید المرسلین ﷺ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ المستفتی:۔ عبداللہ انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تمام علماء ربانیین نائب سید المرسلین ﷺ ہیں اور رہی بات سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تو آپ کا کیا کہنا آپ تو علماء کے تاج ہیں آپ تو مقبول بارگاہ خدا اور رسول ہیں ۔امام طبرانی نے اوسط میں سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالی سے دعا کی (اللهم ارحم خلفائی قلنا یارسول اللہ ﷺ ومن خلفاءك قال الذین یاتون من بعدی یروون احادیثی ویعلمو نها الناس) (الترغیب والترھیب ج ۱رص ۱۱۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ میرے جانشینوں (نائبوں) پر رحم فرما صحابہ کہتے ہیں ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے جانشین کون ہے آپ نے فرمایا وہ لوگ (علمائے ربانیین) جو میرے بعد آئیں گے میری حدیثیں بیان کریں گے اور لوگوں کو میری حدیثوں کی تعلیم دیں گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اس سے علماء کے عظیم الشان مقام ومرتبہ کا ایک اور ثبوت ملا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علمائے دین کو اپنا جانشین قرار دیا اور جانشین کا مطلب ہوتا ہے نائب ۔(مقام علم وعلماء صفحہ ۷۲ رتا ۷۳۳ مصنف مفتی غلام سرور قادری علیہ الرحمہ)۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (النحل ۴۳)

کتاب العقائد

متعلقہ متفرقات

(۱۰۵/فتوی)

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(کفر کی کتنی قسمیں ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کفر کی کتنی قسمیں ہیں اور کس کفر سے مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے مکمل وضاحت فرمائیں **المستفتی:۔** محمد از ہر نورانی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کفر کی دو قسمیں ہیں جیسا کہ کتابوں میں ہے کہ کلماتِ کُفر یہ کی دو قسمیں ہیں (۱) لُزُوم کُفر ۔(۲) اِلتزامِ کفر۔ چُنانچہ صَدْرُ الشَّرِیْعَہ، بَدْرُ الطَّرِیقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اَعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: اقوالِ کُفر یہ دو قسم کے ہیں (۱) ایک وہ جس میں کسی معنیٰ صحیح کا بھی اِحتمال (یعنی پہلو) ہو۔

(۲) دوسرے وہ کہ اس میں کوئی ایسے معنیٰ نہیں بنتے جو قائل کو کُفر سے بچاوے ۔ اِس میں اوّل کو لُزُومِ کُفر کہا جاتا ہے اور قسم دُوم کو اِلتزامِ کُفر ۔ لُزُومِ کفر کی صورت میں بھی فُقہائے کرام (رَحِمَھُمُ اللہُ السّلام) نے حکمِ کُفر دیا مگر مُتَکَلِّمِین (رَحِمَھُمُ اللہُ المُبِین) اِس سے سُکوت کرتے (یعنی خاموشی اختیار فرماتے) ہیں۔ اور فرماتے ہیں جب تک اِلتزام کی صُورت نہ ہو قائل کو کافر کہنے سے سُکوت کیا جائیگا اور اَحوَط (یعنی زِیادہ مُحتاط) یِہی مذہبِ مُتَکَلِّمِین (رَحِمَھُمُ اللہُ المُبِین) ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ ج ۴ ص ۵۱۲، ۵۱۳)

لُزُوم ۔ لُزُومِ کُفر کی تعریف یہ ہے کہ وہ بات عَین کُفر نہیں مگر کُفر تک پُہنچانے والی ہے اور اِلتزام کُفر یہ ہے کہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا صَراحۃً (یعنی واضح طور پر) خِلاف کرے ۔

چُنانچِہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلِ سنّت، مُجَدِّ دِ دین وملّت مولانا شاہ اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن لُزُوم و اِلتِزَام کے مُتَعَلِّق فرماتے ہیں سَیِّدُ الْعٰلَمِین مُحَمَّدٌ رَّسولُ اللّٰه صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو کچھ اپنے رب (عَزَّوَجَلَّ) کے پاس سے لائے ان سب میں ان کی تصدِیق کرنا اور سچّے دل سے ان کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے اور مَعَاذَاللّٰه (عَزَّوَجَلَّ) ان میں سے کسی بات کا جُھٹلانا اور اس میں ادنیٰ شک لانا کُفر (ہے)۔ پھر یہ انکار جس سے خدا مجھے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے، دو طرح ہوتا ہے۔

(۲) اِلْتِزَامی۔ اِلْتِزَامی یہ کہ ضروریاتِ دین سے کسی شئے کا تَصرِیحاً (یعنی صاف صاف) خِلاف کرے یہ قَطْعاً اِجماعاً کُفر ہے اگرچِہ (خِلاف کرنے والا) نامِ کُفر سے چِڑھے اور کمالِ اسلام کا دعوٰی کرے جیسے طائِفۂ تالِفۂ نَیاچِرہ (یعنی ہلاک و برباد ہونے والے نیچری فرقہ والوں) کا، وُجودِ مَلَک وجنّ وشیطان وآسمان و نار وجنان ومُعجزاتِ انبیاء علیہم اَفْضَلُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اُن مَعانی پر کہ اہلِ اسلام کے نزدیک حُضُور صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے مُتَوَاتِر ہیں انکار کرنا اور اپنی تاوِیلاتِ باطِلَہ وتَوَہُّماتِ عاطِلہ (یعنی جھوٹی تاویلوں اور خالی وَہموں) کو لے مرنا۔ نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شَوشے انہیں کُفر سے بچائیں گے، نہ مَحَبَّتِ اسلام و ہمدردی کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے۔ اور لُزُومی یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کُفر نہیں مگر مُنْجر بکُفر (یعنی کُفر کی طرف لے جانے والی) ہوتی ہے، یعنی مَآلِ سُخَن ولازِمِ حُکْم کو ترتیبِ مُقَدَّمات وتَتمیمِ تَقریبات کرتے لے چلئے تو انجام کار اس سے کسی ضَروریِ دین کا انکار لازِم آئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۳۱)

سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْہِ کے مبارَک فتوے کے بیان کردہ اقتباس کا آسان لفظوں میں خلاصہ اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلِ سنّت، مُجَدِّ دِ دین وملّت مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اپنے مبارک فتوے کے مذکورہ اقتباس میں ایمان وکفر کی تعریف

بیان کرنے کے بعد کفر کی دو اقسام لُزُ وم و اِلتِز ام (اِلْ ۔تِ ۔زام) کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں (ا) اِلتِز امِ کفر یعنی ضَروریاتِ دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی خِلا ف کرنا۔ چاہے وہ خلاف کرنے والا بظاہر اسلام کا کیسا ہی شیدائی بنتا ہو اور بے شک کفر کے نام سے چڑھتا ہو مگر اس پر حکمِ کفر لُزُ ومِ کُفر عین کُفر تو نہیں ہوتا مگر کفر تک لے جانے والا ہوتا ہے ۔یعنی کلام کا انجام اور حکم کا لازم کفرِ حقیقی ہے ۔مراد یہ کہ اگر مُقدَّ مات کو ترتیب دیا جائے اور تقریبات کو مکمل کرتے جائیں تو بالآخر کسی ضروری دینی کا انکار لازم آئے ۔اس کی بَہُت سی صورتیں ہوتی ہیں ۔(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب صفحہ نمبر 47 تا 50 ناشر مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد اشفاق عطاری

(مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس شعر کے بارے میں کہ!

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستان ہمارا

آیا اس کا پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ نیز آپس سے مراد کون ہے؟ کیا صرف سنی؟ یا غیر سنی بھی؟ اگر آپس سے صرف سنی مراد ہیں تو ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستان ہمارا کا کیا مطلب؟ کیا ہند میں غیر سنی نہیں ہیں؟ اور اگر ہمارا مذہب سب کے ساتھ نرم رویہ چاہتا ہے تو پھر

دشمن احمد پے شدت کیجئے ملحدوں سے کیا مروت کیجئے،

کی تعلیم کا کیا مطلب ہے؟ **المستفتی:۔** محمد شایان قادری دولت پور گرانٹ ضلع گونڈہ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ ڈاکٹر اقبال صاحب کا لکھا ہوا شعر ہے اور اس کا پڑھنا بالکل درست ہے ”مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا“ یعنی دین اسلام آپس میں دشمنی کا حکم نہیں دیتا بلکہ اسلام ہے ہی امن و سلامتی والا دین کیونکہ اسلام کا لفظ ”س، ل، م یعنی (سَلَمَ) سے نکلا ہے۔اس کا لغوی معنی بچنے، محفوظ رہنے، مصالحت اور امن وسلامتی پانے اور فراہم کرنے کے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے (وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ دَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِؕ-وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا) اور کافروں اور منافقوں کی خوشی نہ کرو اور ان کی ایذا پر درگزر فرماؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو اور اللہ بس ہے کارساز۔(کنزالایمان، سورہ احزاب آیت نمبر ۴۸)

نیز فرماتا ہے(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ) اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔(کنزالایمان،سورہ حجرات آیت نمبر ۶)

پہلی آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل نے حکم دیا کہ کافر کے ایذا پر درگزر فرماؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو نیز دوسری آیت میں ارشاد فرمایا جب کوئی فاسق خبر لا ئے تو پہلے تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو۔کیوں کہ اسلام امن سلامتی کا دین ہے اور دین اسلام میں یہ جائز نہیں کہ کسی کو خواہ وہ مسلم ہو یا کافر بے جا ایذا پہونچاؤ اور تکلیف دو یہ اسلام کے منافی ہے۔چنانچہ تفسیر صراط الجنان میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دینِ اسلام ان کاموں سے روکتا ہے جو معاشرتی امن کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں اور وہ کام کرنے کا حکم دیتا ہے جن سے معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بنتا ہے، جیسے مذکورہ بالا آیت میں بیان کئے گئے اصول کو اگر ہم آج کل کے دَور میں پیشِ نظر رکھیں تو ہمارا معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے کیونکہ ہمارے یہاں لڑائی جھگڑے اور فسادات ہوتے ہی اسی وجہ سے ہیں کہ جب کسی کو کوئی اطلاع دی جاتی ہے تو وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا بلکہ فوراً غصہ میں آجاتا ہے اور وہ کام کر بیٹھتا ہے جس کے بعد ساری زندگی پریشان رہتا ہے۔اسی طرح ہمارے یہاں خاندانی طور پر جو جھگڑے ہوتے ہیں وہ اسی نَوعیَّت کے ہوتے ہیں۔چاہے وہ ساس بہو کا معاملہ ہو یا شوہر وبیوی کا کہ تصدیق نہیں کی جاتی اور لڑائیاں شروع کردی جاتی ہیں۔(تفسیر صراط الجنان زیر آیت مذکورہ)

سورہ مائدہ میں ہے(مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ

بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ) اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جِلا لیا اس نے گویا سب لوگوں کو جلا لیا اور بیشک ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ آئے پھر بیشک ان میں بہت اس کے بعد زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں۔ (کنزالایمان، سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۲)

اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے کہ بنی اسرائیل کو یہ فرمایا گیا اور یہی فرمان ہمارے لئے بھی ہے کیونکہ گزشتہ امتوں کے جو احکام بغیر تردید کے ہم تک پہنچے ہیں وہ ہمارے لئے بھی ہیں۔ بہر حال بنی اسرائیل پر لکھ دیا گیا کہ جس نے بلا اجازتِ شرعی کسی کو قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حق، بندوں کے حق اور حدودِ شریعت سب کو پامال کر دیا اور جس نے کسی کی زندگی بچالی جیسے کسی کو قتل ہونے یا ڈوبنے یا جلنے یا بھوک سے مرنے وغیرہ اَسبابِ ہلاکت سے بچالیا تو اس نے گویا تمام انسانوں کو بچالیا۔

کچھ سطر بعد تحریر ہے کہ یہ آیت مِبارکہ اسلام کی اصل تعلیمات کو واضح کرتی ہے کہ اسلام کس قدر امن و سلامتی کا مذہب ہے اور اسلام کی نظر میں انسانی جان کی کس قدر اہمیت ہے۔ اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو اسلام کی اصل تعلیمات کو پس پُشت ڈال کر دامن اسلام پر قتل و غارت گری کے حامی ہونے کا بدنما دھبا لگاتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو مسلمان کہلا کر بے قصور لوگوں کو بم دھماکوں اور خودکش حملوں کے ذریعے موت کی نیند سلا کر یہ گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کی بہت بڑی خدمت سرانجام دے دی۔

حدیث شریف میں ہے (عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ، فَقَالُوا: مَا لَنَا بُدٌّ، إِنَّمَا هِيَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا، قَالَ: فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجَالِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهَا،

قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔صحابہ نے عرض کیا کہ ہم تو وہاں بیٹھنے پر مجبور ہیں۔ وہی ہمارے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے کہ جہاں ہم باتیں کرتے ہیں۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہاں بیٹھنے کی مجبوری ہی ہے تو راستے کا حق بھی ادا کرو۔صحابہ نے پوچھا اور راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، نگاہ نیچی رکھنا،کسی کو ایذاء دینے سے بچنا،سلام کا جواب دینا،اچھی باتوں کے لئے لوگوں کو حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا۔

(صحیح بخاری، گری پڑی چیز اٹھانے کا بیان،حدیث نمبر ۲۴۶۵)

تمام مذکورہ آیت کریمہ واحادیث نبویہ کا مفہوم یہی ہے کہ بلا وجہ کسی بھی انسان کو تکلیف نہ دی جائے کہ یہ اسلام کے منافی ہے یہی وجہ ہے کہ کافر کو بوقت ضرورت خون دینا جائز ہے جبکہ دینے کی وجہ سے مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہونچے۔فتاوی یورپ میں ہے کہ عندالضرورۃ مسلم کا خون غیر مسلم کو،غیر مسلم کا خون مسلم کو،دیندار کا خون فاسق و فاجر کو،فاسق و فاجر کا خون متقی و پرہیز گار کو چڑھایا جاسکتا ہے۔(فتاوی یورپ ص ۵۱۶ رکتاب الحلا ل والحرام)

یہی نہیں بلکہ مذہب اسلام نے انسان تو انسان جانوروں، پرندوں،کیڑوں،مکوڑوں کو بلا وجہ تکلیف پہونچانے سے منع کیا ہے چنانچہ سنن ابو داوٗد کتاب الادب باب فی قتل الذرر ۲ر ۱۴ےرمیں حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ ہم سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔آپ قضائے حاجت کو تشریف لے گئے ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لئے تو چڑیا پر بچھانے لگی (بچے کی محبت میں رونے لگی) اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے فرمایا اس کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے تڑپایا ہے اس کے بچے واپس کردو۔(فتاوی اترا کھنڈ ص ۲۳۶)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ کسی سفر کے پڑاؤ میں تھے آپ ﷺ ضرورت سے کہیں تشریف لے گئے، جب واپس آئے تو دیکھا کہ ایک صاحب نے اپنا چولھا ایسی جگہ جلایا جہاں زمین پر یا درخت پر چیونٹیوں کا سوراخ تھا، یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس نے کیا ہے؟ صحابی (چولھا جلانے والے) نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے کیا ہے۔ فرمایا اس کو بجھاؤ۔

(مسند احمد بن حنبل ج ا رص ۲۹۴)

مذکورہ حدیث مبارکہ سے بھی یہی ظاہر ہے کہ بلا وجہ کسی کو تکلیف نہ دی جائے اگر چہ پرندہ ہو یا کوئی جانور ہو یا کیڑے مکوڑے، البتہ شکار کے لئے پرندوں کو یا کھانے والے جانوروں کو مار سکتے ہیں۔

اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو بے شمار واقعات ملیں گے کہ مسلمان کفار کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے ہیں۔ تلوار اس وقت تک نہیں اٹھائے جب تک کفار کی طرف سے پہل نہ ہوئی ہو۔ جب جب جنگ ہوئی ہے تو اس کے پہل کرنے والے کفار ہی تھے اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے حالت جنگ میں حسن سلوک کی ایسی اعلیٰ مثالیں قائم کیں جنہیں دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے چنانچہ جنگ بدر کے موقع پر جب مسلمانوں نے پانی کے چشمے پر حوض بنا کر وہاں پڑاؤ ڈال لیا تو باوجود حالت جنگ کے جب دشمن پانی لینے آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا انہیں پانی دے دو۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ ۴۲۴)

یونہی کئی ایک جنگ میں فتح پانے کے بعد کفاروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور اپنے دشمنوں کو درگزر فرمادیا چنانچہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ جب مکہ فتح کر لئے تو کفار کو شکست دینے کے ساتھ ساتھ بہت سے کفار کو قیدی بھی بنا لیا پھر ان سب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ بتاؤ اب میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟ کفار دہشت سے کانپ رہے تھے

کہ نہ جانے اب ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوگا ،مگر مصطفی علیہ السلام نے فرمایا آج ہم تم سب کو معاف کرتے ہیں ،جو کچھ میرے ساتھ کیادر گزر فرماتے ہیں ۔اسی طرح جنگ خیبر کے موقع پر فتح پانے کے باوجود کفار کے کہنے پر انہیں انکی زمین دیکر کاشتکاری کی اجازت دے دی ۔

(کتب تواریخ)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ڈاکٹر اقبال صاحب کا کلام درست ہے اور انھوں نے قرآن و احادیث کی روشنی میں ہندوستانیوں کو یہ سبق دیا کہ آپس میں بلاوجہ نہ لڑو ایک دوسرے کے دشمن نہ بنو مذہبِ اسلام کا یہ کردار نہیں رہا ہے کہ کسی پر ظلم کرو بلکہ ہم کافر و مسلم سب ہندوستانی ہیں تو سب کو چاہئے کہ امن وسلامتی کے ساتھ زندگی گزاریں ۔واللہ اعلم بالصواب

رہی بات سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا شعر دشمن احمد پے شدت کیجئے، ملحدوں سے کیا مروت کیجئے، یعنی جو حضور ﷺ کے دشمن ہیں جنھوں نے حضور ﷺ کو مرکر مٹی میں ملنے والا بتایا ،نبی ﷺ کے علم کو جانوروں پاگلوں شیطان کے علم سے کم تر بتایا ،حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار کیا، اختیار مصطفی کا انکار کیا، ان پر خوب سختی کرو اور بے دین لوگوں کے ساتھ ذرا بھی رعایت نہ کرو ۔ یہ بھی اپنی جگہ درست ہے ۔قرآن واحادیث کے مطابق ہے ارشاد باری تعالی ہے (وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْم) اور وہ جو رسولُ اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۔(کنزالایمان، سورہ توبہ آیت نمبر ۶۱)

ایک دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا) بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۔

(کنزالایمان سورہ احزاب آیت نمبر ۵۷)

تفسیر صراط الجنان میں اس آیت کے تحت ہے کہ اس آیت میں ایذا دینے والوں سے

مراد کفار ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی باتیں کہتے ہیں جن سے وہ مُنزّہ اور پاک ہے اور وہ کفار مراد ہیں جو رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تکذیب کرتے ہیں، ان پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آخرت میں رسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ کوئی اسے ایذا دے سکے یا اسے کسی سے ایذا پہنچے، اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ کو ایذا دینے سے مراد اس کے حکم کی مخالفت کرنا اور گناہوں کا اِرتکاب کرنا ہے یا یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر صرف تعظیم کے طور پر ہے جبکہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دینے سے مراد خاص رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ایذا دینا ہے، جیسے جس نے رسول اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، اسی طرح جس نے حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ (جلالین، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵۷، ص ۳۵۷، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵۷، ۳ / ۵۱۱، روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵۷، ۷ / ۲۳، ملتقطاً)

نوٹ: حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کسی فعل شریف کو ہلکی نگاہ سے دیکھنا یا کسی قسم کا اعتراض کرنا یا آپ کے ذکرِ خیر کو روکنا اور آپ کو عیب لگانا بھی نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ایذا دینے میں داخل ہے اور اس قسم کے لوگ بھی دنیا و آخرت میں لعنت کے مستحق ہیں۔ (تفسیر صراط الجنان زیر آیت مذکورہ)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا اللہ تعالیٰ جل شانہ کو ایذا دینا ہے اور جو اللہ و رسول جل جلالہ و صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ایذا دیگا اسکا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ دنیا و آخرت میں لعنت کا مستحق ہے۔ تو جو لعنت کا مستحق ہے اس کے ساتھ ضرور شدت کی جائے گی اور یہی سبق ہمیں بارگاہ رسالت مآب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ملا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّمَ اِذَا رَأَیْتُمْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَاکْفَهِرُّوْا فِیْ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللهَ یَبْغُضُ كُلَّ مُبْتَدِعٍ ،، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترشروئی سے پیش آؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔(کنز العمال کتاب الایمان جلد ا ص ۲۰۰)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ بدمذہبوں کو دشمن رکھتا تو ہمیں چاہئے کہ ہم بدمذہبوں سے ترشروئی سے پیش آئیں اور یہی فرمان رسول ﷺ ہے، اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس پر عمل کیا ہے بلکہ دشمن رسول کو قتل بھی کیا ہے ارشاد ربانی ہے (اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖؕ-وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا) کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے۔(کنزالایمان، سورۃ النساء آیت نمبر ۶۰)

تفسیر صراط الجنان میں ہے کہ بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا چلو محمد مصطفی صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے فیصلہ کروالیتے ہیں۔ منافق نے خیال کیا کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تو کسی کی رعایت نہیں کریں گے اور اس سے میرا مطلب حاصل نہ ہوگا، اس لئے اُس نے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود یہ کہا کہ کعب بن اشرف یہودی کو پنچ بناؤ۔ یہودی جانتا تھا کہ کعب بن اشرف رشوت خور ہے، اِس لئے اُس نے یہودی ہونے کے باوجود اُس کو پنچ تسلیم نہ کیا، ناچار منافق کو فیصلہ کے لئے سرکارِ دوعالم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے حضور آنا پڑا۔ رسولِ صادق و امین صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے جو فیصلہ دیا وہ یہودی کے موافق ہوا اور منافق کے خلاف۔ یہاں

سے فیصلہ سننے کے بعد پھر منافق اُس یہودی کو مجبور کر کے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس لے آیا، یہودی نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے عرض کیا کہ میرا اور اس کا معاملہ آپ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ طے فرما چکے لیکن یہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فیصلہ سے راضی نہیں بلکہ آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ ہاں میں ابھی آ کر اس کا فیصلہ کرتا ہوں، یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اُس کو قتل کر دیا اور فرمایا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اُس کا میرے پاس یہی فیصلہ ہے۔ اس منافق کے ورثاء حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں آئے لیکن اِن آیات میں حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تائید نازل ہوگئی تھی لہٰذا ورثاء کے مطالبے کو مُسترد کر دیا گیا۔ (خازن، النساء، تحت الآیۃ: ۶۰، ۱/ ۳۹۷)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دونوں اشعار اپنی جگہ درست ہے ڈاکٹر اقبال نے اپنے شعر میں تمام ہندوستانیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ بلا وجہ آپس میں بیر یعنی دشمنی نہ کرو ہم سب ہندوستانی ہیں اور ہندوستان ہمارا وطن ہے اور ہمارا مذہب نہیں سکھاتا ہے کہ آپس میں بلا وجہ دشمنی کی جائے۔

اور سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے سنیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ دشمن احمد پے شدت کیجئے یعنی جو رسول خدا ﷺ کے غدار ہیں حضور ﷺ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کرنے والے ہیں ان پر شدت سے پیش آئیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے سارے ہندوستانیوں یا کفاروں کے بارے میں نہیں لکھا ہے بلکہ خود سرکار اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ہے کہ کافر کو تعویز دے سکتے ہیں اگر شدت کی بات ہوتی تو تعویز دینے کی اجازت کیونکر دیتے۔ پس معلوم ہوا کہ ڈاکٹر اقبال صاحب کا درس تمام ہندوستانیوں کے لئے ہے اور سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا درس سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو بدمذہبوں کے بارے میں ہے۔ جیسے بلا وجہ کسی کو تکلیف پہونچانا جائز

نہیں ہے مگر قصاص کے لئے بادشاہ اسلام کو قتل کرنے یا کوڑے مارنے کی اجازت ہے، یونہی کاٹنے والے کتے کو مارنے کی اجازت ہے، کاٹنے والی بلی کو ذبح کرنے کی اجازت ہے کیونکہ یہ نقصان پہونچانے والے ہیں ٹھیک اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ بدمذہب حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کر کے ہم سنیوں کو نقصان پہونچانے والے ہیں تکلیف دینے والے ہیں لہذا ان پر شدت کرنا ترشروئی سے ان کے ساتھ پیش آنا بالکل جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(اٹھارہ ہزار مخلوقات ہیں یا اٹھارہ ہزار عالم؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اٹھارہ ہزار مخلوقات ہیں یا اٹھارہ ہزار عالم؟ یا دونوں ایک ہیں؟ بعض کا کہنا ہے کے دونوں ایک ہیں،بعض کا کہنا ہے الگ الگ۔اور بعض کا کہنا ہے اٹھارہ ہزار عالم ہیں مخلوقات نہیں مخلوقات تو بے شمار ہیں صحیح قول کیا ہے؟ جواب مدلل عنایت فرمائیں المستفتی:۔ محمد شمشیر رضا شمسی بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نہ اٹھارہ ہزار مخلوقات ہیں نہ اٹھارہ ہزار عالم۔اور نہ ہی دونوں ایک ہیں بلکہ دونوں الگ الگ ہیں مخلوقات تو بے شمار ہیں یعنی اللہ خالق ہے بقیہ چیزیں مخلوق ہیں جیسے انسان جانور کیڑے پرندے کنکر پتھر پیڑ وغیرہ جس کا اندازہ کرنا ناممکن ہے اور عالم اٹھارہ ہیں لیکن کثرت مخلوقات کی وجہ سے ہزار کی طرف منسوب کر دیا گیا جیسا کہ سیدی سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں عالم اٹھارہ ہیں اور ہر ایک میں کثرت مخلوقات کے سبب اسے ہزار سے تعبیر کیا۔تینوں موالید جمادات، نباتات، حیوانات، اور چاروں عناصر،اور سات آسمان،اور فلک ثِوابت،فلک اطلس، کرسی،عرش ۔(فتاوی رضویہ شریف جلد ۲۹ صفحہ ۲۵۴)

جو حضرات کہتے ہیں اٹھارہ ہزار مخلوقات ہیں وہ غلط کہہ رہے ہیں اور جو حضرات کہتے ہیں کہ اٹھارہ ہزار عالم ہے وہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ اگر چہ اٹھارہ عالم ہے مگر کثرت مخلوقات کے سبب اٹھارہ ہزار ہی مشہور ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(خودی کو کر بلند اتنا الخ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس شعر کے بارے میں کہ اس کا پڑھنا کیسا ہے؟

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

المستفتی:۔عبداللہ رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھوالھادی الی الصواب

اس شعر کو نہ پڑھا جائے کیونکہ مفہوم حدیث کے خلاف ہے جیسا کہ شعر سے واضح ہے ہر تقدیر سے پہلے جب کہ تقدیر زمین وآسمان سے پچاس ہزار قبل لکھی گئی تو خدا بندے کی تقدیر سے پہلے کیسے پوچھے گا حدیث شریف میں ہے" عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السموت و الارض بخمسین الف سنۃ"۔ حضرت بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے زمین وآسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار قبل مخلوقات کی تقدیر کولکھا (اور لوح محفوظ میں) ثبت فرمادیا۔(مسلم ج ۲ ص ۳۳۵/مشکوۃ ص ۱۹)

ہاں اگر یوں پڑھا جائے تو کوئی حرج نہ ہوگا۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تدبیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد حنفی قادری واحدی

(کافر کے بچوں کو اردو کی تعلیم دینا کیسا ہے؟)

مسئلہ:۔مولانا تاج محمد صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعدہٗ عرض ہے کہ ایک سوال مع جواب ارسال کرتاہوں اسے دیکھ کر اصلاح فرمائیں کیا یہ درست ہے؟ بینوا توجروا

منجانب:۔ممبر آف شرعی سوال وجواب گروپ

مسئلہ:۔مفتیان کرام سے گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل کی عقدہ کشائی فرمائیں نوازش ہوگی کسی کافر کے بچے کو اردو زبان سکھانا ازروئے شرع کیسا ہے؟ کیا اردو زبان کو دینی تعلیم کہنا درست ہوگا؟ بینوووتوجروا

المستفتی:۔سید شفیع عالم ساحل صاحب قبلہ

الجواب بعون الملک الوہاب

جائز و درست ہے،کوئی حرج نہیں امام ابویعقوب یوسف بن علی جرجانی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "قال ابوحنیفۃ اعلم النصرانی القرآن والفقہ لعل اللہ یھدیہ" امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نصرانی کو قرآن وفقہ سکھاؤں گا ہوسکتاہے کہ اللہ اسے ہدایت دے دے۔(خزانۃ الاکمل ج ۳ ص ۷۹ ۴،دارالکتب العلمیۃ)

امام ظہیر الدین عبدالرشید ولوالجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "النصرانی اذا تعلم القرآن یعلم لانہ عسی ان یھتدی"{فتاویٰ ولوالجیہ ج ۲ ص ۳۱۹،دارالکتب العلمیۃ}

فقیہ النفس امام قاضی خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "کافر من اھل الذمۃ اومن اھل الحرب طلب من مسلم ان یعلمہ القرآن اوالفقہ قالوا: لاباس بأن یعلمہ القرآن والفقہ فی الدین لانہ عسی ان یھتدی الی الاسلام فیسلم الا ان الکافر لایمس المصحف"{فتاویٰ قاضی خان ج ۳ ص ۳۳۱،دارالکتب العلمیۃ}

خزانۃ المفتین میں ہے "واذا قال الکافر لمسلم علمنی القرآن فلاباس بأن

یعلمہ لکن لایمس المصحف وان اغتسل ومسہ فلاباس بہ "{بحوالہ فتاوی ملک العلماء ص ۳۱۰، مطبوعہ المجمع الرضوی بریلی شریف}

ملک العلماء علامہ الشاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی بہاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں" اسے (یعنی ہندوکو) قرآن مجید پڑھانا گناہ نہیں بلکہ امید ثواب ہے شاید اللہ تعالی اس کے طفیل اسے ہدایت عطا فرمائے" {فتاوی ملک العلماء ص ۳۱۰}

جب کافر کو قرآن وفقہ پڑھانا جائز ہے تو اردو پڑھانا بدرجہ اولی جائز کہ وہ محض ایک زبان ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد شکیل اختر قادری برکاتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھوالھادی الصواب

فتوی لکھنے کے لئے عبارت نقل کرنا کافی نہیں ہے بلکہ اسے سمجھنا بھی ضروری ہے کہ فتوی کس وقت دیا گیا ہے اس وقت حالات کیا تھے، درمختار میں ہے" ومن لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل "اور جو اپنے زمانہ والوں کو نہیں جانتا وہ جاہل ہے۔

لہذا مجیب حضرات کو چاہئے کہ زمانہ کو دیکھتے ہوئے فتوی لکھیں کیوں کہ حالات کے پیش نظر حکم بدل جاتا ہے جیسا کہ بہار شریعت حصہ دوم نجاست کے بیان میں بیل کے گوبر اور پیشاب کو نجاست غلیظہ لکھا ہے کہ اگر ایک درہم سے زائد کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو نماز نہ ہوگی۔لیکن جب سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ بیل گاڑی ہانکنے والا جس کے پاس ایک کُرتا اور ایک ہی پاجامہ ہے یہی پیشہ ہے گاڑی کے کرائے سے شکم سیری کرتا ہے بیلوں کو ہانکنے کے وقت بیلوں

کے پیشاب وگوبر کی چھینٹ دُم بیل کے ہلانے سے سب جگہ لگی بڑے بڑے داغ کپڑوں پر آئے دھونے کی فرصت نہیں ملی اس حالت میں نماز پنجگانہ ادا کرنے کی شرع شریف میں کیا تعلیم ہے؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ بیلوں کا گوبر پیشاب نجاست خفیفہ ہے جب تک چہارم کپڑا نہ بھر جائے یا متفرق اتنی پڑی ہوں کہ جمع کرنے سے چہارم کپڑے کی مقدار ہو جائے کپڑے کو نجاست کا حکم نہ دیں گے اور اس سے نماز جائز ہوگی اور بالفرض اگر اس سے زائد بھی دھبّے ہوں اور دھونے سے سچّی معذوری یعنی حرج شدید ہو تو نماز جائز ہے "فقد طهره محمد اخذ۔۔۔۔البلوی کمافی الدر المختار" امام محمد رحمہ اللہ نے عموم بلوٰی کے پیش نظر اسے پاک قرار دیا ہے جیسا کہ دُرمختار میں ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۴ ص ۵۷۱/۲/۵۷۲ دعوت اسلامی)

حالانکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق بیل کا پیشاب نجاست غلیظہ ہے مگر یہاں حالا ت کے پیش نظر کسانوں کے لئے نجاست خفیفہ کا حکم دیا بلکہ فرمایا کہ بالفرض اگر اس سے زائد بھی دھبّے ہوں اور دھونے سے سچّی معذوری یعنی حرج شدید ہو تو نماز جائز ہے۔

درمختار باب الانجاس وکشف الاستار میں ہے کہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ کے ساتھ (ملک) رَے میں داخل ہوئے اور راستوں اور دکانوں کو گوبر سے بھرے ہونے کی وجہ سے لوگوں کو ابتلاء عام میں دیکھا تو اپنے قول سے رجوع کر کے فرمایا کہ اس صورت تعذر میں لید اور گوبر پاک ہے کہ بالکلیہ صفائی کرنے میں تعذر شرعی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ فتویٰ وقت کے پیش نظر دیا جائے نہ کہ صرف عبارت نقل کر دی جائے ،میں پوچھتا ہوں کہ اگر عبارت نقل کر دینا کافی ہے تو پینٹ شرٹ پہننے والوں پر کیا حکم ہوگا؟ ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟ کیوں کہ فتاوی رضویہ میں ناجائز لکھا ہے۔ یونہی باغات کو پھل آنے سے پہلے بیچنے اور خریدنے والوں پر کیا حکم ہوگا؟ تالاب ٹھیکے پر دینے اور لینے والوں پر کیا حکم ہوگا؟ کیا وہ سب گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے؟ کیونکہ کتب فقہ میں تالاب ٹھیکے پر دینا اور پھل آنے سے پہلے

باغ کو بیچنا ناجائز لکھا ہے۔ جولڑکیاں لکھ رہی ہیں یا جولڑکیوں سے لکھوار ہے ہیں ان پر کیا حکم ہوگا؟ عورتوں کا چھت پر جانا کیسا ہے؟ اور جو جاتی ہیں ان پر کیا حکم ہوگا؟ کیونکہ حدیث شریف میں عورتوں کے لئے کتابت اور بالاخانہ (چھت) پر چڑھنے سے منع کیا ہے تو اب اس کے خلاف کر نے والوں پر کیا فتوی لگے گا؟ میں کہتا ہوں کسی پر کوئی فتوی نہ ہوگا کہ اب حالا ت کے پیش نظر جواز کا فتوی دیا گیا ہے یعنی وقت بدلنے پر حکم بدل جاتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا "ومن لم یعرف اھل زمانه فھو جاھل"۔ اور جو اپنے زمانہ والوں کو نہیں جانتا تو وہ جاہل ہے۔ مزید معلومات کے لئے مجلس شرعی کے فیصلے کا مطالعہ کریں۔

مولانا موصوف کا عبارت نقل کر کے جواز کا فتوی دینا دور حاضر میں بہت بڑی حماقت ہے کہ مسلمانوں کے بجائے کفار کو اردو کی تعلیم دی جائے۔ دیکھیں قربانی کرنے کے بعد صاحب قربانی، گوشت کا مالک ہو جاتا ہے، گوشت اس کی ملکیت ہوتی ہے جو چاہے کرے مگر فقہاء نے کا فر کو دینے سے منع فرمایا ہے کہ مسلمان کو چھوڑ کر کافر کو دینا یہ حماقت ہے حالانکہ کافر کو گوشت دینے سے قربانی میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ ہی مالک نصاب پر صدقہ واجب ہوتا ہے مگر فقہائے کرام نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ یونہی کفار کو اردو کی تعلیم دینے کی اجازت نہیں۔

دور حاضر میں کفار کو اردو تعلیم دینا اسلام کو خطرے میں ڈالنا ہے اور جن بزرگوں نے تعلیم دی ہے یا دینے کا فتوی دئے وہ نہ اِس دور کے کفار کو دئے ہیں نہ وہ ہماری طرح تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان میں تاثیر دی تھی کہ وہ کلام اللہ پڑھاتے تھے تو اس کلام کی برکت سے اللہ تعالی انہیں ہدایت دے دیا کرتا تھا اور بزرگان دین کا یہی مقصد ہوتا تھا۔ مگر یہ دور اُس کے برعکس ہے کہ کفار کو تعلیم دینے کے بعد ان سے بھلائی کی امید تو دور ہے الٹا دین کو نقصان پہونچ رہا ہے کئی سالوں سے کچھ لالچ قسم کے مولوی کفار کے بچوں کو اردو بورڈ سے امتحان دلوا رہے ہیں کئی ایک کفار کے بچے فضیلت کی سندیں حاصل کئے میں پوچھتا ہوں کتنوں نے اسلام قبول کیا؟ کتنے ایسے

کفار کے بچے ہیں جن سے اسلام کو فائدہ پہونچا؟ ایک بھی نہیں سوائے نقصان کے کوئی پڑھنے کے بعد معاذ اللہ ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کر رہا ہے۔ تو کوئی حضور علیہ السلام کو معاذ اللہ اپنی طرح عیاشی کرنے والا بتارہا ہے۔ تو کوئی قرآن کا ترجمہ پڑھ کر مسلمانوں کے خلاف کفار کو بھڑ کا رہا ہے کہ دیکھوں مسلمانوں کے قرآن میں ہے کہ کافروں سے لڑو جہاں پاؤ قتل کروو غیرہ وغیرہ

اب ایسے ماحول میں جواز کا فتوی دینا اسلام کو نقصان پہونچانا ہے کہ مدرسے سرکاری ہوتے جارہے ہیں ان میں داخلہ اسی کا ہوتا ہے جو روپیہ کے ساتھ اپنی سورش لگائے اور جب کفار کے بچے عالم فاضل کی سندیں حاصل کر چکے ہوں گے مفتی محقق وہ ہوں گے روپیہ ان کے پاس ہوگا سپورٹ ان کا ہوگا تو بتاؤ مدرسوں میں داخلہ اُن کا ہوگا یا ہمارا اور آپ کا؟ میں کہتا ہوں ہمارا اور آپ کا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ انہیں کفار کے بچے مدرسہ کے رہنما محقق عصر رام دیو ہوگا، پرنسپل مفتی چندر پرشاد ہوگا، بورڈ امتحان کے بعد کاپی کے جانچنے والا ادیب شہیر مفتی رام کرشن ہوگا، پھر اسلام اور دین اسلام کا کیا حال ہوگا آپ تصور کر سکتے ہیں، مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک ہوگا سمجھ سکتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کفار کے بچوں کو اردو تعلیم دینا دور حاضر میں جائز نہیں اور نہ وہ اس کے اہل ہیں اور نہ ہی انہیں سکھانے پر دین اسلام کو فائدہ پہونچنے والا ہے۔ حدیث شریف میں ہے

"وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غير أَهله كمقلد الْخَنَازِير الْجَوْهَر واللؤلؤ وَالذَّهَبَ" حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے، کسی ایسے شخص کو، جو اس کی اہلیت نہ رکھتا ہو، پڑھانے والا، خنزیروں کے گلے میں ہیرے جواہرات اور سونے کے ہار ڈالنے والے کی طرح ہے۔

(مشکوۃ کتاب العلم فصل الثانی ص ۳۴)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں علم سے مراد دقیق و باریک مسائل اور گہرے علمی نکات ہیں جنہیں عوام نہ سمجھ سکیں، یعنی وہ عالم جو عوام کے سامنے غیر ضروری اور باریک پیچیدہ مسائل یا قابل شرح آیات و احادیث پیش کرے وہ ایسا ہی بے وقوف ہے جیسے موتیوں کا ہار سوروں کو پہنانے والا کہ جہلاء ایسی چیزیں سن کر انکار کر بیٹھتے ہیں ۔اسی لئے سیدنا علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ لوگوں سے ان کی عقل کے لائق کلام کرو ورنہ وہ اللہ اور رسول کو جھٹلا دیں گے اور اس کا وبال تم پر ہوگا (مراۃ المناجیح جلد اول ص ۲۰۲ ضیائی القرآن پبلی کیشنز لاہور)

یعنی ان مسلمانوں کو سامنے ایسی بات کرنا جو ان کی سمجھ سے باہر ہو کہ کچھ فائدہ نہ ملے ایسا ہے جیسے خنزیر کے گلے میں جوہرات کا ہار پہنانا، کہ خنزیر کو کتنا بھی مزین کر دیا جائے پھر بھی اس سے اس کے اندر حسن نہیں پیدا ہوسکتا۔ پھر کفار تو اس سے بدتر ہیں کہ انہیں تعلیم دینے کے بعد ان سے دین کا کوئی فائدہ نہیں سوائے نقصان کے اور دور حاضر کے کفار اس کے اہل نہیں ہیں، تو ان کافروں کو اردو تعلیم دینا کیوں کر جائز ہوگا؟ کیونکر وہ اہل ہو گئے؟ جس سے ایک پیسہ بھی فائدہ کی امید نہیں البتہ نقصان ہونے کا قوی اندیشہ ہے ۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائے اور دین اسلام کی حفاظت فرمائے ۔آمین بجاسہ سید المرسلین ﷺ

کتبہ

تاج محمد قادری واحدی

الجواب صحیح والمجیب نجیح
العبد سید شمس الحق برکاتی مصباحی
خلیفۂ حضور تاج الشریعہ وقاضی شرع اسٹیٹ گووا

(جو وہابی کے گھر شادی کرے اس کے یہاں میلاد پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید سنی ہے اور اپنے بیٹے کا نکاح ایک وہابی کی لڑکی سے کر رہا ہے تو زید شادی خانہ آبادی کے موقع پر میلاد کر رہا ہے اور میلاد میں بکر وعمر وغیرہ کو یہ سب عالم و حافظ قرآن ہیں اور اس میں سے کچھ حافظوں کو زید کے بارے میں اچھی طرح سے معلوم ہے کے وہ وہابی کے یہاں اپنے لڑکے کی شادی کر رہا ہے۔اور کچھ کو نہیں معلوم۔تو ایسے میلاد میں جانا کیسا ہے؟ اور اس کے یہاں کھانا کھانا کیسا ہے؟ اگر میلاد پڑھتا ہے کھانا کھاتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا اس سے میل جول رکھنا یہ سب شریعت کے رو سے کیسا ہے؟ برائے کرم قرآن حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔** علی حسین برکاتی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سنی کا نکاح مرتد یعنی دیو بندی وہابی کے ساتھ جائز نہیں خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ مرتد و مرتدہ حکم شرعی یہی ہے کہ ان کا نکاح نہ کسی مسلم و مسلمہ سے ہوسکتا ہے نہ کافر و کافرہ سے۔نہ مرتد و مرتدہ سے ان کے ہم مذہب خواہ مخالف مذہب سے، غرض تمام جہاں میں کہیں نہیں ہوسکتا۔مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی پھر فتاوٰی ہندیہ میں ہے

"لایجوز للمرتدان یتزوج مرتدہ ولامسلمۃ لاکافرۃ اصلیۃ و کذلك لایجوز نکاح المرتدۃ مع احد" مرتد شخص کو مرتدہ، مسلمان ہو یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں، یوں ہی مرتدہ عورت کسی مسلمان مرد کے لیے حلال نہیں۔(فتاوٰی ہندیہ کتاب النکاح القسم السابع المحرمات بالشرک نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۸۲ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۱۱ ص ۳۶۹)

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا ''اِیَّاکُمۡ وَاِیَّاھُمۡ لَا یُضِلُّوۡنَکُمۡ وَلَا یُفۡتِنُوۡنَکُمۡ اِنۡ مَرِضُوۡا فَلَا تَعُوۡدُوۡھُمۡ وَاِنۡ مَاتُوۡا فَلَا تَشۡھَدُوۡھُمۡ وَاِنۡ لَقِیۡتُمُوۡھُمۡ فَلَا تُسَلِّمُوۡا عَلَیۡھِمۡ وَلَا تُجَالِسُوۡھُمۡ وَلَا تُشَارِبُوۡھُمۡ وَلَا تُوَاکِلُوۡھُمۡ وَلَا تُنَاکِحُوۡھُمۡ وَلَا تُصَلُّوۡا عَلَیۡھِمۡ وَلَا تُصَلُّوۡا مَعَھُمۡ'' اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، نہ ان کے ساتھ پانی پیو، نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ، نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرو، نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔ (یہ حدیث مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ، عقیلی اور ابن حبان کی روایت کا مجموعہ ہے۔ بحوالہ انوار الحدیث)

مذکورہ بالا عبارت سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ مرتد کے ساتھ نہ تو نکاح جائز ہے اور نہ ہی ان سے سلام وکلام، کھانا پینا، تو کیوں کر ان کے یہاں جا کر میلاد پڑھنے کھانا کھانے کی اجازت ہوگی کہ ان کا ذبیحہ حرام ہے تو جو شخص جان بوجھ کر ایسے مرتد سے رشتہ رکھے اس سے بھی میل جول کی اجازت نہیں جیسا کہ حسام الحرمین میں ہے *من شك فی کفرہ وعذابه فقد کفر* پس جو لاعلمی میں گیا وہ گنہگار نہیں مگر پھر بھی توبہ کر لے اور جو ان کے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر ایسا کرے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے ان سب پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ و استغفار کریں اور آئندہ ایسی قبیح حرکت نہ کرنے کا عہد کریں بعد توبہ ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے یونہی ان کے ساتھ کھانا پینا بھی جائز ہے۔ اور اگر ایسا نہ کریں تو ان کی اقتداء میں نماز جائز نہیں ان کے ساتھ کھانا پینا بھی جائز نہیں بلکہ ان سب کا سماجی بائیکاٹ کر دیا جائے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ''وَاِمَّا یُنۡسِیَنَّكَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ'' اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (کنزالایمان، سورہ انعام ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(دارالحرب اور دارالاسلام کسے کہتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دارالحرب اور دارالاسلام کسے کہتے ہیں؟ اور ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟ اس کا جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔ محمد مختار انصاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دارالحرب وہ مقام ہے جہاں احکام شرک وکفر علانیہ جاری ہوں اور احکامِ اسلام وشعائر مطلقاً (بالکل) جاری نہ ہو پائیں ہوں۔دارالحرب کو سمجھنے کے لیے حضور ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت کرنے سے پہلے مکہ کی حالات کو ذہن وفکر میں لائیں کہ اس وقت مکہ مکرمہ میں کفروشرک کے احکام علانیہ جاری تھے اور اسلامی احکام بالکل نافذ نہ تھے بلکہ حالت یہ تھی کہ اگر کسی کو احکام اسلام مثلاً اذان ونماز وغیرہ پر علانیہ عمل کرتے ہوئے دیکھ لیا جاتا تو اس کو سخت ترین سزادی جاتی تھی،لیکن جب مکہ مکرمہ بحمداللہ فتح ہوا تو اسی وقت سے دارالاسلام ہوگیا،کہ وہاں احکام اسلام پر علانیہ عمل کیے جانے لگے،کوئی خوف محسوس کیے بغیر۔اور دارالاسلام یہ ہے کہ جہاں اسلامی احکام و شعائر جاری ہوں،(مثلاً نماز جمعہ وعیدین،نماز پنجگانہ اور اذان وغیرہ دیگر احکام علانیہ طور پر ادا کیے جارہے ہوں) تو وہ دارالاسلام ہے۔

مذکورہ بالا باتوں سے یہ واضح ہوگیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے نہ کہ دارالحرب اس لیے کہ یہاں اللہ کے فضل سے نماز،اذان،نکاح،تعلیم وتربیت،اسلامی جلسہ جلوس اور ان کے علاوہ دیگر

احکام اسلام علی الاعلان جاری ہیں اور علانیہ ادا کیے جاتے ہیں، نہ کہ چھپ چھپ کر۔ اور اسی کے اثبات میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ بنام "اعلام الاعلام بأنّ ھندوستان دار الاسلام " تصنیف فرمائی ہے۔ یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۴، صفحہ ۱۰۵، میں موجود ہے۔ مزید معلومات کے لیے مذکورہ رسالہ کا مطالعہ کرکے دارالاسلام اور دارالحرب کے تعلق سے اپنی معلومات میں اضافہ کریں۔

تنبیہ: ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے، لیکن یہاں کے کفار ذمی نہیں ہیں بلکہ حربی ہیں، کیوں کہ وہ کسی بادشاہ اسلام کے امان میں نہیں ہیں، اور ذمی کافر اس کو کہتے ہیں جو دارالاسلام میں کسی بادشاہ اسلام کے امان میں ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمعیلی

(جنم دن پر کیک کاٹنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک امام اپنی پیدائش کے موقع پر اپنے تمام دوستوں کے ساتھ ایک ہوٹل میں جا کر کیک کاٹتا ہے اور لوگ تالیاں بجا کر اس کے پیدائش کی مبارک باد پیش کرتے ہیں کھانے پینے کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔تو اب عرض یہ ہے کہ ایسا کرنے والے امام کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور یہ بھی بتائیں کہ امام اور عوام کے لئے شریعت کا ایک ہی حکم ہوگا یا الگ۔الگ؟ کیا اس امام کے پیچھے نماز ہوگی؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتیان:**۔حیدر میاں ومعراج رضا بلگرامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنم دن یعنی یوم ولادت منانا شرعاً جائز ہے البتہ کیک کاٹنا مرد عورت کا ملاپ ہونا تالی بجانا یہ یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے جو شرعاً ناجائز وحرام ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا *من تشبه بقوم فهو منهم* جو جس قوم سے مشابہت رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے۔(مشکوۃ)

عالم اور تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ کریں کہ توبہ گناہ میں معاون ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے *اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا* مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(کنز الایمان، سورہ فرقان ۷۰)

اور اگر توبہ نہ کریں تو سارے مسلمان بائیکاٹ کر دیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے *وَاِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ* اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (کنزالایمان، سورہ انعام ۶۸)

شریعت کا حکم امام اور عوام سب کے لئے ایک ہے لہذا ایسے شخص کی امامت جائز نہیں ہاں اگر امام توبہ کر لے تو بعد توبہ امامت جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جو دیوبندیوں کی نماز جنازہ پڑھے اس سے تقریر کروانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مدرسہ رضائے حسنین میں ابھی ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں حضور عسجد میاں بریلی شریف کی آمد ہوئی اسٹیج سنبھل کے ذمہ دار علمائے کرام بھی موجود تھے مفتی اعظم سنبھل مولانا نفیس صاحب کی بھی اسی اسٹیج پر تقریر ہوئی جو کہ دیوبندی کے جنازے کی نماز اور نکاح پڑھاتے ہیں اسٹیج پر بیٹھے ہوئے علمائے کرام میں اکثر کو معلوم ہے تو ان حضرات پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی.

المستفتی:۔ قاری بلال سنبھلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

دیوبندی وہابی اپنے عقائد باطلہ کی وجہ سے بمطابق فتاوی حسام الحرمین شریفین کافر ومرتد ہیں جن کے بارے میں علمائے عرب وعجم نے بالاتفاق یہ فتوی دیا *من شك فی کفرہٖ وعذابہٖ فقد کفر * یعنی جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

چونکہ میں مولانا نفیس صاحب سے واقف نہیں اس لئے ان پر کچھ حکم نہیں لگا سکتا ہاں جس کے اندر بھی یہ فعل قبیح پایا جائے گا ان پر علانیہ توبہ لازم ہوگی جب کہ وہ کسی مجبوری و چاپلوسی کی وجہ سے یا غلطی سے نماز جنازہ یا نکاح پڑھائے ہوں۔ اور اگر ان کے عقائد باطلہ سے واقف تھے پھر بھی مسلمان سمجھ کر ایسا کئے ہوں تو اسلام سے خارج ہو گئے ان پر تجدید ایمان فرض ہے اور شادی شدہ ہوں تو تجدید نکاح بھی۔ (عامۂ کتب فتاوی)

رہی بات ان حضرات کی جو منبر پر تشریف فرما تھے تو جو حضرات ان کے قول و فعل سے واقف تھے ان پر لازم تھا کہ انہیں تقریر کرنے سے منع کرتے کہ ایسوں کو منبر پر بٹھانا جائز نہیں کہ ان کی تعظیم ہے اور ایسوں کی تعظیم جائز نہیں لہذا وہ حضرات علانیہ توبہ کریں اور جو ان سے واقف نہیں تھے ان پر شرعا کوئی حکم نہیں ۔

اور اگر وہ صرف نام کے دیوبندی تھے کہ اپنے بزرگوں کی کفری عبارت سے باخبر نہیں تھے اور نہ ہی ان کے قول و فعل سے اس طرح ظاہر ہوتا تھا جس سے ان پر کفر کا فتوی دیا جائے تو وہ کافر نہیں ان سے شادی بیاہ جائز ہے اگر چہ بچنا افضل ہے تو اگر اس قسم کے دیوبندی کا نکاح یا نماز جنازہ مولانا نفیس صاحب نے پڑھایا ہے تو شرعا ان پر کوئی حکم نہیں ۔(ماخوذ از فتاوی شارح بخاری جلد سوم صفحہ ۳۳۰)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا دیوبندی وہابی حضور علیہ السلام کی امت ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا دیوبندی وہابی اور کافر بھی حضور علیہ السلام کی امت ہیں؟

المستفتی:۔ حافظ محمد رضا پٹنہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دیوبندی وہابی ہوں یا کافر ہوں یا یہود ونصاری سب کے سب حضور علیہ السلام کی امت ہیں ان کو حضور علیہ السلام کی امت دعوت کہہ سکتے ہیں لیکن اجابت نہیں کیونکہ امت کی دو قسمیں ہیں

(۱) امت اجابت (۲) امت دعوت۔

(۱) جملہ مومنین کو امت اجابت کہتے ہیں۔

(۲) کافر ومشرک یہود نصاری شیعہ وہابی وغیرہ فرقہائے باطلہ کو امت دعوت کہتے ہیں. جیسا کہ سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں خبثائے مبتدعین مثل وہابیہ ورافضیہ وغیر مقلدین امت اجابت سے نہیں کافروں کی طرح امتِ دعوت سے ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۱۴/ص ۲۸۶/دعوت اسلامی)

نیز فرماتے ہیں بدعتی اگر چہ اہل قبلہ سے ہے لیکن امت اجابت میں نہیں بلکہ وہ مثل کفار امت دعوت میں سے ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۱۴/ص ۲۸۷/دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(مورتی پر چڑھانے والوں کے ہاتھ پھول بیچنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی پھولوں کی تجارت کر رہا ہے اور اس کے پاس ہر قسم کے لوگ آڈر دے رہے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ایک غیر مسلم نے مورتی کو ہار پہنانے کے لیے آڈر دیا اور اس نے بنا کر دے دیا اور اجرت لے لیا تو اس کا اجرت لینا کیسا ہے۔؟ جب کہ زید نے فتوی دیا ہے کہ بیچنے والا کافر ہو گیا تو کیا یہ صحیح ہے اگر نہیں تو زید پر کیا حکم ہوگا؟

المستفتی:۔(مولانا) سرور برکاتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پھولوں کی تجارت جائز ہے اس کے بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر کوئی مورتی پر چڑھاوا چڑھاتا ہے تو یہ اس کا فعل ہے نہ کہ بیچنے والے کا ہاں ایسوں کے ہاتھ نہ بیچنا تقوی ہے۔فتاوی عالمگیری میں ہے *ولو استأجر الذمی مسلمًا لیبنی له بیعة أو كنيسةً جاز.ويطيب له الأجر كذا فى المحيط* (الفتاوی الهندية/كتاب ال إجارة۴۵۰)

اعلی حضرت رضی اللہ عنہ سے افیون کے متعلق پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا" افیون نشہ کی حد تک کھانا حرام ہے اور اسے بیرونی علاج مثلاً ضماد وطلاء میں استعمال کرنا یا خوردنی معجونوں میں اتنا قلیل حصہ داخل کرنا کہ روز کی قدر شربت نشے کی حد تک نہ پہنچے تو جائز ہے اور جب وہ معصیت کے لئے متعین نہیں تو اس کے بیچنے میں حرج نہیں مگر اس کے ہاتھ جس کی نسبت معلوم ہو کہ نشہ کی غرض سے کھانے یا پینے کو لیتا ہے۔ *لان المعصية تقوم بعينها فكان كبيع السلاح من

اھل الفتنۃ* اس لئے کہ گناہ عین شے کے ساتھ قائم ہوتا ہے پھر اس کی مثال اس طرح ہوتی جیسے اہل فتنہ پر ہتھیار فروخت کرنا. اور جب اس کی تجارت مطلقاً حرام نہ ہوئی بلکہ جائز صورتوں پر بھی مشتمل ہوئی تو زیادہ مقدار تاجروں کے ہاتھ بیچنا اور ہلکا ہوگیا کہ یہاں تعین معصیت اصلاً نہیں اور ان کا نشہ داروں کے ہاتھ بیچنا ان کا فعل ہے. *وتخلل فعل فاعل مختار یقطع النسبۃ کما فی الھدایۃ وغیرھا* کسی فاعل مختار کا درمیان میں گھسنا نسبت کو منقطع کر دیتا ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے. یہ صورتیں اس کے جواز کی نکلتی ہیں، اور اہل تقوی کو اس سے احتراز زیادہ مناسب۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۳ ص ۵۷۵ دعوت اسلامی)

اور ایک مقام پر سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ مسلمان کو ہندو مردہ جلانے کے لئے لکڑیاں بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا لکڑیاں بیچنے میں حرج نہیں لان المعصیۃ لاتقوم بعینھا (کیونکہ معصیت اس کے عین کے ساتھ قائم نہیں ہوتی۔ مگر جلانے میں اعانت کی نیت نہ کرے اپنا ایک مال بیچے اور دام لے۔

(فتاوی رضویہ جلد ۱۷ ص ۱۶۸ دعوت اسلامی)

زید کافر کہنے کی وجہ سے خود کافر ہوگیا لہٰذا زید پر تجدید ایمان اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(امام کی غیبت کرنا اور مسلمان کو کافر کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک نام نہاد مولوی ہے جو ایک دوسرے گاؤں میں جاتا ہے اور جانے کے بعد اس گاؤں کے امام صاحب کی لوگوں میں بیٹھ کر غیبت کرتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ اس گاؤں کے لوگ کافر ہیں جو اس امام کو رکھے ہوئے ہیں اور جس امام کی غیبت کرتا ہے وہ آٹھ سال سے امامت کرتے ہیں اور امام صاحب اور گاؤں والے سنی صحیح العقیدہ ہیں تو وہ نام نہاد مولوی جو امام کی غیبت کرتا ہے اور گاؤں والوں کو کافر بھی کہتا ہے تو عرض طلب یہ ہے ایسے نام نہاد مولوی کے لئے حکم شرع کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں **المستفتی:۔ محمد شعبان رضا**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی بھی مومن کی غیبت کرنا سخت ناجائز وحرام ہے" حدیث شریف میں ہے: عن ابی سعید و جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الغیبۃ اشد من الزنا قالوا یا رسول اللہ و کیف الغیبۃ اشد من الزنا قال ان الرجل لیزنی فیتوب فیغفر اللہ لہ وان صاحب الغیبۃ لا یغفر لہ حتی یغفرھا لہ صاحبہ" حضرت ابو سعید وحضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا غیبت زنا سے بدتر ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ غیبت زنا سے بدتر کیوں کر ہے فرمایا آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کو اپنے فضل سے معاف فرما دیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ تعالی

معاف نہیں فرماتا ہے جب تک کہ اس کو وہ شخص معاف نہ کردے جس کی غیبت کی ہے۔

فاسق معلن یا بدمذہب کی برائی بیان کرنا جائز ہے بلکہ اگر لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے لیکن امام کی برائی کرنا غیبت کرنا سخت ناجائز وحرام وگناہ کبیرہ ہے۔(البیہقی: مشکوۃ شریف بہار شریعت/انوارالحدیث صفحہ ۳۵۷)

اور رہی بات بستی کے مسلمانوں کو کافر کہنے کی تو اس کے متعلق صاحب بہار شریعت حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت میں رقمطراز ہیں: کہ اگر کسی نے مسلمان کو کافر کہا تو تعزیر ہے یعنی سزا ہے اور قائل کافر ہوگا یا نہیں تو اس میں دو صورتیں ہیں اگر قائل یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ کافر ہے اور جبکہ اس میں کوئی ایسی بات بھی نہیں پائی جاتی جس کی بنا پر تکفیر ہو سکے تو کہنے والا بلا شبہ کافر ہوگیا اس صورت میں تجدید ایمان بیوی والا ہو تو تجدید نکاح مرید ہو تو تجدید بیعت کرے اور توبہ کرے اور اگر بطور گالی کہا تو سخت ناجائز وحرام ہے اس صورت میں توبہ کرے اور گالی دینے والے سے معافی مانگے اور دوبارہ ایسے گستاخانہ الفاظ نہ کہنے کا عہد کرے کچھ مال صدقہ کردے کہ صدقہ دعا کی قبولیت میں معاون ہوتا ہے۔

(درمختار ردالمحتار ج۶ ص ۱۱۱/بحوالہ بہار شریعت ح۹ صفحہ ۱۲۶/۱۲۷) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالثاقب محمد جواد القادری واحدی لکھیم پوری

(کیا استاد کی مار سے جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تعلیمی دور میں جو طالب علم کو اساتذہ مارتے ہیں اس پر کیا حکم ہے؟ ہم نے بچپن میں سنا تھا کہ جس جگہ پر استاد کی مار لگتی اس کو جہنم کی آگ نہیں جلا سکتی کیا یہ بات صحیح ہے؟ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ سرفراز احمد بنگلور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

استاد کی مار جہاں لگتی ہے اس جگہ کو جہنم نہیں جلائے گی یہ من گڑھت اور جھوٹ ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں غالباً بچوں کو تسلی دینے یا صبر کرنے کی غرض سے والدین بچوں سے ایسا کہتے ہیں فقیر نے بچپن سے یہی سنا ہے مگر شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہاں بوقت ضرورت اساتذہ بچوں کو مار سکتے ہیں مگر ہاتھ سے نا کہ ڈنڈے وغیرہ سے اور ایک ساتھ میں تین ضرب سے زائد بھی نہیں مارنا چاہئے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ضرورت پیش آنے پر بقدر حاجت تنبیہ، اصلاح اور نصیحت کے لئے بلاتفریق اجرت وعدم اجرت استاد کا بدنی سزا دینا اور سرزنش سے کام لینا جائز ہے مگر یہ سزا لکڑی ڈنڈے وغیرہ سے نہیں بلکہ ہاتھ سے ہونی چاہئے اور ایک وقت میں تین مرتبہ سے زائد پٹائی نہ ہونے پائے، چنانچہ فتاویٰ شامی میں ہے کہ کسی آزاد بچے کو اس کے والد کے حکم سے مارنا جائز نہیں لیکن استاد تعلیمی مصلحت کے تحت پٹائی کرسکتا ہے۔امام طرسوسی نے یہ قید

لگائی ہے کہ مار پیٹ زخمی کر دینے والی نہ ہو اور تین ضربوں سے زائد بھی نہ ہو۔

"درجامع الصغار استروشنی است ذکر والدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ من صلوٰۃ الملتقط اذا بلغ الصبی عشر سنین یضرب لاجل الصلوٰۃ بالید لا بالخشب ولایجاوز الثلث وکذا المعلم لیس لہ ان یجاوز الثلث قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لمرداس المعلم ایاك ان تضرب فوق الثلث فانك اذا ضربت فوق الثلث اقتص اللہ منك" جامع صغار استروشنی میں ہے میرے والد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بحث صلوٰۃ ملتقط میں ذکر فرمایا کہ جب بچے کی عمر دس سال ہو جائے تو نمازی بنانے کے لئے اسے ہاتھ سے سزا دی جائے لاٹھی سے نہیں اور تین مرتبہ سے تجاوز بھی نہ کیا جائے۔ یونہی استاد کے لئے روا نہیں کہ تین مرتبہ سے تجاوز کرے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے استاد کا بچوں کو مارنے کے بارے میں فرمایا تین مرتبہ سے زائد ضربیں لگانے سے پرہیز کرو کیوں کہ اگر تم نے تین مرتبہ سے زیادہ سزا دی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تم سے بدلہ لے گا۔ (احکام الصغار مسائل الصلوٰۃ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۶، فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ ص ۶۵۳، ۶۵۴ دعوت اسلامی)

علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کسی گناہ پر بغرض تادیب جو سزا دی جاتی ہے اس کو تعزیر کہتے ہیں شارع نے اس کے لیے کوئی مقدار معین نہیں کی ہے بلکہ اس کو قاضی کی رائے پر چھوڑا ہے جیسا موقع ہو اس کے مطابق عمل کرے۔ تعزیر کا اختیار صرف بادشاہ اسلام ہی کو نہیں بلکہ شوہر بی بی کو آقا غلام کو ماں باپ اپنی اولاد کو استاذ شاگرد کو تعزیر کر سکتا ہے (مار سکتا ہے) (ردالمحتار کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶ ص ۹۵، وغیرہ بحوالہ بہار شریعت ح ۹ سزاؤں کا بیان)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ استاد شاگرد کو تعلیم یا ڈرانے کی غرض سے تین تھپڑ تک مار سکتا ہے وہ بھی ہاتھ سے نہ کہ لاٹھی ڈنڈا سے۔ یونہی منھ پر بھی نہیں مارنا چاہئے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے منھ پر مارنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (وعن جابر قال: نھی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و سلم عن الضرب فی الوجه وعن الوسم فی الوجه. رواہ مسلم) اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے منہ پر مارنے اور منہ پر داغ دینے سے منع فرمایا ہے یعنی کسی آدمی یا جانور کے منہ پر طمانچہ یا کوڑا وغیرہ نہ مارا جائے اور نہ کسی کے منہ پر داغ دیا جائے۔ (مشکوۃ المصابیح باب منہ پر مارنے یا منہ کو داغنے کی ممانعت حدیث نمبر ۳۹۸۰)

یونہی بغیر قصور کے مارنا یا تین ضرب سے زائد مارنا شرعاً جائز نہیں ہے استاد کو چاہئے کہ بالغ شاگرد سے معافی مانگے اور اگر نابالغ شاگرد ہو تو ان کے والدین سے یا پھر بالغ ہونے کے بعد معافی مانگے ورنہ یوم آخرت استاد کی پکڑ ہوگی۔

لہذا اساتذہ کو چاہئے کہ شاگرد کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں نرمی سے سمجھائیں جیسے ڈاکٹر مریض کا علاج کرتا ہے اگر چہ مریض ڈاکٹر کو گالی دے برا بھلا کہے اگر ڈاکٹر مارنا پیٹنا شروع کردے تو پھر علاج کیسے کرے گا۔ یونہی استاد کو بھی چاہئے کے مثل ڈاکٹر غصہ کو قابو کر کے نرمی سے سمجھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا گناہ کرنے پر عالم اور جاہل کو برابر گناہ ملے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عالم اور ایک جاہل نے ایک ہی گناہ کیا تو گناہ کس کو زیادہ ملے گا؟ برائے کرم جواب مع حوالہ عطا فرمائیں

المستفتی:۔ محمد مجیب رضا لکھنؤ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

گناہ گناہ ہے جاہل کرے یا عالم گناہ برابر ملے گا ہاں اگر کوئی جاہل گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے مجھے اس کے بارے میں علم نہیں تھا تو اسے دو گناہ ملے گا ایک گناہ کرنے کا اور ایک علم نہ سیکھنے کا۔ کیونکہ مسائل سے ناواقف رہنا خود گناہ ہے اس لئے حدیث میں آیا "ذنب العالم ذنب واحد وذنب الجاهل ذنبان قيل ولم يارسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم العالم يعذب على ركوبه الذنب والجاهل يعذب على ركوبه الذنب وترك التعلم رواه فى مسند الفردوس عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما" یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عالم کا گناہ ایک گناہ اور جاہل کا گناہ دو گناہ، کسی نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس لئے؟ فرمایا عالم پر وبال اسی کا ہے کہ گناہ کیوں کیا، اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کا اور دوسرا نہ سیکھنے کا اسے دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (الفردوس بما ثور الخطاب حدیث نمبر ۳۴۵ / ۱ دار الباز مکۃ المکرمۃ ۲ / ۲۴۸) بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۷۸ / وجلد ۲۹ صفحہ ۶۲۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اور اگر جاہل کو معلوم تھا کہ یہ فرض ہے یا واجب ہے یا حرام ہے جیسے کہ نماز فرض ہے نماز کی فرضیت جاننے کے بعد نہیں پڑھا تو ایک ہی گناہ ملے گا اسی طرح شراب حرام اس کی حرمت کو جانتا ہے پھر بھی پیا تو ایک ہی گناہ ملے گا۔

اور عوام میں غلط مشہور ہے کہ عالم گناہ کرے تو دو گناہ اور جاہل گناہ کرے تو ایک گناہ کیونکہ مذکورہ بالا حوالہ جات سے واضح ہوگیا کہ جاننے والے کو ایک گناہ اور نہ جاننے والے کو دو گناہ۔ کیونکہ مسائل سے ناواقف رہنا بھی گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(عزت بچانے کے لئے خودکشی کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کوئی مسلم لڑکی اپنی عزت بچانے کے لئے خودکشی کرسکتی ہے؟

المستفتی :۔غلام علی یارعلوی اترولہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کوئی بھی لڑکی اپنی عزت بچانے کے لئے خودکشی نہیں کرسکتی ہے کیوں کہ جان بچانے کی فرضیت کے مقابلے عزت بچانا فرض نہیں حدیث پاک میں ہے "اذا التزام الشرین فاختر اھونھما" اور یہاں مذکورہ صورت میں اہم جان بچانا ہے اور اھون بے عزت ہونا ہے، اس لئے بحکمِ حدیث بے عزتی کو ترجیح دی جائے گی اور اہم الفرائض یعنی جان بچانا بھی ہو جائے گا،۔اگرکوئی اس کی عزت جبراً لوٹ رہاہے تومکمل کوشش کرے اپنے آپ کو بچانے کے لئے بچ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی بات نہیں اس کا گناہ اس لڑکی پر نہیں ہوگا بلکہ جو عزت لوٹ رہا ہے اس پر ہوگا اور اگر اپنی عزت بچانے کے لئے اپنی جان دے گی تو ضرور گنہگار ہوگی جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ اگر اس کو مجبور کیا گیا کہ تو اپنا عضو کاٹ ڈال ورنہ میں تجھے قتل کرڈالوں گا تو اس کو ایسا کرنے کی اجازت ہے اور اگر اس پر مجبور کیا گیا کہ تو خودکشی کرلے ورنہ میں تجھے مار ڈالوں گا اس کو خودکشی کرنے کی اجازت نہیں ہے ۔(بہار شریعت جلد سوم حصہ ۱۵ صفحہ نمبر ۱۹۳ ناشر مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی دعوت اسلامی)

جب یہاں اس کو خودکشی کرنے کے لئے حکم دے رہا ہے کہ کرو ورنہ ماردوں گا پھر بھی

اجازت نہیں۔تو وہاں کیوں کر اجازت ہو سکتی ہے اور اپنی عزت دینے کی صورت میں گنہگار نہیں ہوگی۔اور اگر وہ خودکشی ہی کرلے گی تو اس کے بعد توبہ بھی نہیں کر پائے گی جب کہ عزت جانے کے بعد توبہ بھی کر سکتی ہے اور اللہ پاک توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد اشفاق عطاری

(کسی پر کفر کا فتوی کب لگایا جاسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی پر کفر کا فتوی کب لگایا جاسکتا ہے؟ اس کے لئے کس طرح کا ثبوت چاہیے؟ **المستفتی:۔** عرفان خان گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگانے کے لئے ایسا ثبوت کا ہونا ضروری ہے جس میں کوئی شبہ نہ ہو۔یعنی وہ کسی ضروریات دین کا انکار کیا ہو یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کیا ہو۔جیسا کہ فتاویٰ شارح بخاری میں ہے کہ کسی مسلمان پر کفر کا حکم لگانے کے لئے ایسا ثبوت درکار ہے جس میں کوئی شبہ نہ ہو۔(حوالہ فتاویٰ شرح بخاری ج ۲ ص ۴۶۷) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

فقیر محمد اشفاق عطاری

(جنات کو تسخیر کرنے کے لئے علمِ نجوم یا علمِ جفر سیکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو عامل حضرات جنات، مؤکلات وغیرہ کو تسخیر کرنے کے لئے علمِ نجوم یا علمِ جفر وغیرہ کے ذریعے کام لیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ یعنی علم نجوم وعلم جفر وعلم رمل وعلم الاعداد وغیرہ کا سیکھنا کیسا ہے؟ مفصل و مدلل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مذکورہ علم سیکھنے میں حرج نہیں مگر جنات کو قابو میں کرنے کے لئے سیکھنا منع ہے اول تو جنات موکل قابو میں کرنا ہی منع ہے فقیر نے پانچ مؤکل کو ایک سال تک قابو میں کر کے رکھا اور قوم کا اس سے کافی کام کیا وہ بھی بغیر معاوضہ کے لیکن جب فتاوی رضویہ کی عبارت پر نظر پڑی سب چھوڑ دیا. فتاوی رضویہ میں ہے کہ حضرت سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کم ازکم وہ ضرر کہ صحبت جن سے ہوتا ہے یہ کہ آدمی متکبر ہو جاتا ہے والعیاذباللہ. تو راہ سلامت اس سے بعض ومجانبت ہی میں ہے، رب عزوجل تو اس دعا کا حکم دے کہ اعوذ بك رب ان یحضرون اے میرے پرودگار! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس حاضر ہوں۔ اور یہاں یہ رٹ لگائی جائے کہ حاضر شو حاضر شو۔ والعیا ذ باللہ تعالیٰ ۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۱ ص ۲۱۸، دعوت اسلامی)

معلوم ہوا کہ جن موکل حاضر کرنا آیات قرآنی کے خلاف ہے تو اس کے لئے علم الجفر ہو یا علم الاعداد یا کوئی اور علم کیوں کر جائز ہوگا بلکہ حدیث شریف میں ہے " عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ، لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي: رِيحَهَا. قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: أَنْبَأَنَا أَبُو حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.، حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے علم دین کو جس سے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود ہوتی ہے محض کسی دنیاوی فائدہ کے لیے سیکھا تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا۔

(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۵۲)

یعنی وہ علم دین جس کا سیکھنا فرض وواجب ہے مگر جب اس کو کسی دنیاوی فائدہ کے لئے حاصل کیا جائے تو جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(اگر کوئی کہے کہ میں کافر ہو جاؤں گا تو کیا وہ کافر ہو جائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے کہا کہ میں کافر ہو جاؤں گا کیا ایسا بولنے سے وہ کافر ہو جائے گا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: محمد منتظر گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

زید کا یہ کہنا کہ میں کافر ہو جاؤں گا اس جملہ سے زید کافر ہو گیا جیسا کہ فقیہ با کمال سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ القوی جواب ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے جس فرقہ کا نام لیا وہ اس فرقہ کا ہو گیا مذاق سے کہے یا دوسری وجہ سے۔(فتاویٰ رضویہ شریف قدیم جلد ۶ صفحہ ۱۰۲ مکتبہ رضا اکیڈمی ممبئی)

اور ایسا ہی احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۷۵ پر ہے اور فقیہ اعظم ہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جو شخص ایسا کہے کہ میں ہندو ہو جاؤں گا تو یہ شخص بلا شبہ کافر و مرتد ہو گیا دو وجہ سے ارادہ کفر کی وجہ سے اور کفر کو پسند کرنے کی وجہ سے فتاویٰ عالمگیری میں ہے "من یرضی بکفر نفسہ فقد کفر" (فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ الباب التاسع فی احکام مرتدین مکتبہ رشیدیہ پاکستان ،فتاویٰ شارح بخاری جلد دوم باب الالفاظ الکفرص ۵۸۲ مکتبہ دائرۃ البرکات گھوسی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد سلطان رضا شمسی

(کرسمس ڈے پر مبارکبادی پیش کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کرسمس کو اچھا سمجھے بغیر یا اس کی تعظیم کیے بغیر اگر کوئی اس کی مبارکباد دے تو کیا یہ بھی کفر ہوگا؟ اسی طرح جو ہمارے وزراء کرسمس کی مبارکباد دیتے ہیں تو کیا یہ بھی کفر ہوگا؟ اور اگر کوئی بیرون ملک رہتا ہو اور اس کو مبارکباد دینی پڑ جائے تو کیا یہ بھی کفر ہو گا؟ براہ کرم اس سلسلے میں جتنی بھی صورتیں بنتی ہیں ان کے بارے میں بتا دیں۔

المستفتی:۔محمد شبر پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کرسمس ڈے کو اچھا سمجھے بغیر یا اس کی تعظیم کئے بغیر بھی اس کی مبارکباد دینا ناجائز وحرام ہے۔اور جو وزراء کرسمس ڈے کی مبارکبادی دیتے ہیں یا ان کی مجلس میں شریک ہوتے ہیں یا عیسائیوں کو اس دن تحفے تحائف دیتے ہیں اگر وہ لائق تعظیم سمجھ کر دیتے ہیں تو کفر ہے ان پر توبہ تجدید ایمان لازم ہے اور اگر بیوی والے ہیں تو تجدید نکاح بھی ضروری ہے اور اگر کسی صاحب شرع پیر سے مرید ہوں تو بیعت بھی ہولیں اور اگر لائق تعظیم سمجھ کر مبارکبادی پیش نہیں کرتے ہیں تو ناجائز وحرام ہے۔

فتاوی تارتارخانیہ میں ہے"حکی عن ابی حفص الکبیر لو ان رجلا عبد اللہ خمسین سنۃ ثم جاء یوم النیروز فاھدی الی بعض المشرکین بیضۃ یرید بہ تعظیم ذلک الیوم فقد کفر باللہ واحبط عملہ" یعنی حضرت ابوحفص الکبیر سے حکایت

بیان کیا گیا کہ اگر آدمی پچاس سال اللہ عزوجل کی عبادت کرے پھر نیروز کا دن (کافروں کا مخصوص دن) آجائے اور وہ اس دن کی تعظیم میں بعض مشرکین کو کوئی تحفہ دے اگر چہ انڈا ہی ہو تو بے شک اس نے کفر کیا اور اس کے اعمال برباد ہو گئے (تارتارخانیہ،کتاب احکام المرتدین،فصل فی الخروج الی النشیدۃ،جلد ۵،صفحہ ۳۵۴،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

اور اگر کوئی بیرون ملک رہتا ہو یا اندرون ملک رہتا ہو یعنی سب کو اس کی مبارکبادی لائق تعظیم سمجھ کر پیش کرنا کفر ہے اور بلا تعظیم مبارکبادی پیش کرنا ناجائز وحرام ہے۔مسلمانوں کو اس سے بچنا نہایت اہم اور ضروری امر ہے۔کیونکہ یہ عیسائیوں کا قومی تیوہار ہے جس کو عیسائی بڑے دھوم دھام سے مناتے ہیں اور بعض عیسائی اس کو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آج ہی کے دن (۲۵ دسمبر) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی ہے یعنی اللہ کے یہاں بیٹا پیدا ہوا ہے (معاذ اللہ) ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔کیونکہ اللہ عزوجل نہ خود جنا گیا ہے اور نہ ہی اس نے کسی کو جنا ہے۔قرآن مجید میں ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ "تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔اللہ بے نیاز ہے۔نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔(کنزلایمان سورہ اخلاص)

اور یاد رکھیں کہ کرسمس ڈے عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اس میں عیسائیوں کے ساتھ شرکت کرنا حدیث پاک کی رو سے نا جائز وحرام ہے: حدیث پاک میں ہے "من جامع المشرك وسكن معه فانه مثله" یعنی جو مشرک سے یکجا ہو اور اس کے ساتھ رہے وہ اسی مشرک کے مانند ہے۔(سنن ابی داؤد،کتاب الجهاد،باب فی الاقامة بأرض الشرك،جلد ۳،صفحہ ۹۳، المکتبۃ العصریۃ،بیروت)

اور اگر کوئی اس دن عیسائیوں کی تقریبات میں اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے شریک ہو تو وہ کفر کا مرتکب ہے۔فتاوی ہندیہ میں ہے "یکفر بخروجه الی نیروز المجوس لموافقته

معهم فيما يفعلون في ذلك اليوم " یعنی جو مجوسیوں کے نیروز میں ان کی موافقت کرنے کے لئے جائے جس دن میں وہ خرافات کرتے ہیں تو اس کی تکفیر کی جائے گی

(فتاوی ہندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، مطلب موجبات الکفر، جلد ۲، صفحہ ۲۷۶، دار الفکر، بیروت)

اور اگر کوئی مسلمان اس میں شرکت نہ کرے بلکہ ویسے ہی اس دن کی تعظیم کرے اور عیسائیوں کی ان تقریبات کو اچھا جانے تو بھی کفر ہے۔ فتاوی تارتار خانیہ میں ہے "واتفق مشايخنا ان من راى امر الكفار حسنا فهو كافر" یعنی مشائخ عظام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو کفار کے کسی امر کو اچھا جانے وہ کافر ہے۔ (تارتارخانیہ، کتاب احکام المرتدین، فصل فی الخروج الی التشیدة، جلد ۵، صفحہ ۳۵۴، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

فتاویٰ یورپ میں کرسمس ڈے کے تعلق سے ہے "عیسائیوں کے یہاں کرسمس ڈے کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں ہے یہ چودھویں صدی عیسوی کا ایک حادث تیوہار ہے۔ لیکن دنیا بھر کے عیسائیوں نے اس اختراعی تیوہار کو اتنی مضبوطی سے تھاما کہ یہ صدیوں سے عیسائیت کی پہچان وشعار بن گیا ہے ہر چرچ اور عیسائی تنظیم گاہیں اس تاریخ میں مزین کی جاتی ہیں اور دنیا کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ گویا یہ عیسائیوں کا عظیم الشان تیوہار ہے، جس میں اربوں ڈالر کی شراب نہ صرف پی جاتی ہے۔ بلکہ لنڈھائی (گرائی) جاتی ہے پھر اربوں ڈالر کی آتش بازیوں اور آتشی مادّوں سے یورپ و امریکہ کے درو دیوار اور آسمانی فضا تھرا اٹھتی ہے ہفتہ عشرہ تک گندھک کی بدبو سے ملک کا ملک مہکتا رہتا ہے۔ بہرحال کرسمس ڈے ان کا مذہبی تیوہار ہو یا نہ ہو مگر آج قومی تیوہار کی حیثیت اختیار کر گیا ہے جس سے مسلمانوں کا دور رہنا لازم وضروری ہے۔ لقوله عليه السلام من تشبه بقوم فهو منهم " یعنی جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہیں میں سے ہے۔ (مسند امام احمد)

اور سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، جلد ۲، صفحہ ۲۹ میں ہے "من جامع المشرك وسكن معه فانه مثله" یعنی جس نے کسی مشرک کے ساتھ اشتراک عمل اور راہ ورسم کیا وہ اسی کے

مثل ہے۔مسلمانوں کے لئے حرام ہے کہ ان کے تیوہار میں اپنے گھروں کو انہیں چیزوں سے مزین کریں جن سے وہ لوگ کرتے ہیں پھر اس تاریخ میں انہیں ہدیہ دینا اوران سے تحفہ لینا بھی حرام وممنوع ہے اور اگر کرسمس ڈے کی تعظیم مقصود ہوتو (معاذ اللہ تعالیٰ) یہ کفر ہے۔

درمختار، جلد ۲، صفحہ ۳۵۰، و رد المختار جلد ۵، صفحہ ۴۸۱ میں ہے "الاعطاء باسم النیروز والمھرجان (بان یقال ھدیة ھذا الیوم ش) لا یجوز ای الھدایا باسم ھٰذین الیومین حرام وان قصد تعظیمه کما یعظمه المشرکون یکفر" یعنی نیروز اورمہرجان (مجوسیوں کے عیدوں کے نام) پرعطیہ کا تبادلہ یہ کہہ کرکہ یہ آج کا ہدیہ ہے جائز نہیں یعنی ان دونوں دنوں کے نام پر تحفے لینا حرام ہے اور اگر مشرکین مجوسی کی طرح ان کی تعظیم بھی کرے گا تو کفر ہے۔(فتاویٰ یورپ،صفحہ ۵۴۱،۵۴۰،بحتاب کتاب الحظر والاباحة)

مذکورہ بالاحوالوں سے معلوم ہوا کہ کرسمس ڈے عیسائیوں کا قومی تیوہار ہے جس میں مسلمانوں کا بلا تعظیم کے شرکت کرنا یا مبارکبادی دینا ناجائز وحرام ہے اور تعظیما شرکت کرنا یا مبارکبادی دینا کفر ہے لہذا جو ایسے موقعے پر تعظیما مبارکبادی دئے ہوں یا شرکت کئے ہوں ان پر توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح لازم وضروری ہے اور دوبارہ ایسی محفلوں میں شرکت نہ کرنے کی اور مبارکبادی نہ دینے کی عہد کریں اور ایسا نہ کریں تو مسلمانوں پر لازم وضروری ہے کہ ان کا بائیکاٹ کریں قال اللہ تعالیٰ: وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ''اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

(کنزالایمان سورہ انعام آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

الجواب صحیح والمجیب نجیح

سید شمس الحق برکاتی مصباحی قاضی شرع اسٹیٹ گووا

(کیا ابو جہل حضور ﷺ کا چچا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ابو جہل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چچا تھا یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ **المستفتی:** محمد ارباز عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ابو جہل حضور ﷺ کا سگا چچا نہیں تھا جیسا کہ علامہ شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ابو جہل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چچا تھا، یہ بالکل غلط بات ہے اور مسلمانوں کے لئے اشتعال انگیز بھی کیوں کہ ابو جہل قبیلۂ بنی مخزوم کا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی ہاشم سے تھے پھر ابو جہل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چچا کیسے ہوسکتا ہے۔الخ (فتاویٰ شارح بخاری، جلد اول، صفحہ ۴۱۱)

مذکورہ حوالہ سے یہ واضح ہوگیا کہ ابو جہل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سگا چچا نہیں تھا۔حتی کہ آپ ﷺ کے مبارک قبیلہ سے بھی اس کا تعلق نہیں تھا، چہ جائیکہ آپ کا چچا ہو۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ ﷺ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمٰعیلی

(کیا جے شری اورنگ زیب و جے شری بابر کہنا درست ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہندو مشرکین اپنے معبودوں کو اس طرح پکارتے ہیں: جے شری رام، جے شری کرشن وغیرہ جے کا معنی ہوتا ہے: فتح، شری یعنی حضرت/جناب۔تو اس کا مفہوم بنتا ہے (ان کے معبود/بھگوان) رام کی فتح ہو، کرشن کی فتح ہو۔بھارت کے ہندؤں کی اسلام دشمنی سب پر ظاہر ہے اور ان مشرکین کو ہندوستانی مسلمان سلاطین خصوصاً حضرت اورنگ زیب عالمگیر و سلطان ظہیر الدین بابر سے بہت تکلیف ہوتی ہے تو کیا مشرکین کا دل جلانے کے لئے جے شری اورنگ زیب و جے شری بابر کہنا درست ہوگا؟ کہیں یہ شرک وکفر کے دائرے میں تو نہیں آجائے گا؟ رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔اخلاق نظامی گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جے شری اورنگ زیب و جے شری بابر کہنا سخت منع ہے اول یہ کہ جے شری کہنا کفا کی بولی ہے اور نبی کریم ﷺ نے ہمیں ان کی مشابہت سے منع فرمایا ہے "من تشبه بقوم فهو منهم "۔ثانیاً یہ فتنہ کا باعث ہوگا اور دین اسلام فتنہ کو پسند نہیں فرماتا نہ کسی کو بلا وجہ تکلیف پہونچانے کی شریعت ہمیں اجازت دیتی ہے۔بلکہ مذکورہ جملہ کہہ کر مشرکین کا دل جلانا نہیں ہوگا بلکہ انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے کرام، بزرگان دین رحمہم اللہ علیہم کو گالی دینا ہوگا حدیث شریف میں ہے

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ

الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑے گناہ یہ ہیں کہ کوئی آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، کوئی آدمی کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور کوئی کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔(صحیح مسلم کتاب: ایمان کا بیان، حدیث نمبر ۲۶۳)

اس حدیث شریف کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر ہم مشرکین کے دل کو جلانے کے لئے کہیں گے تو وہ ضرور ہمارے اکابرین کو گالی دیں گے برا بھلا کہیں گے بلکہ جہاں مسلمان کو کمزور پائیں گے مار پیٹ بھی کریں گے پھر ایک بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو گا جو شرعاً جائز نہیں ہے، لہٰذا مذکورہ بالا جملہ کہنے سے پرہیز کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(شوہر کو پتی دیو کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی نے اپنے پتی کو پتی دیو کہا تو یہ پتی دیو کہنا کیسا ہے اور کہنے والے پر شریعت کا کیا حکم لگے گا رہنمائی فرمائیں

المستفتی: محمد ناظم عرش

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

(پتی) دیو بولنا جائز نہیں اگر بولے گی تو گنہگار ہوگی کیوں کہ دیو کا ایک معنیٰ قابل پرستش بھی ہے یعنی پوجا عبادت کرنے کے لائق۔(فیروز اللغات)

لہٰذا ایسے جملے بولنے کی قطعا اجازت نہیں ،ایک بات یہ بھی ہے کہ یہ لفظ ہندوؤں کے شعار میں سے ہے جب اس طریقہ کے کوئی لفظ بولتا ہے تو اس سے یہی سمجھ میں آتا کہ بولنے والا ہندو ہے اس لیے جائز نہیں کہ اس قسم کے الفاظ استعمال کریں حدیث میں ہے وایاکم وزی الأعاجم عجمیوں کے طریقوں سے دور رہو۔(ماخوذ از فتاویٰ شارح بخاری ج ۲ ص ۴۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیا توبہ کرنے سے کبیرہ وصغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ توبہ کرنے سے کون کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں صغائر یا کبائر؟ **المستفتی:**۔عبدالکریم مسکن گوا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں توبہ کرنے سے سارے گناہ چاہیں وہ کبیرہ ہو یا صغیرہ سب معاف ہو جاتے ہیں حدیث شریف میں ہے ”التائب من الذنب کمن لاذنب له “توبہ کرنے والا گناہوں سے ایسے پاک ہوجاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔(ابن ماجہ)

لیکن یہ توبہ کیسی ہونی چاہئے اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا“ اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔(سورہ تحریم،آیت ۸ کنزالایمان)

توبہ نصوح (نصیحت) کے تعلق سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا توبہ نصوح کیا ہے؟ فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا گناہ ہوگیا پھر اس پر نادم ہونا اللہ تعالی سے معافی چاہنا پھر گناہ کی طرف مائل نہ ہونا۔(تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۱۰۰)

پتہ چلا ہم کو اپنی توبہ کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم کیسی توبہ کرتے ہیں اگر ہماری توبہ توبہ نصوح ہو تو اس کے لیے ہم کو گزرے ہوئے گناہوں سے پرہیز کی ضرورت ہے بلکہ کبھی بھی ان گناہوں کی

طرف نہ پلٹیں تا کہ مولیٰ کے فرمان پر صحیح عمل ہو سکے۔(توبہ کے شرائط)امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے ایک اعرابی کو یہ کہتے ہوئے سنا' اللھم استغفرك واتوب الیك ' اے اللہ میں تجھ سے استغفار وتوبہ چاہتا ہوں آپ نے فرمایا ایسی زبان سے توبہ استغفار چاہنا جھوٹوں کا کام ہے اس نے عرض کیا پھر حقیقی توبہ کس طرح ہوگی آپ نے فرمایا حقیقی توبہ کی چھ شرطیں ہیں۔

(۱) گزشتہ گناہوں پر ندامت (شرمندگی)

(۲) فرائض اگر قضا ہوں تو ان کا اعادہ (لوٹانا)

(۳) پختہ ارادہ کرنا کہ پھر وہ گناہ ہرگز نہیں کروں گا۔

(۴) مظالم کاردیعنی لوٹی اور غصب کی ہوئی چیزوں کا لوٹانا۔

(۵) حقوق العباد کی ادائیگی یعنی جس کے حق میں غلطی ہوئی ہے اس کو راضی کرنا۔

(٦) اپنے نفس کو طاعت الہی پر ڈال دینا کہ لمحہ بھر بھی مہلت نہ ہو کہ جیسے کہ اس غلطی پر اسے سزا دی جائے اور اسے طاعت کا مزہ چکھانا جیسے اس نے معصیت کے مزے لوٹے ہیں۔

(تفسیر روح البیان ج۱٤ص ٥٨٢)

اب اگر اس قسم کی بندہ توبہ کر رہا ہے تو وہ مقبول بارگاہ خدا ہے ورنہ توبہ کر کے پھر دوبارہ اس گناہ کو کرنا توبہ نہیں ہے۔تفسیر روح البیان ہی میں ہے جو شخص توبہ کرنے کے بعد پھر اسی گناہ پر قائم رہتا ہے تو اس کے توبہ کے بعد کا ایک گناہ قبل توبہ کے ستر گناہوں پر بھاری ہے۔

(ماخوذ از برکات شریعت حصہ ۲ ص ۲۴۶ / ۲۴۷) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کافر کو گفٹ دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا اسکول کالج میں پڑھنے والے طلبہ اپنے کسی ہندو دوست کو گفٹ دے سکتے ہیں؟ اور کیا کوئی لڑکی کسی لڑکے کو گفٹ دے سکتی ہے؟ تفصیلی جواب سے نوازیں کرم نوازی ہوگی۔ **المستفتی:۔** مشرف رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کافر سے قلبی محبت کرنا اور انہیں تحفہ وغیرہ دینا شرعاً ناجائز وحرام ہے ارشاد ربانی ہے

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ''اے ایمان والو یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بیشک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔

(کنزالایمان سورہ مائدہ آیت ۵۱)

تفسیر صراط الجنان میں ہے کہ اس آیت میں یہود ونصاریٰ کے ساتھ دوستی وموالات یعنی اُن کی مدد کرنا، اُن سے مدد چاہنا اور اُن کے ساتھ محبت کے روابط رکھنا ممنوع فرمایا گیا۔ یہ حکم عام ہے اگرچہ آیت کا نزول کسی خاص واقعہ میں ہوا ہو۔ چنانچہ یہاں یہ حکم بغیر کسی قید کے فرمایا گیا کہ اے ایمان والو! یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ، یہ مسلمانوں کے مقابلے میں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، تمہارے دوست نہیں کیونکہ کافر کوئی بھی ہوں اور ان میں باہم

کتنے ہی اختلاف ہوں، مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ سب ایک ہیں ’’ اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ ‘‘کفر ایک ملت ہے۔(مدارک، المائدۃ تحت الآیۃ:۵۱ ص ۲۸۹)

لہٰذا مسلمانوں کو کافروں کی دوستی سے بچنے کا حکم دینے کے ساتھ نہایت سخت وعید بیان فرمائی کہ جو ان سے دوستی کرے وہ انہی میں سے ہے، اس بیان میں بہت شدت اور تاکید ہے کہ مسلمانوں پر یہود و نصاریٰ اور دین اسلام کے ہر مخالف سے علیحدگی اور جدا رہنا واجب ہے۔

(مدارک، المائدۃ تحت الآیۃ:۵۱ ص ۲۸۹، خازن، المائدۃ تحت الآیۃ:۵۱، ۱/ ۵۰۳ ملتقطاً)

اور جو کافروں سے دوستی کرتے ہیں وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی حکومت میں کفار کو کلیدی آسانیاں نہ دی جائیں۔ یہ آیتِ مبارکہ مسلمانوں کی ہزاروں معاملات میں رہنمائی کرتی ہے اور اس کی حقانیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ پوری دنیا کے حالات پر نظر دوڑائیں تو سمجھ آئے گا کہ مسلمانوں کی ذلت و بربادی کا آغاز تبھی سے ہوا جب آپس میں نفرت و دشمنی اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر غیر مسلموں کو اپنا خیرخواہ اور ہمدرد سمجھ کر ان سے دوستیاں لگائیں اور انہیں اپنوں پر ترجیح دی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقلِ سلیم عطا فرمائے۔

البتہ قلبی محبت نہ ہو بلکہ کسی حکمت کے تحت کافروں کو اگر تحفہ دیا جائے جیسے کہ آج کل کفار مسلمان کے ساتھ تشدد سے پیش آتے ہیں جہاں مسلمانوں کی کمی ہے وہاں ان پر ظلم کرتے ہیں تو انہیں نرم کرنے کے لئے اور ان کے ظلم وستم سے بچنے کے لئے تحفہ دے سکتے ہیں۔ یا کافر پردھان یا منتری یا کوئی اور عہدہ پر فائز ہے تو اس کو بھی اس نیت سے دینا کہ وقت آنے پر مسلمانوں کا ساتھ دیں گے کوئی حرج نہیں دے سکتے ہیں۔اور یہ حدیث شریف سے ثابت ہے بلکہ امام بخاری نے اس پر ایک باب باندھا ہے حدیث ملاحظہ ہو’’ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَى عُمَرُ حُلَّةً عَلَى رَجُلٍ تُبَاعُ، فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ابْتَعْ هَذِهِ الْحُلَّةَ تَلْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَإِذَا جَاءَكَ الْوَفْدُ، فَقَالَ: إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذَا مَنْ

لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ. فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلَلٍ، فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ مِنْهَا بِحُلَّةٍ، فَقَالَ عُمَرُ: كَيْفَ أَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ؟ قَالَ: إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا تَبِيعُهَا أَوْ تَكْسُوهَا. فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلَى أَخٍ لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ"۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص کے یہاں ایک ریشمی جوڑا فروخت ہو رہا ہے۔ تو آپ نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ یہ جوڑا خرید لیجئے تاکہ جمعہ کے دن اور جب کوئی وفد آئے تو آپ اسے پہنا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ پھر نبی کریم ﷺ کے پاس بہت سے ریشمی جوڑے آئے اور آپ ﷺ نے ان میں سے ایک جوڑا عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسے کس طرح پہن سکتا ہوں جب کہ آپ خود ہی اس کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمانا تھا، فرما چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کے لیے نہیں دیا بلکہ اس لیے دیا کہ تم اسے بیچ دو یا کسی (غیر مسلم) کو پہنا دو۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مکہ میں اپنے ایک بھائی کے گھر بھیج دیا جو ابھی اسلام نہیں لایا تھا۔

(صحیح بخاری، مشرکوں کو ہدیہ دینا۔ حدیث نمبر ۲۶۱۹)

ارشاد ربانی ہے "لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ"۔ اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو بیشک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں۔

(کنزالایمان سورہ ممتحنہ ۸)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ بمصلحت شرعی اسے (کافر کو) ہدیہ دینا جس میں کسی رسم کفر کا اعزاز نہ ہو، اس کا ہدیہ قبول کرنا جس سے دین پر اعتراض نہ ہو حتی کہ کتابیہ سے

نکاح کرنا بھی فی نفسہٖ حلال ہے۔

مزید معلومات کے لئے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا رسالہ" المحجۃ المؤتمنۃ فی اٰیۃ الممتحنۃ" جلد ۱۴/ص ۴۲۰/ سے مطالعہ کریں۔

اگر نابالغ لڑکی ہے تو حوصلہ افزائی کے لئے اسے گفٹ (تحفہ) دے سکتے ہیں یونہی نابالغ لڑکے کو بالغ لڑکی تحفہ دے سکتی ہے کہ پڑھنے میں اور محنت کرے اور اگر لڑکا،لڑکی دونوں بالغ ہیں تو ایک دوسرے کو نہیں دے سکتے کہ فتنہ کا باعث ہوگا،کتب فقہ میں ہے کہ عورت اجنبی مرد سے سلام کرے تو مرد کو آہستہ آوز سے جواب دینا چاہئے۔ پھر یہاں تحفہ دینا کیوں کر جائز ہوگا وہ بھی اس پرفتن دور میں کہ جب تحفہ دیا جائے گا تو دونوں طرف سے الفت پیدا ہوگی کچھ باتیں بھی ہوں گی پھر مستقبل میں دونوں کا گناہ کبیرہ میں ملوث ہونے کا قوی اندیشہ ہے لہٰذا بالغ لڑکا،لڑکی کا آپس میں تحفہ لینا، دینا شرعاً جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(اگر مرنے کی دھمکی دے تو کفر کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلح کافر قتل کی صحیح دھمکی دے کر بت کو سجدہ کرنے کا حکم دے تو کیا جان بچانے کے لئے بُت کو سجدہ کرنا ضروری ہو جائے گا؟

المستفتی:۔محمد شفیق رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسی صورت میں ”رخصت“ یہ ہے کہ بُت کو سجدہ کر لے جبکہ دل ایمان پر مطمئن ہو اور ”عزیمت“ (جوکہ افضل ہے وہ) یہ ہے کہ جان قربان کر دے مگر بُت کو سجدہ نہ کرے۔

ہدایہ میں ہے”اگر جان سے مار ڈالنے یا جسم کے کسی عُضو کو ضائع کر دینے کی صحیح دھمکی دے کر کسی سے کہا جائے کہ اللہ عزوجل کا انکار کرے یا معاذ اللہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو گالی دے تو اس کو اجازت ہے کہ اس بات کا اظہار کر دے جو اسے (ظالم کی طرف سے) حکم دیا گیا اور توبہ کرے۔پس اگر اس نے (ظالم کے کہنے کے مطابق) ظاہر کر دیا اِس حال میں کہ اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو تو اِس پر کوئی گناہ نہیں اور اگر صَبْر کرے یہاں تک کہ شہید کر دیا جائے اور کُفر کو ظاہر نہ کرے تو اس کو اللہ عزوجل کے ہاں اجر ملے گا۔(ھدایہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۴ ملخصا)

وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(کافر سے قلبی دوستی رکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کافر سے قلبی دوستی رکھنا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے کہ کافر سے دوستی رکھنا صحیح ہے۔

المستفتی:۔محمد منور حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کافر سے قلبی دوستی کرنا حرام ہے۔ یاد رکھئے! بری صحبت برا رنگ لاتی ہے، جو لوگ کفار کے ممالک میں تعلیم یا روزگار کے سلسلے میں جاتے اور وہاں کفار کی صحبتیں اپناتے ہیں نیز جو لوگ اسلامی ممالک میں بھی کفار کو دوست بناتے اور ان سے دوستیاں رچاتے ہیں اُن سب کے لئے لمحۂ فکریہ ہے خزائن العرفان میں ہے کفار سے دوستی ومحبت ممنوع وحرام ہے۔انہیں راز دار بنانا، ان سے موالات (یعنی باہمی اتحاد) کرنا ناجائز ہے۔اگر جان یا مال کا خوف ہو تو ایسے وقت صرف ظاہری برتاؤ جائز ہے۔(خزائن العرفان صفحہ ۹۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ-وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ ”مسلمان، کافروں کو اپنا دوست نہ بنا لیں مسلمانوں کے سوا، اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ (عزوجل) سے کچھ علاقہ نہ رہا(پارہ ۳ سورہ اٰلِ عمران ۲۸)وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(کیا خواب میں ایمان لانا مقبول ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی خواب میں ایمان لائے تو بعد بیداری اس کے ایمان کو تسلیم کیا جائے گا یا بیدار ہونے کے بعد دوبارہ ایمان لانا پڑے گا؟تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔** محمد سہیل رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ خواب میں بعض فیوض و برکات اور بشارتوں کے دروازے کھلتے ہیں جس کے ذریعے ایمان کی دولت گرانمایہ بھی ملتی ہے لیکن انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی انسان کے خواب کو وحی الٰہی کا صدفیصد حصہ جان کر اسے احکام شرعیہ کے صدور ونفاذ کا مدار نہیں بنایا جاسکتا۔عام انسان خواب کی حالت میں بچے اور مجنون بحکم حدیث تینوں مرفوع القلم ہوتے ہیں ان حالات میں جو بھی اقوال و افعال صادر ہوں ان پر احکام شرعیہ کا صدور نہیں ہوتا۔اور ایمان تو توحید ورسالت نیز تمام ضروریات دین کو اجمالی طور پر مان لینے کا نام ہے جس کے لئے اقرار وتصدیق ضروری ہے جو حالت خواب میں واقع نہیں بالفرض اگر کسی نے خواب میں اقرار وتصدیق بھی کر لی اور بیدار ہونے کے بعد اس کے افعال وکردار یا قول سے اس کی نفی ہوگئی تو وہ ہرگز مسلمان نہیں ہوا ہاں اگر بیدار ہونے کے بعد اس کے اقوال و افعال نے اس کے خواب کی تصدیق کردی تو اب وہ مسلمان وصاحب ایمان ہوگیا(فتاویٰ یورپ،صفحہ ۷۸)

وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(بھر دو جھولی میری یا محمد پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ یا محمد کہنا حرام ہے تو اسی طرح ایک کلام ہے

بھر دو جھولی میری یا محمد		لوٹ کر میں نہ جاؤں گا خالی

اس کلام کو بہت سے شعراء نے پڑھا ہے،اس شعر کے پہلا مصرعہ میں یا محمد درج ہے تو اس کلام کو پڑھنا نیز پڑھنے والے پر حکمِ شرع کیا ہے؟ جواب ارسال فرمائیں عین ونوازش ہوگی؟

المستفتی: محمد غفران رضا نعمانی جھارکھنڈ الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یا محمد کہنا لکھنا حرام ہے کیوں کہ یہ سوئے ادب یعنی ادب کے خلاف ہے جیسے والد، پیر، استاد کو نام لے کر پکارنا منع ہے کہ بے ادبی ہے تو نبی کریم علیہ السلام کا نام لیکر پکارنا کیوں کر جائز ہوگا ارشاد خداوندی ہے "لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا" رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

(کنزالایمان سورہ نور ۶۳)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ نام پاک لے کر ندا کرنا حرام ہے،اگر روایت میں مثلا یا محمد آیا ہو تو اس کی جگہ بھی یارسول اللہ کہے،اس مسئلہ کا بیان عظیم الشان فقیر کے "رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین"

میں دیکھئے۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۵رص ۲۷ار دعوت اسلامی)

مذکورہ شعر کا پڑھنا جائز نہیں ہے جو پڑھے گا وہ گنہگار ہوگا اس پر توبہ لازم ہوگی اور جس نے لکھا ہے سب کے گناہوں کا بوجھ اس کے سر ہوگا اور اس پر بھی توبہ لازم ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جو انبیائے کرام کو گنہگار کہے اس پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں یہ کہنا کہ معاذ اللہ وہ گنہگار ہیں یا ان سے غلطی ہوئی یا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی یا گناہ ہوا یا حضرت یونس علیہ السلام کے تعلق سے کچھ کہا جائے یا کسی بھی نبی کے لئے ایسا کچھ کہا جائے جو بے ادبی ہو کہنا کیسا ہے؟ برائے مہربانی مکمل حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔** محمد سلمان برکاتی کانپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ھو الھادی الی الصواب

کسی بھی نبی (علیہ السلام) کی شان میں ادنی سی گستاخی کفر ہے کیوں کہ نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل تمام فرائض میں ہے (یعنی تمام فرائض سے بڑھ کر کے نبی کی تعظیم فرض ہے) ہمارا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام شرک وکفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق (مخلوق) کے لیے باعث نفرت ہو جیسے کذب (جھوٹ) وخیانت وجہل وغیرہا صفات ذمیمہ (بری عادتیں) سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع مطلقا معصوم (بے گناہ) ہیں اور حق یہ ہے تعمد صغائر (چھوٹی سی بھول چوک) سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں جیسا کہ تفسیر روح البیان ج ۸/ص ۴۵/ میں ہے (ان الانبیاء علیھم السلام معصومون من الامراض المنفرد) بے شک انبیائے کرام تمام عیوب سے پاک ہیں۔(پارہ ۲۳)

خلاصہ یہی ہے تمام انبیائے کرام اللہ عزوجل کے حضور عظیم وجاہت وعزت والے ہیں

لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر کے ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی بھی نبی کی شان میں رائی کے دانے برابر بھی گستاخی کفر ہے۔

لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی یا نوح علیہ السلام سے غلطی ہوئی اور اس کا مطلب یہ بیان کرے جو ان کے ساتھ واقعہ ہوا تو کفر نہ ہوگا البتہ توبہ کا حکم دیں گے۔(بہار شریعت حصہ اول عقیدہ متعلقہ نبوت) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیا کتا حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی سے بنا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا یہ واقعہ صحیح ہے کہ کتا کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کے پتلا کی مٹی سے ہوئی ہے؟ مع حوالہ کے جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ فیصل ربانی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک یہ واقعہ صحیح ودرست ہے کہ کتے کی پیدائش حضرت آدم علیہ وسلم کے پتلے کی مٹی سے ہوئی ہے کہ جب اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا تو شیطان نے بغض وحسد سے اپنا تھوک جمع کر کے آدم علیہ السلام کے مقام ناف میں ڈال دیا اللہ تعالی نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس تھوک کو مقام ناف سے نکالیں۔آج جو ناف کی گہرائی معلوم ہوتی ہے یہ جبریل علیہ السلام کا حضرت آدم علیہ السلام کے مقام ناف سے مٹی کریدنے کی وجہ سے ہے جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے”جمع ای ابلیس بزاقه فی فمه والقاه علیه فوقع بزاق العین علی موضع سرت آدم علیه السلام فامر الله جبریل نقور بزاق العین من بطن آدم فحفرت السر من تقدیر جبریل وخلق الله من تلك القواره کلبا“(تفسیر روح البیان جلد اول)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد وسیم فیضی

(ربیع الاول میں جلوس نکالنے اور جھنڈا لگانے کا ثبوت کہاں سے ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ربیع الاول شریف میں جلوس نکالنے اور جھنڈا لگانے کا ثبوت کہاں سے ہے کیا صحابہ کرام سے یہ سارے معمولات ثابت ہیں مکمل مدلل جواب عطا فرمائیں

المستفتی:۔ غلام صمدانی دولت پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سن ولادت منانا بھی ایک اچّھا کام ہے جوکسی سنّت کے خلاف نہیں بلکہ عین قرآن وسنّت کے ضابطوں کے مطابق ہے۔رب تعالیٰ کی نعمت پر خوشی کا حکم خود قرآنِ پاک نے دیا ہے۔ ارشاد فرربانی ہے " قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا "تم فرماوَ اللہ ہی کے فضل اوراسی کی رحمت اوراسی پر چاہیئے کہ خوشی کریں۔(کنزالایمان،سورہ یونس ۵۸)

نیز فرماتا ہے(وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ) اوراپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

(کنزالایمان،والضحیٰ ۱۱)

خود حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا یومِ میلاد روزہ رکھ کر مناتے یعنی آپ ﷺ ہر پیر کو روزہ رکھتے تھے جب اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا اسی دن میری ولادت ہوئی اوراسی روز مجھ پروحی نازل ہوئی۔(مسلم ص455،حدیث:2750)

شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں ’’ربیعُ الاوّل چونکہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادتِ باسعادت کا مہینہ ہے لہٰذا اس میں تمام اہلِ اسلام ہمیشہ سے میلاد کی خوشی

میں محافل کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں۔اس کی راتوں میں صدقات اور اچھے اعمال میں کثرت کرتے ہیں۔خصوصاًان محافل میں آپ کی میلاد کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں حاصل کرتے ہیں۔محفلِ میلاد کی یہ برکت مجرّب ہے کہ اس کی وجہ سے یہ پورا سال امن کے ساتھ گزرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس آدمی پر اپنا فضل واحسان کرے جس نے آپ کے میلاد مبارک کو عید بنا کر ایسے شخص پر شدّت کی جس کے دل میں مرض ہے۔(المواہب اللدنیہ،ج ۱،ص ۲۷)

شیخ عبدالحق محدّث دِہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے مہینے میں محفلِ میلاد کا انعقاد تمام عالَم اِسلام کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے۔اس کی راتوں میں صدقہ خوشی کا اظہار اور اس موقع پر خُصوصاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر ظاہر ہونے والے واقعات کا تذکرہ مسلمانوں کا خُصوصی معمول ہے۔(ماثبت بالسنہ،ص ۱۰۲)

خلاصہ کلام یہ کہ شریعت کے دائرہ میں رہ کر خوشی منانا،مختلف جائز طریقوں سے اِظہارِ مَسرّت کرنا اور محافل میلاد کا انعقاد کرکے ذکرِ مصطفٰے کرتے ہوئے ان پر مسرت ومبارک لمحات کو یاد کرنا جو سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے کا وقت ہے بہت بڑی سعادت مندی کی بات ہے۔

مزید تفصیل کے لئے علمائے اہلِ سنّت کی کتب کا مطالعہ فرمائیں۔(فتاوی اہلسنت مفتی اصغر عطاری ماہنامہ فیضان مدینہ ربیع الاول ۱۴۴۰ ہجری نومبر،دسمبر ۲۰۱۸ دعوت اسلامی)

اور جھنڈا لگانا یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سنت ہے جیسا کہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ سَیِّدَتُنا آمِنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نَصب کئے گئے۔ایک مشرِق میں،دوسرا مغرِب میں، تیسرا کعبے کی چھت پر اور نبیِّ رَحمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وِلادت ہوگئی (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۸۲ مختصراً بحوالہ عاشقان رسول کی حکایت ص ۲۱۰)

نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس دنیا میں جلوہ فرما ہونے کی

وجہ سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم وتوقیر کے لئے جلوس نکالنا، پرچم لہرانا، اور جلوس میں شرکت کرنا اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق چراغاں اور روشنی کرنا جائز و مستحسن ہے۔اور مسلمان آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت باسعادت کے موقع پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم وتوقیر کے لئے جلوس نکالتے، خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم وتوقیر کے لئے جو جائز کام کیا جائے اور اس میں کسی قسم کی خرابی بھی نہ ہو وہ جائز و مستحسن ہے۔(بنیادی عقائد معمولات اہلسنت ص ۷ ۱۲ ناشر مکتبہ المدینہ کراچی دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد اشفاق عطاری

(اسلامی واقعات پر سیریل بنانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ آج کل اسلامی واقعات پر سیریل بنائی جا رہی ہے جس میں جنگ بدر احد خندق وغیرہ کے متعلق دکھایا جا رہا ہے جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں جس طرح تحریر ہے ہو بہو وہی ساری باتیں سیریل میں دکھائی جا رہی ہیں ایسے سیریل بنانے والوں پر نیز جو مسلمان اسے دیکھتے ہیں ان پر شرعی حکم کیا ہے؟ مدلل مفصل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: محمد ازھر نورانی گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سیریل بنانا دیکھنا سب گناہ ہے اگر چہ ہو بہو کتاب کی ساری باتیں ہوں کیونکہ یہ لہو لعب میں بھی شامل ہے، رسم ورواج کی شرعی حیثیت میں ہے کہ آج کل انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سیرت بلکہ عذاب قبر پر فلمیں بنائی جاتی ہیں، ان فلموں میں کفار وفساق کو نبی وصحابی وفرشتہ بنا کے دکھایا جاتا ہے، بے پردگی ہوتی ہے اور کئی مرتبہ جو دکھایا جاتا ہے وہ عقائد وشرع کے خلاف ہوتا ہے، الغرض ایسی فلمیں بے شمار گناہوں کا مجموعہ ہیں جس سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسی فلمیں بنانے چلانے اور دیکھنے میں تعاون نہ کریں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے ”وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ“ اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔(کنزالایمان،سورۃ المائدہ آیت ۲)

ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور میں ہے کہ اسلامی غزوات، فتوحات اور واقعات پر مشتمل اپنی

میٹیڈ فلمیں ہیں ان میں شاید باید ایک فیصد وغیرہ کی حکایت کرنے والی فلمیں محظورات سے قطعی خالی نہیں ہوتیں بلکہ یہ دینی پروگرام گمراہی پھیلانے کا ایک مستقل ذریعہ ہیں شیعہ مرزائی کمیونسٹ اور ناپختہ علم لوگ ان دینی پروگراموں کو بناتے ہیں اور اناپ شاپ جو ان کے منھ میں آتا ہے کہتے ہیں ۔اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کیا جاتا ہے اسلام اپنی سربلندی کے لئے ان شیطانی آلات کا منت کش نہیں ہے جن میں نہ حلال وحرام کی تمیز ہو نہ مردوزن کے حدود ہوں نہ نیکی و بدی کا تصور ہو ان مقدس ہستیوں کے مقدس بزرگانہ تصور کو مٹا کر ایک فلمی ہیرو کی شکل میں لایا جاتا ہے ۔دشمن مما لک کے لوگوں کو ناچتے ہوئے اور لڑکیوں کے ساتھ شہوت انگیز انداز میں عیش کرتے ہوئے اس طور پر دکھایا جاتا ہے کہ عین موقع پر اسلامی فوجیں پہونچ جاتی ہیں بسا اوقات کسی صحابی کو کسی لڑکی پر عاشق بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور یہ دکھایا جاتا ہے کہ دشمن ملک کی لڑکی سے پیار کے نتیجے میں دشمن ملک فتح ہوگیا نعوذ باللہ من ذالك یعنی جس طرح اردو ناولوں میں مقدس غزوات و فتوحات کو مسخ کرکے پیش کیا جاتا ہے اسی طرح یہاں بھی فلمی متحرک تصاویر کے ذریعے اسی کی نقل و حکایت کی جاتی ہے ان فلموں کی قباحت بیان کی جائے تو دفتر کا دفتر درکار ہوگا یہ اینیمیٹیڈ فلمیں بے پناہ برائیوں غلط مناظر اور جھوٹی باتوں کا مجموعہ ہیں،، (ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور اپریل 2011 صفحہ 22 مبارکپور انڈیا) انکے علاوہ جو مقدس مقامات کی مووی ہوتی ہے جس میں نہ کوئی میوزک نہ کوئی جاندار کی تصویر ہوتی ہے صرف مقدس مقامات کو دکھایا جاتا ہے جس جگہ جنگ بدر ہوئی اس مقام کو جہاں کسی نبی کی جائے پیدائش ہے اس مقام کو دکھایا جائے تو ایسی مووی بنانا اور دیکھنا جائز ہے ۔

(بحوالہ رسم و رواج کی شرعی حیثیت صفحہ 537 تا 538 مکتبہ فیضان شریعت و مکتبہ احیاء السنۃ لاہور)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(وقت نزع کفر کہا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کے زبان سے وقت نزع کلمہ کفر نکل گیا اور وہ رب تعالیٰ کا انکار کرگیا تو زید پر کیا حکم ہے؟ نیز اس کی نماز جنازہ ایصال ثواب وغیرہ کرنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔فیصل ربانی گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مرتے وقت اگر کسی مسلمان کے منہ سے کلمہ کفر نکل جائے تو اسے کفر کا حکم نہیں دیں گے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ مرتے وقت معاذ اللہ اس کی زبان سے کلمۂ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دیں گے کہ ممکن ہے موت کی سختی میں عقل جاتی رہی ہو اور بے ہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا۔اور بہت ممکن ہے کہ اس کی بات پوری سمجھ میں نہ آئی کہ ایسی شدت کی حالت میں آدمی پوری بات صاف طور پر ادا کرلے دشوار ہوتا ہے۔(حوالہ بہار شریعت ج اح ۴ ص ۸۱۱ ناشر مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی دعوت اسلامی)

اور جب اسے کفر کا حکم نہیں دیا جائے گا تو جو معاملہ ہر مسلمان کے ساتھ کیا جاتا ہے وہی اس کے ساتھ بھی کیا جائے گا مثلاً اس کی نماز جنازہ ایصال ثواب وغیرہ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد اشفاق عطاری

(کافر فوجی کو شہید کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب کوئی کافر فوجی مرتا ہے تو ایسا دیکھا گیا ہے کہ کچھ مسلمان اس کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ وہ شہید ہوگیا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کسی کافر کو شہید کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور جن لوگوں نے کہا ان سب پر کیا حکم ہوگا؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔** رفیق انصاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرحد پہ مرنے والے فوجی کو لغوی اعتبار سے شہید کہہ سکتے ہیں جن لوگوں نے شہید سمجھا، یا شہید کہا ان پر شرعاً کوئی حکم نہ ہوگا کیونکہ عوام شرعی شہید نہیں کہتے ہیں بلکہ لغوی ہی شہید کہتے ہیں فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے شریعت میں شہید اسے کہتے ہیں جس نے اسلام کا کلمہ بلند کرنے کے لئے جنگ کی اور اسی راہ میں مارڈالا گیا۔

حضرت قاضی ناصر الدین بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" الشھداء الذین ادی بھم الحرص علی الطاعۃ والجد فی اظھار الحق حتی بذلوا مھجم فی اعلاء کلمۃ اللہ"۔ (تفسیر بیضاوی مع شیخ زادہ جلد دوم صفحہ ۱۴۸)

اور شیخ زادہ جلد دو صفحہ ۱۴۹ رمیں ہے" الشھید من قام بشھادۃ الحق والعمل بہ الی ان قتل فی سبیل اللہ"

لہٰذا زید جو پاکستان چین اور بنگلہ دیش وغیرہ سے لڑائی کرتا ہے وہ اسلام کی خاطر نہیں لڑتا

بلکہ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے لڑتا ہے تو وہ شرعی شہید نہیں ہوگا لیکن اسے شہید لغوی کہہ سکتے ہیں کہ مشہور لغت صراح میں شہید کا معنیٰ ہے کشتہ شدہ بے قصاص و بے دیت۔

(بحوالہ فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم صفحہ ۲۸۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(شاہ است حسین بادشاہ است حسین یہ کس کا شعر ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ

شاہ است حسین بادشاہ است حسین   دین است حسین دین پناہ است حسین

سر داد نہ داد دست در دست یزید   حقا کہ بنائے لاالہ ہست حسین

یہ اشعار کس کا ہے؟ اور اس کا ترجمہ کیا ہے؟ کیا اس کا پڑھنا درست ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔صدام حسین مقام وزیر گنج گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مذکورہ بالا اشعار کے بارے میں کوئی خاص تحقیق تو نہیں البتہ اسے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رباعی بتایا جاتا ہے لیکن اسی طرح کا سوال فقیہ اعظم ہند حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ سے کیا گیا کہ کیا یہ مذکورہ رباعی (اشعار) حضور غریب نواز کا ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں فرمایا: کہ باوجود تتبع تام استقراء حتی الامکان کے تاہنوز حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے سلسلے کے بزرگوں یا ہندوستان کے معتمد مصنفین کے تصنیفات میں کہیں اس رباعی کا تذکرہ نہیں، قصاص قسم کے واعظین بڑے طمطراق سے اسے حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں میں نے ان قصاصین سے پوچھا کہ اس کی کیا سند ہے تو اب تک کوئی بھی اس کی سند نہیں پیش کرسکا کسی نے بازاری رسالوں کا نام لیا کسی نے اور واعظ کا حوالہ دیا حد یہ ہے کہ غریب نواز قدس سرہ کی

طرف ایک دیوان منسوب ہے اس میں بھی یہ رباعی نہیں ہے غرض کہ اب تک یہ ثابت نہیں کہ حضرت سلطان الہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رباعی ہے ۔(فتاویٰ شارح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۰۵)

ترجمہ ملاحظہ ہو

(شاہ است حسین بادشاہ است حسین) شاہ بھی حسین ہیں بادشاہ بھی حسین ہیں

(دین است حسین دین پناہ است حسین) دین بھی حسین ہیں دین کو پناہ دینے والے بھی حسین ہیں

(سرداد نہ داد دست دردست یزید) سر دے دیا مگر نہیں دیا اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں

(حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین) حقیقت تو یہ ہے کہ لا الہ کی بنیاد ہیں حسین

اور رہی بات پڑھنے کی تو اس کا پڑھنا بالکل درست ہے ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(قیوم، رحیم، کریم، پیر کو کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص قیوم، رحیم، کریم، یہ سب جملے اپنے پیر کے لئے استعمال کرے اور یہ کہے کہ یہ سب جملے یعنی قیومیت وغیرہ ولایت میں سے ہیں تو یہ سب جملے کہنے والے پر حکم شرع کیا ہوگا نیز یہ بھی بتائیں کہ یہ جملے غیر خدا کے لئے استعمال کرنا کیسا ہے؟ **المستفتی:۔** محمد صاحب عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قیوم اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے اور یہ جملہ صفات باری تعالیٰ میں سے ہے اس لئے یہ سب جملے غیر اللہ کے لئے استعمال کرنے کے بارے میں فقہائے کرام نے ممانعت فرمائی ہے ۔اور رحیم ،وکریم کہنے میں حرج نہیں جائز ہے،جیسا کہ فتاویٰ تاج الشریعہ میں ہے: قیوم اسمائے خاصہ باری تعالیٰ سے ہے فقہائے کرام نے غیر اللہ پر اس کے اطلاق سے ممانعت فرمائی بلکہ اطلاق کرنے والے پر حکم کفر فرمایا۔شرح فقہ اکبر ومجمع الانہر میں ہے: او اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق نحو القدوس والقیوم والرحمٰن وغیرها یکفر " (مجمع الانہر، جلد ۲،صفحہ ۳۲۹،کتاب السیر والجہاد، باب الفاظ الکفر انواع،مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

لہٰذا اسمائے خاصہ کے اطلاق سے احتیاط لازم ہے اور بقیہ اسماء کا اطلاق جائز ہے کہ وہ اسمائے خاصہ نہیں۔درمختار میں ہے: جاز التسمية بعلی ورشید من الاسماء المشتركة ويراد فی حقنا غير ما يراد فی حق الله تعالىٰ"

(الدر المختار، جلد ۹، صفحہ ۵۹۸، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، فرع یکرہ اعطاء سائل المسجد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ردالمحتار میں ہے: عن السراجیة: التسمیة باسم یوجد فی کتاب الله تعالیٰ کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائزة الخ" (ردالمحتار، جلد ۹، صفحہ ۵۹۸، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، فرع یکرہ اعطاء سائل المسجد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت/فتاویٰ تاج الشریعہ، جلد اول، صفحہ ۲۲۶)

وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(جب عبد المطلب موحد تھے تو خانۂ کعبہ میں ۳۶۰ ر بت کیوں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب موحد نہیں اگر توحید پرست ہوتے تو خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت نہ ہوتے جب کہ خانۂ کعبہ کی چابی ان کے پاس تھی۔ **المستفتی**:۔عبد الحکیم اورنگ آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب کے پاس خانۂ کعبہ کی چابی تھی لیکن شخص مذکور کا کہنا سراسر غلط ہے کہ وہ موحد نہ تھے بلکہ حضور کے دادا حضرت عبد المطلب توحید پرست تھے۔فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب توحید پرست تھے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے رسالہ مبارکہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام میں واضح دلائل کے ساتھ افادہ فرمایا ہے لیکن انھوں نے خانۂ کعبہ کو بتوں سے پاک نہیں کیا اس لئے کہ پورا عرب بتوں کی عبادت اور ان کی محبت میں غرق تھا یہاں تک کہ حضرت عبد المطلب کا خاندان بھی،اس صورت میں بتوں کی مخالفت کرنا اور خانۂ کعبہ سے ان کو نکالنا پورے عرب سے اعلان جنگ کے مترادف ہوتا۔جو ان کی طاقت سے باہر تھا۔(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲۵)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری

(توشہ کی منت ماننا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ توشہ کی منت ماننا کیسا ہے؟ اور اس میں کون سا میوہ ہوتا ہے؟ اور کتنے مقدار میں پڑھنا رہتا ہے؟ نیز کون کون سی دعا پڑھی جاتی ہے؟

المستفتی:۔مولوی حبیب اللہ علی گڑھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

توشہ کی منت ماننا بلا شبہ جائز ہے و باعث برکت ہے جیسا کہ سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ توشہ نہایت مفید چیز ہے اور حاجتیں برلانے کے لیے مجرب، ہمارے خاندان کے مشائخ میں اس کی ترکیب یوں ہے۔

1)میدہ گندم(2)شکر(3)گھی پانچ پانچ کلو(4)مغز بادام(5)پستہ(6)کشمش(7)ناریل ایک ایک کلو(8)لونگ(9)دارچینی(10)چھوٹی الائچی ۷۵ پچہتر گرام۔

حضور(سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ)کی نیاز دے کر صالحین کو کھلائے اور اپنے مطلب کی دُعا کرائے۔اصل وزن یہ ہیں،بقدرِ قدرت ان میں کمی بیشی کا اختیار ہے۔نصف، چوتھائی، آٹھواں حصہ یا جتنا مقدور ہو کرے وہی اثر دے گا۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۹ ص ۶۴۷)

نوٹ:۔لفظ کلو کو فقیر نے اضافہ کیا ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو یہ دس سامان پانی کو ملا کر گیارہ سامان ہوتا ہے اپنی استطاعت کے مطابق اسکا آدھا یا جتنا میسر ہو لے کر حلوہ تیار کرلیں بعدہٗ اوراد وظائف پڑھ کر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی روح کو ایصال کرکے جائز دعائیں مانگیں حلوہ کو خود

بھی کھائیں دوست واحباب، غرباو مساکین کو بھی کھلائیں۔

توشہ شریف کی نیاز کو ختم قادریہ کہتے ہیں اس میں جو دعائیں یا سورتیں پڑھی جاتی ہیں مندرجہ ذیل ہیں ملاحظہ ہو۔

۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهِ الْكِرَامِ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

۲) سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

۳) اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿۲﴾ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿۳﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿۷﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۔

۴) قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

۵)

يَا بَاقِي اَنْتَ الْبَاقِي	يَا شَافِي اَنْتَ الشَّافِي	يَا كَافِي اَنْتَ الْكَافِي

۶)

يَا رَسُوْلَ اللهِ اُنْظُرْ حَالَنَا	يَا حَبِيْبَ اللهِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِيْ فِيْ بَحْرِ هَمٍّ مُّغْرَقٌ	خُذْ يَدِيْ سَهِّلْ لَّنَا اِشْكَالَنَا

۷)

يَا حَبِيْبَ الْاِلٰهِ خُذْ بِيَدِيْ	مَا لِعَجْزِيْ سِوَاكَ مُسْتَنَدِيْ
فَسَهِّلْ يَا اِلٰهِيْ كُلَّ صَعْبٍ	بِحُرْمَتِ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ سَهِّلْ

۸)

یَا صِدِّیق یَا عُمَر یَا عُثْمَان یَا حَیْدَر	دَفْعِ شَرْ کُنْ خَیْرَا وَرْ یَا شَبِّیْر یَا شَبَّرْ

۹) یَا حَضْرَتْ سُلْطَانْ شَیْخْ سَیِّدْ شَاہ عَبْدَ الْقَادِرْ جِیْلَانِی شَیْءً لِلّٰہِ اَلْمَدَدْ

۱۰)

مَا ھَمَہ مُحْتَاجْ تُوْ حَاجَتْ رَوَا	اَلْمَدَدْ یَا غَوْثِ اَعْظَمْ سَیِّدَا

۱۱)

مُشْکِلَاتِ بے عَدَدْ دَارِیْمْ مَا	اَلْمَدَدْ یَا غَوْثِ اَعْظَمْ پِیْرْ مَا

۱۲) یَا شَیْخْ مُحْیِ الدِّیْنْ مَشْکِلْ کُشَا بِالْخَیْرْ

۱۳)

اِمْدَادْ کُنْ اِمْدَادْ کُنْ	اَزْ بَنْدَہ غَمْ آزَادْ کُنْ
دَرْ دِیْنْ وَدُنْیَا شَادْ کُنْ	یَا غَوْثِ اَعْظَمْ دَسْتَگِیْرْ

۱۴) یَا حَضْرَتْ غَوْثْ اَغِثْنَا بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالیٰ

۱۵)

خُذْ یَدِیْ یَا شَاہِ جِیْلَانْ خُذْ یَدِیْ	شَیْئًا لِلّٰہِ اَنْتَ نُوْرٌ اَحْمَدِیْ

۱۶) طُفَیْلِ حَضْرَتْ دَسْتَگِیْرْ دُشْمَنْ ھُوْوَے زِیْرْ

نوٹ:۔اس ورد کو اس طرح پڑھے کہ اپنا سیدھا ہاتھ زمین پر مارے اور یہ نیت کریں کہ جو بھی ہمارے دینی دنیاوی دشمن ہیں وہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے صدقے زیر ہو جائیں

۱۷) سورہ یاسین شریف (بائیسواں پارہ کے آخری صفحہ سے شروع ہے۔

۱۸) قصیدہ غوثیہ (آخر میں ہے)

19) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِهِ الْکِرَامِ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

نوٹ:۔ تمام وظائف ۱۱۱/ بار پڑھیں اور سورہ یاسین وقصیدہ غوثیہ ایک ایک بار پڑھیں پھر سب پڑھے ہوئے کا ثواب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی روح پاک کو نذر کریں پھر حضور قلب سے دعا مانگیں اور ثمرات دیکھیں ان شاء اللہ تعالیٰ ہر جائز مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی۔

(قصیدۂ غوثیہ شریف)

سَقَا نِی الْحُبُّ کَاْسَا تِ الْوِصَا لِ	فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِ
شَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُؤ سٍ	فَھِمْتُ لِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِ
فَقُلْتُ لِسَآ ئِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا	بِحَا لِیْ وَدْخُلُو ا اَنْتُمْ رِجَالِیْ
وَھُمُّوْا وَشْرَبُوْ اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ	فَسَا قِی الْقَوْ مِ بِا لْوَافِیْ مَلَا لِیْ
شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ م بَعْدِ سُکْرِیْ	وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ
مَقَا مُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَّلٰکِنْ	مَقَا مِیْ فَوْ قَکُمْ مَا زَا لَ عَالِیْ
اَنَافِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ	یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ
اَنَا الْبَا زِیُّ اَشْھَبُ کُلِّ شَیْخٍ	وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیَ مِثَالِیْ
کَسَا نِیْ خِلْعَةً م بِطَرَازِ عَزْ مٍ	وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَا نِ الْکَمَالِ
وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ	وَقَلَّدَنِیْ وَاَعْطَا نِیْ سُؤَالِیْ
وَوَلَّا نِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا	فَحُکْمِیْ نَا فِذٌ فِیْ کُلِّ حَالِ
فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَا رٍ	لَصَا رَ الْکُلُّ غَوْ رًا فِی الزَّوَالِ
وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ	لَدُکَّتْ وَخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَا لِ

وَلَو اَلْقَيْتُ سِرِّ فَوْ قَ نَارٍ	لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِي
وَلَو اَلْقَيْتُ سِرِّ فَوْ قَ مَيِّتٍ	لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰى تَعَالِي
وَمَا مِنْهَا شُهُوْ رٌ اَوْدُهُو رٌ	تَمُرُّوَ تَنْقَضِي اِلَّا اَتَا لِيْ
وَتُخْبِرُنِي بِمَا يَا تِي وَيَجْرِيْ	وَتُعْلِمُنِي فَاَقْصِرْعَنْ جِدَالِي
مُرِيْدِي هُمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ	وَافْعَلْ مَا تَشَآءُ فَا لْاِسْمُ عَالِ
مُرِيْدِي لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّيْ	عَطَانِي رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَا لِي
مُرِيْدِي لَا تَخَفْ وَا شِ فَاِنِّيْ	غَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ
طُبُوْ لِي فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ دُقَّتْ	وَشَآءُوْ سُ السَّعَا دَةِ قَدْ بَدَالِيْ
بِلَا دُ اللهِ مُلْكِي تَحْتَ حُكْمِي	وَوَقْتِي قَبْلَ قَلْبِي قَدْ صِفَالِيْ
نَظَرْتُ اِلٰى بِلَا دِ اللهِ جَمْعًا	كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ التِّصَالِ
وَكُلٌّ وَلِيِّ لَّهٗ قَدَمِي وَاِنِّي	عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ
دَرَسْتُ الْعِلْمِ حَتّٰى صِرْتُ قُطْبًا	وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَى الْمَوَالِيْ
رِجَالِي فِي هَوَا جِرِ هِمْ صِيَا مٌ	وَفِي ظُلَمِ اللَّيَالِي كَا اللَّآ لِي
اَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمِخْدِعَ مَقَا مِي	وَاَقْدَامِي عَلٰى عُنُقِ الرِّجَا لِ
اَنَا الْجِيْلِي مُحِيُّ الدِّيْنِ اِسْمِيْ	وَاَعْلَا مِي عَلٰى رَاسِ الْجِبَا لِ

وَعَبْدُ الْقَا دِرِ الْمَشْهُوْرِ اِسْمِي
وَجَدِّي صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَا لِ

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(عالم برزخ کسے کہتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آخرت ہی کو عالم برزخ کہتے ہیں یا کوئی اور عالم ہے جسے برزخ کہتے ہیں؟ بینوا وتوجروا **المستفتی:۔** محمد ریحان رضا ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

آخرت کو برزخ نہیں کہتے ہیں بلکہ دنیا وآخرت کے درمیان میں عالم برزخ ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالَم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام اِنس وجن کو حسبِ مراتب اُس میں رہنا ہوتا ہے، اور یہ عالَم اِس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو، برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔ (بہار شریعت حصہ اول)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(بزرگان دین کی تاریخ وفات کیوں منائی جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پیدائش کے دن کو مناتے ہیں لیکن اولیائے کرام کے وفات کے دن کو مناتے ہیں ایسا کیوں؟

المستفتی:۔ غلام صمدانی بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ارشاد باری ہے "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (سورہ والضحیٰ ۱۱)

چونکہ حضور ﷺ ہمارے لئے رب تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں اس لئے ہم حضور ﷺ کی ولادت مناتے ہیں ۔اور وفات کے دن اور اولیائے کرام کا عرس اس لئے مناتے ہیں کہ اس تاریخ کو ان کی خاص توجہ ہوتی ہے فیوض و برکات لینے کے لئے عرس کا دن زیادہ بہتر ہوتا ہے چنانچہ امام عاشقاں سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا گیا کہ بزرگان دین کے اعراس کی تعین میں بھی کوئی مصلحت ہے تو آپ جوابا ارشاد فرماتے ہیں کہ ہاں اولیاء کرام کی ارواح طیبہ کو ان کے وصال کے دن قبور کریمہ کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے چناچہ وہ وقت جو خالص وصال کا ہے اخذ برکات کے لئے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔(الملفوظ شریف صفحہ ۳۸۳)

واللہ تعالی ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا زمین گھومتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سائنسدان کہتے ہیں کہ زمین گھومتی ہے اور سورج اپنی جگہ ٹھہرا ہوا ہے۔کیا یہ صحیح ہے؟ اگر نہیں تو صحیح کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔غلام نبی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سائنسدانوں کی یہ تحقیق کہ زمین گھومتی ہے اور سورج اپنے جگہ پر ٹھہرا ہوا ہے صریح غلط فہمی ہے اور شریعت کی تحقیق کے خلاف ہے۔شریعت اسلامیہ کی تحقیق یہ ہے کہ سورج زمین کے ارد گرد چکر لگاتا ہے،اور زمین اپنی جگہ پر ساکن (ٹھہری ہوئی) ہے.اور یہی حق اور درست ہے،،۔اور اس پر قرآن وحدیث میں کثیر دلائل موجود ہیں۔جن میں سے بعض یہاں ذکر کیے جاتے ہیں، جن سے یہ واضح ہوجائے گا کہ درست کیا ہے۔

(۱)اللہ تعالیٰ قرآن مجید، پارہ ۲۲،سورۃ فاطر،آیت ۱۳،میں ارشاد فرماتا ہے" وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، كُلٌّ يَّجْرِىْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى (الایه) اور اس (اللہ) نے کام میں لگائے سورج اور چاند، ہر ایک مقررہ میعاد تک چلتا ہے۔

(۲)اور پارہ ۲۳،سورۃ یٰسٓ،آیت ۳۸،میں ارشاد فرماتا ہے" وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا (الاٰیه) اور سورج چلتا ہے ایک ٹھہراؤ کے لیے۔

(۳)اور سورۂ یٰسٓ ہی کی آیت ۴۰،میں فرماتا ہے" وَكُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ؛ اور (سورج و

چاند) ہر ایک ایک گھیرے میں پیر رہا ہے۔

(۴) حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ دریافت فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ جس وقت سورج غروب ہوتا ہے تو وہ کہاں جاتا ہے؟ تو راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورج جاتا ہے، جاتا ہے یہاں تک کہ جاکر مغرب میں اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرتا ہے۔ پوری حدیث مشکوۃ،باب العلامات بين يدى الساعة و ذكر الدجال،میں موجود ہے۔

مذکورہ بالا دلیلوں سے یہ ثابت ہوا کہ سورج اور چاند اپنی جگہ پر ساکن نہیں ہیں، بلکہ اللہ کے حکم سے چل رہے ہیں اور زمین اپنی جگہ ٹھہری ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید، پارہ ۲۲، سورۂ فاطر، آیت ۴۱، میں ارشاد فرماتا ہے "اِنَّ اللّٰهَ یُمۡسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا"۔ (الآیہ) بیشک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ وہ جنبش (حرکت) نہ کرے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ زمین و آسمان اللہ کے حکم سے اپنی جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں، اللہ انہیں حرکت کرنے سے روکے ہوئے ہے۔

مذکورہ بالا تمام تصریحات سے معلوم ہوا کہ زمین اپنی جگہ ٹھہری ہوئی ہے اور سورج اس کے اردگرد چلتا ہے، اور جو بات قرآن و حدیث سے ثابت ہو وہی برحق اور اسی پر مسلمانوں کو اعتماد، ایقان اور ایمان رکھنا لازم ہے۔

نوٹ:۔مزید معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا رسالہ "فوز مبین در رد حرکت زمین" کا مطالعہ کریں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمٰعیلی

(کسی مسلمان کو بدنصیب کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسلمان کے لئے لفظ بدنصیب استعمال کرنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟ جیسے فلاں انسان بدنصیب ہے۔ **المستفتی**:۔افضل نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی کو بدنصیب کہنے کی دو صورت ہے اول کسی وجہ سے دوم بلا وجہ بطور گالی یا طعنہ۔

صورت اول جائز ہے جیسے زید نے حج کا فارم بھرا پاس نہیں اس پر بکر نے کہا زید کتنا بدنصیب ہے کہ اس کا فارم نہیں بھر گیا چونکہ بکر نے اس کو بطور گالی یا طعنہ نہیں کہا بلکہ اس وجہ سے کہا کہ حج کا فارم نہیں بھر گیا جس کی وجہ سے زید حج سے محروم رہا یا اسی طرح کوئی اور مثال لے لیں فقیر کے خیال سے یہ جائز ہونا چاہئے۔

دوم بطور گالی یا طعنہ یہ جائز نہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے '' وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ '' خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے۔

(کنزالایمان سورۃ الھمزۃ آیت)

نیز فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ '' اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر

ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔ (کنزالایمان سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۱)

''وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ'' کی تفسیر میں سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ (ہر وہ القاب) جو انھیں ناگوار معلوم ہو ''منع ہے'' (خزائن العرفان زیر آیت)

اور تفسیر انوارالبیان میں ہے کہ اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے یاد کرو۔ ایک دوسرے کو برے لقب دینے اور برے القاب سے یاد کرنے کی ممانعت فرمائی (جلد ۵ ص ۱۷۴)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کسی وجہ سے بدنصیب کہنے میں حرج نہیں مگر بہتر ہے کہ کم نصیب کہے اگر چہ دونوں کا مفہوم ایک ہے مگر عرف عام میں بدنصیب معیوب جملہ ہے اور کم نصیب رائج ہے اور یونہی بدنصیب کہنا جس سے اسے تکلیف ہو ناگوار ہو جائز نہیں تفصیل کے لئے تفسیر انوار البیان مذکورہ حوالہ کا مطالعہ کریں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(رام لیلا، دشہرہ وغیرہ میں جا کر سامان خریدنا کیسا ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ غیر مسلموں کا وہ مشرکانہ میلہ جو بتوں کی پوجا کے لئے ہوتا ہے جیسے دشہرہ، دُرگا پوجا، جنم اشٹمی، کالی پوجا وغیرہم جس میں کفریہ شرکیہ رسوم کے علاوہ عیاشی ہر قسم کے ناچ گانے تماشے اور دوسرے لہولعب ہوتے ہیں اور ان میں زیادہ تر دکانیں انھیں کی ہوتی ہیں ایسے میلوں میں مسلمانوں کو تماشائی بنکر بطور رسم جانا یا خرید و فروخت کے لئے شرکت کرنا شرعاً کیسا ہے؟ بینوا توجروا **المستفتی:۔عبدالغفار اجمیر شریف**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

شہزادۂ امام اہل سنت، آفتاب رشد و ہدایت، واقف اسرار شریعت، قطب عالم، امام الفقہاء، مفتی اعظم علامہ محمد مصطفٰی رضا خاں قادری برکاتی نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی تعلق سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسے میلوں میں بحیثیت تماشائی جانا حرام، حرام، حرام، اشد حرام، بہت اخبث نہایت ہی اشنع کام ہے بحکم فقہائے کرام معاذ اللہ کفر انجام ہے ان لوگوں پر توبہ تجدید ایمان و نکاح لازم ہے اور جو مسلمان تجارت کے لئے جاتے ہیں انھیں مجمع کفار سے بالکل الگ قیام چاہئے اول تو جانا ہی نہ چاہئے اور اگر جائیں تو وہاں سے بہت دور رہیں کہ ان کے مجمع میں اضافہ ہو کر اسکی شوکت نہ ہو انکی دوکان سے اس کی زینت نہ ہو ان کے آگے اعلان کفر نہ ہو مجمع کفار محل لعنت ہے۔(فتاویٰ مصطفویہ ص ۹۶)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے ایسے میلوں میں شرکت کرنے کو حرام اور کفر لکھا ہے لہٰذا مسلمانوں کو ایسے میلے میں نہ جانا چاہئے۔(بہار شریعت حصہ نہم) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(حکم شرع نہ ماننے والے پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کے اوپر جب کوئی حکم شرع لگتا ہے تو یہ بول کر اپنے کو بری کرلیتا ہے کہ مجھے نماز تھوڑی پڑھانی ہے تو زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: ۔منجانب علمائے اہل سنت سورت (۱) مولانا آفتاب عالم برکاتی (۲) مولانا آصف رضا (۳) حافظ نور محمد (۴) حافظ عمران قادری (۵) قاری وسیم دانش (٦) مولانا شاہد الحق ادھنا لمبایت یارڈ سورت گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حکم شرع کے بتانے پر یہ کہنا کہ مجھے نماز تھوڑی پڑھانی ہے یہ اس کی جہالت اور خبث باطنی کی دلیل ہے وہ بہت بڑا مکار وعیار اور فاسق وفاجر ہے اس پر علانیہ توبہ واستغفار لازم ہے کیونکہ حکم شرع سب پر یکساں ہے اور اگر وہ اس بولی سے شریعت مطہرہ اور مسائل دینیہ کا انکار کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس پر توبہ واستغفار تجدید ایمان تجدید نکاح اگر بیوی والا ہے تو لازم وضروری ہے نیز اگر صاحب شرع پیر سے مرید ہو تو تجدید بیعت بھی کرلے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(بے نمازی کافر ہے یا مسلمان؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بے نمازی کافر ہے یا مسلمان؟بعض لوگ کہتے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے وہ کافر ہو گئے جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔شمس الھدیٰ مہراج گنج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بے نمازی کافر نہیں ہوگا بلکہ مسلمان ہی رہے گا البتہ نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے سخت گنہگار ضرور ہوگا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بے نمازی کافر ہے یہ محض جہالت ہے۔

حدیث شریف میں ہے:کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"خمس صلوات کتبھن اللہ تعالیٰ علی العباد ، الیٰ قولہ ﷺ من لم یات بھن فلیس لہ عند اللہ عھد ان شاء اللہ عذبہ وان شاء یدخلہ الجنۃ" یعنی پانچ نمازیں خدا نے بندوں پر فرض کیں جو انہیں نہ پڑھے اس کے لئے خدا کے پاس کوئی عہد نہیں اگر چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو جنت میں داخل کرے۔(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم صفحہ ۱۰۷، بحوالہ سنن النسائی)

اس حدیث سے واضح ہے کہ بے نمازی مسلمان ہے اگر وہ کافر ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ تارک نماز کو اللہ تعالیٰ چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو جنت میں داخل کرے۔

جمہور علمائے دین وائمہ معتمدین تارک نماز کو سخت فاجر جانتے ہیں مگر دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کہتے۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی،اور حضرت امام مالک رضوان

اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بھی یہی مذہب ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت میں یہی ہے کہ بے نمازی کافر نہیں ۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ عنہ حلیۃ المحلی کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں" ذهب الجمهور منهم اصحابنا ومالك والشافعي و احمد فی روایة الیٰ انه لایکفر "(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۵ رصفحہ ۱۰۶)

خلاصہ یہ ہے کہ بے نمازی مسلمان ہے مگر سخت فاسق ہے کافر نہیں ۔ درمختار جلد اول صفحہ ۲۵۹ میں ہے (وتارکھا عمدا مجانة ای تکاسلا فاسق) اھ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(جو شخص دین اسلام کو گالی دے اس پر شریعت کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص دین اسلام کو گالی دے اس پر شریعت کا کیا حکم ہے جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ **المستفتی:**۔محمد رضا سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

جو شخص دین اسلام کو گالی دے وہ کافر ہے اس پر توبہ تجدید ایمان لازم وضروری ہے اور اگر بیوی والا ہو تجدید نکاح کرے اور اگر کسی صاحب شریعت پیر سے مرید ہو تو بیعت بھی کر لے اور اگر ایسا نہ کرے تو تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا بائیکاٹ کریں۔قرآن مقدس میں ہے ''وَاِمَّا يُنۡسِيَنَّكَ الشَّيۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰى مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ''اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(سورۃ الانعام پارہ ۷،رکوع ۱۴ آیت ۶۸)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(کیانابالغ بچے پر حکم کفر لگے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی ایسا بچہ جوکہ نابالغ ہے مگر سمجھ دار ہے اور اس نے کفر بک دیا تو کیا اس پر حکم کفر لگے گا جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی:۔محمد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر نابالغ سمجھدار لڑکے نے کلمات کفریہ اپنی زبان سے نکالا تو اس کلمہ کفریہ کی وجہ سے مرتد ہوگیا۔سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: سمجھ دار بچہ اگر اسلام کے بعد کفر کرے تو ہمارے نزدیک وہ مرتد ہوگا۔(فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۶)

لہٰذا معلوم ہوا کہ نابالغ سمجھدار لڑکا اگر کفر کرے تو مرتد ہوجائے گا اور اگر بالغ ہونے کے بعد احساس ہوا اور اگر کفریہ قول یاد ہے تو خاص اس سے توبہ کرے اور اگر یاد نہیں تو ہر قسم کے کفر سے توبہ کرے اور پھر کلمہ پڑھ لے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(قرآن سے دلیل دینے پر نہ ماننے والے کے لئے کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی مسلمان کو قرآن مجید سے دلیل دی گئی پھر اس نے اس کی تصدیق نہیں کی اور کہنے لگا کہ میں اس کو نہیں مانتا میں اس پر وشواس نہیں کرتا تو ایسے شخص پر کیا حکم ہوگا؟ جواب حوالے کے ساتھ عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ محمد تنویر رضا قادری رامپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن شریف سے بعض لوگ غلط حوالہ پیش کر کے اپنی بات منوانا چاہتے ہیں جیسا کہ دیوبندی وہابی یونہی اگر کوئی سنی بطور دلیل غلط مطلب نکال کر قرآن پیش کرے تو اس پر حکم شرع نافذ نہ ہوگا۔اور اگر کوئی مطلق قرآن کی آیت کا انکار کرے تو ایسا شخص کافر ومرتد ہو جائے گا جیسا کہ شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں قرآن مقدس کی کسی بھی آیت کریمہ کا انکار کرنا وشواس نہ کرنا کفر ہے لہذا ایسا شخص کافر ومرتد ہوگیا اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت (برباد) ہوگئے شادی شدہ ہے تو اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی اگر کسی سے مرید ہے تو اس کی بیعت ٹوٹ گئی اس شخص پر فرض ہے کہ بلا تاخیر ایسے کلمات ملعونہ سے توبہ استغفار کرے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو۔بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو دوبارہ نکاح کرے اور اگر وہ توبہ استغفار نہ کرے تو لوگوں کو چاہیے کہ اس کا برادری سے مکمل بائیکاٹ کریں بیمار پڑے تو عیادت کو نہ جائیں مرجائے تو کفن و دفن و نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں۔(فتاوی شارح بخاری جلد دوم باب الفاظ الکفر) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کافر مردے کو مرحوم کہہ سکتے ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب کوئی کافر مرجائے تو کیا اسے مرحوم کہہ سکتے ہیں؟ **المستفتی:۔محمد ہاشم علی شاہ**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کافر کو مرحوم نہیں کہہ سکتے اگر کوئی کہے گا تو وہ خود کافر ہو جائے گا۔ بہار شریعت میں فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: جو کسی کافر کے لئے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی مردہ مرتد کو مرحوم یا مغفور یا کسی مرے ہوئے ہندو کو بیکنٹھ باشی (جنتی) کہے وہ خود کافر ہے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ اول صفحہ ۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(دیوبندی سے مسئلہ پوچھنے والے پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سنی مسلمان کسی وہابی، دیوبندی سے فتویٰ پوچھے تو اس پر کیا حکم ہے؟ اور یہ بھی بتائیں کہ کیا وہابیوں کا فتویٰ تسلیم کیا جائے گا جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی:۔نورعالم نظامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی سنی کا کسی وہابی سے مسئلہ پوچھنا جائز نہیں اس لئے کہ وہ کافر و مرتد ہیں اور کافر و مرتد سے فتویٰ (مسئلہ) پوچھنا جائز نہیں کیونکہ وہابیوں اور دیوبندیوں سے فتویٰ پوچھنے میں ایمان جانے کا خطرہ ہے اور وہابیوں، دیوبندیوں کے فتوے کو تسلیم بھی نہیں کیا جائے گا۔

فتاویٰ شارح بخاری میں ہے دیوبندی شان الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں ان سے فتویٰ پوچھنا حرام و گناہ بارہا کا تجربہ شاہد ہے کہ دیوبندی مولوی حکومت کے دباؤ یا لالچ میں آکر من مانی فتویٰ دے دیا کرتے ہیں ۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم نے حکومت کے ایک اشارے پر نسبندی کے جواز کا حکم دے دیا۔جو سنی مسلمان دیوبندیوں سے کسی معاملے میں فتویٰ پوچھتے ہیں وہ بدترین فاسق ہیں ۔خطرہ ہے کہ کہیں گمراہ نہ ہو جائیں، سنیوں کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ ہمارا مذہب الگ ہے اور دیوبندیوں کا مذہب الگ ۔ دیوبندی اگرچہ اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں مگر سینکڑوں مسائل میں احناف کے خلاف فتویٰ دے چکے ہیں حقیقت یہ ہے کہ دیوبندیوں کا کوئی خاص مذہب نہیں، دیوبندیوں کا مذہب حکومت اور عوام کو خوش رکھنا ہے

یہ انہیں دو بنیادوں پر فتویٰ دیتے ہیں جسے دین پیارا ہو وہ دیوبندیوں سے ہرگز فتویٰ نہ پوچھے اور نہ دیوبندیوں کے فتوے پر عمل کرے۔(فتاویٰ شارح بخاری، جلد دوم، صفحہ ۲۱۲)

خلاصہ یہ ہے کہ دیوبندیوں بلکہ تمام فرقہائے باطلہ سے مسئلہ پوچھنا ناجائز ہے، اس پر عمل کرنا بھی ناجائز ہے، اور پوچھنے والے پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(جو امام بدمذہبوں کا رد نہ کرے اس پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد کا امام ہے اور وہ وہابیوں دیوبندیوں کا رد نہیں کرتا جس کی وجہ سے لوگ وہابیوں دیوبندیوں سے رشتہ داری کرتے ہیں اور وہابیوں دیوبندیوں کی دعوتوں میں جانا جائز سمجھتے ہیں اور انکو اپنی دعوتوں میں بلاتے ہیں ایسے وقت میں امام یا عالم کا خاموش رہنا کیسا ہے رہنمائی فرمائیں **المستفتی:** محمد شمشاد رضا حشمتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام وعالم پر لازم ہے کہ باوصف قدرت ایسے موقع پر لوگوں کو انکے باطل عقائد سے آگاہ کریں اور حکم شرع سنائیں کہ یہ اعلیٰ فرائض دین سے ہے ورنہ گنہگار ہونگے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے "من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ ذلك اضعف الایمان" رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو تم سے کسی برائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے مٹائے اور اگر ہاتھ سے طاقت نہ تو زبان سے اگر اس سے بھی طاقت نہ رکھے تو پھر دل سے برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

(صحیح مسلم شریف کتاب الایمان جلد اول صفحہ ۵۱ ر مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۳۶)

فتاوی عالمگیری میں ہے "ان كان يعلم باكبر رايه انه لوامر بالمعروف يقبلون ذلك منه ويمتنعون عن المنكر فالامر واجب عليه ولايسعه تركه ولوعلم انهم لايقبلون منه ولايخاف منه ضربا ولاشتما فهو بالخيار والا مر

افضل اختصارا ''یعنی اگر گمان غالب ہے کہ نصیحت کو قبول کریں گے اور برائی سے رک جائیں گے تو نصیحت کرنا اور سمجھانا واجب ہے خاموش رہنا جائز نہیں اور اگر جانتا ہے کہ نصیحت کو قبول نہ کریں گے اور ضرب وشتم کا اندیشہ بھی نہیں تو اختیار ہے اور نصیحت کرنا افضل ہے۔

(عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۳۵۲ ،۳۵۳ /زکریا بکڈپو یوپی انڈیا)

اورسیدی سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں عالم دین کا امر بالمعروف ونھی عن المنکر کرنا بندگان خدا کو دینی نصیحتیں کرنا جسے وعظ کہتے ہیں ضرور اعلیٰ فرائض دین سے ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ''کنتم خیرامۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکرتؤمنون باللہ ''تم سب امتوں سے بہتر ہو جولوگوں میں ظاہر ہوئیں حکم دیتے ہو بھلائی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر

(فتاوی رضویہ شریف جلد نہم نصف اول صفحہ 207 رضا اکیڈمی ممبئی)

دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلا نقص بنی اسرائیل میں یہ آیا کہ ان میں ایک گناہ کرتا اور دوسرا اسے منع تو کرتا مگر اس کے نہ ماننے پر اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا اس کیساتھ کھانا پینا نہ چھوڑتا اسکے سبب اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل یکساں کردئے اور ان سب پر لعنت اتاری۔(رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''کانوا لایتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون ''یعنی ان پر لعنت اس لئے ہوئی کہ آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے روکتے نہ تھے بیشک یہ ان کا بہت ہی برا کام تھا۔(فتاوی رضویہ شریف جلد ششم صفحہ 404 رضا اکیڈمی بحوالہ کنزالریحان فی فتاوی ابی النعمان المعروف فتاوی مشاھدی جلد اول صفحہ 82 تا 84) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(وندے ماترم پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے ہندوستانی اسکولوں، کالجوں اور دیگر موقعوں پر قومی ترانہ پڑھا جاتا ہے۔لیکن آخر میں آ کر وندے ماترم کا لفظ بولا جاتا ہے۔تو اس کا پڑھنا کیسا ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت کریں

المستفتی:۔ایم،کے،رضا صدیقی متعلم دارالعلوم الجامعۃ الاسمٰعیلیہ مسولی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھوالھادی الی الصواب

علامہ شارح بخاری علیہ الرحمہ اسی طرح ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ وندے ماترم کے معنی یہ ہیں اے ماں ہم تیرے پجاری ہیں یہ زمین سے خطاب ہے مشرکین ہند کے کروڑوں دیوتاؤں میں ایک دیوی زمین بھی ہے اس سے خطاب کرتے ہوئے اس گیت میں کہا گیا ہے کہ اے زمین اے دھرتی ماتا ہم تیرے پجاری ہیں پجاری کے معنی عبادت کرنے والے کے ہیں اس وجہ سے یہ جملہ خالص مشرکانہ کافرانہ ہے مسلمانوں کو ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ وہ یہ نعرہ لگائیں اب جو مسلمان جان بوجھ کر یہ نعرہ لگائے یعنی وہ جانتا ہے کہ یہ کفریہ ہے پھر بھی لگا رہا ہے تو جو مسلمان ایسا نعرہ لگائے گا گیت گائے گا وہ کافر و مشرک مرتد ہو کر اسلام سے خارج ہو جائے گا اس کی زوجہ اس کے نکاح سے نکل جائے گی اس پر فرض ہوگا کہ فوراً توبہ کرے

پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اگر بیوی رکھنا چاہتا ہے تو اس سے پھر سے نکاح کرے۔

(فتاوی شارح بخاری جلد دوم صفحہ 588) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی

(کافر کس کی امت ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کافر کس کی امت ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت کریں **المستفتی:۔**حافظ محمد رضا پٹنہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہمارے آقا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نبوت و رسالت عام ہے کسی فرد، قوم، ملک، و مخلوق کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام مخلوقات ارض وسماں کیلئے نبی و رسول بن کر تشریف لائے اور ہر انسان امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہے چاہے وہ قوم مسلم ہو یا قوم کافر ہمارے آقا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی عمومِ رسالت و نبوت متعدد آیات قرآنی وکتب احادیث سے ثابت ہے اختصارا ملاحظہ فرمائیں۔

ارشاد باری تعالی ہوا "قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا"، اے محبوب تم فرماؤ کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔(پارہ9 سورۃ الاعراف آیت۔۔)

اس آیت مقدسہ کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح نعت شریف ہے اس میں ارشاد ہوا کہ اے محبوب تم سب لوگوں سے کہہ دو چاہے وہ عیسائی ہو یا موسائی۔ پارسی ہوں یا مجوسی مشرقی ہوں یا مغربی جنوبی ہوں یا شمالی کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں یعنی ہر انسان اللہ تعالی کا بندہ اور وہ حضور علیہ السلام کا امتی۔حضرت آدم علیہ السلام کی ابوۃ اور حضور علیہ السلام کی نبوت سب کو عام ہے بلکہ حقیقت یہ

ہے کہ تمام انبیائے کرام اور ان کی امتیں اور تمام رسل جنات وملائکہ سب ہی حضور علیہ السلام کے امتی ہیں اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں۔

اور حدیث مبارکہ میں ہے حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً" یعنی میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، ص ۲۶۶، الحدیث ۵۲۳۵)

علامہ ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس کی شرح میں فرماتے ہیں "یعنی تمام موجودات کی طرف (رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں) خواہ وہ جن ہو یا انسان یا فرشتے یا حیوانات یا جمادات (مرقاۃ المفاتیح)

امت دو طرح کی ہے ایک امت اجابت دوسری امت دعوت، جس کو تبلیغ ہوئی مگر اس نے قبول نہ کیا وہ امت دعوت کہلاتی ہے اور جس نے قبول کر لیا وہ امت اجابت ہے مسلمان تو حضور علیہ السلام کی امت اجابت ہیں اور کفار ومنافقین امت دعوت ہیں چاہے لوگ حضور علیہ السلام کی اطاعت کریں یا نہ کریں امت ضرور ہیں اللہ کے بندے سب ہی ہیں مسلمان بھی اور کافر بھی مسلمان تو مطیع بندے ہیں اور کافر نافرمان بندے مگر بندگی سے کوئی علیحدہ نہیں۔ اسی طرح چاہے لوگ احکام قبول کریں یا نہ کریں امتی سب ہی ہیں اور سب پر آپ کی اطاعت فرض ہے۔ (بحوالہ شان حبیب الرحمن صفحہ 90)

نوٹ:۔ آیات قرآنی وکتب احادیث میں امت کی جتنی بھی فضائل ومناقب بیان ہیں وہ امت اجابت کے لئے ہے نہ کہ امت دعوت کیلئے۔ کیوں کہ امت دعوت پر فرض ہے کہ وہ پہلے نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(کتنے منافقوں کو مسجد نبوی سے نکالا گیا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے لوگوں کو ہاتھ پکڑ کر مسجد نبوی سے باہر نکالا تھا؟ اور کیوں؟ اس کا جواب حوالے کے ساتھ عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ حافظ اعجاز احمد نظامی گورکھپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کچھ لوگ ایسے بھی نماز پڑھتے تھے جن کے اندر نفاق تھا جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی خبر بتاتے تو وہ کہتے دیکھو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غیب کی خبر دیتے ہے وہ لوگ مذاق اڑاتے تھے پھر ایک دن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنے بھی منافق میری مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں سب نکل جاؤ ورنہ میں ایک ایک کا نام لے کر نکالوں جب کوئی نہیں اٹھا تو سرکار نے فرمایا فلاں نکل جا فلاں نکل سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے جن منافقوں کو نکالا تھا ان کی تعداد 36 تھی۔ ہاتھ پکڑ کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نہیں نکالا البتہ نام لے لیکر ضرور نکالا جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی ربہ القوی نے ابناء الحق صفحہ 152 پر تحریر فرمایا ہے "واخرج ابن مردویه عن ابن مسعود الا نصاری رضی الله تعالیٰ عنه قال لقدخطبناالنبی صلی الله علیه وسلم خطبه ماشهدت مثلهافقال ایهاالناس ان منکم منافقین فمن سمیته فلیقم قم یافلاں قم یافلاں حتی قام سته وثلاثون رجلا" یعنی ابن مردویہ نے بروایت ابومسعود رضی اللہ عنہ

بیان کیا انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا وعظ کہا کہ ویسا وعظ میں نے کبھی نہیں سنا تو فرمایا اے لوگو! بیشک تم میں بعض لوگ منافق ہیں تو میں جس کا نام لوں اس کو اٹھنا پڑے گا اچھا اٹھ اے فلاں! اچھا اٹھ اے فلاں! اس طرح بار بار حکم دیتے رہے یہاں تک چھتیس منافق مجمع سے اٹھ گئے۔(بحوالہ فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ 572)

جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پلیدوں غلیظوں گندوں ناپاکوں کو نام لیکر مسجد سے نکال دیا ان کی کلمہ گوئی اور مسلمانی حیلہ شکل وصورت کو نہ دیکھا ان کے ریا کارانہ اعمال کو نہ دیکھا بلکہ ان کے گندے عقائد کو دیکھا اور ان کے گندے عقائد کی بنا پر مسجد سے باہر فرمایا۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(کسی دیوی دیوتا کے سامنے سر جھکانا یا پوجا کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی دیوی دیوتا کے سامنے سر جھکانا یا پوجا کرنا یا قشقہ لگانا یا اس میں شرکت کرنا یا دسہرہ وغیرہ کے میلہ میں بطور رسماً جانا اشٹمی دسہرہ منانے کی غرض سے کسی کو نذرانہ دینا یہ کہاں تک درست ہے؟ شرعاً کیا ایسے لوگ مسلمان ہیں؟

المستفتی:۔حافظ حیدر علی سعی بڈہرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

ایسے میلوں میں بحیثیت تماشائی جانا حرام ہے حرام سخت حرام بہت اَخبث نہایت ہی اَشنع یعنی بہت گھٹیا کام بحکم فقہائے کرام معاذ اللہ کافر انجام ہے حدیث میں ہے(من کثر سواد قوم فھو منھم) جس نے کسی قوم کی طریقے کو اپنایا تو وہ اس قوم میں سے ہے۔

خزانۃ الروات میں ہے"فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرخانی من خرج إلی السدۃ فقد کفر لأن فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ السدۃ الاخ)

اسی میں ہے کذالك الخروج فی لیلۃ التی یلعب فیھا کفرۃ الھند بالنبرن و الموافقۃ معھم فی ما یفعلون تلك اللیلۃ..الخ

اِن لوگوں پر توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح لازم ہے۔اور جو لوگ تجارت کے لئے جاتے ہیں انہیں مجمع کفار سے علیحدہ قیام چاہئے اول تو جانا ہی نہیں چاہیئے اور جائیں تو وہاں سے دور رہیں اس قدر دور کہ اُن سے اُن کے مجمع میں اضافہ ہو کر اُسکی شوکت نہ ہو،انکی دوکانوں سے اس کی زینت نہ

ہو اُن کے آگے اعلان کفر نہ ہو مجمع کفار محل لعنت ہے خصوصاً ایسا مجمع جو اظہار و اعلان کفر ہو محل لعنت سے یوں بھی بچنا ضروری ہے اگر چہ اس وقت اظہار کفر نہ ہو۔ تجارت کے لئے اگر جاتے ہیں تو مجمع کفار سے بالکل علیٰحدہ جہاں سے اُن کی کفری باتیں دیکھ سن نہ سکیں۔ راہ میں رہیں مقصد تجارت یوں بھی حاصل ہوگا اگر وہ لوگ خریدنا چاہیں گے راہ میں خریدیں گے وہاں بھی نہ خریدنا چاہیں گے تو وہاں بھی نہ خریدیں گے آجکل تو یہ نری ہوس خام ہے کفار تو مسلمانوں کا بائیکاٹ کر چکے ہیں اُن سے وہ ضرورت پر تو خریدنا روا نہیں رکھتے میلہ میں بے ضرورت اور گراں اُن سے خریدیں گے میلوں میں ہمیشہ چیز گراں بکتی ہے، وہ مسلمانوں کو میلوں میں آنے کے روادار نہیں ہوتے ،وہ ممانعت نہیں کرتے کہ مسلمان میلوں میں آئیں اور اُنہیں موقع ڈھونڈھ کر خوب لوٹیں برسوں سے متعدد مواقع پر ایسا ہو رہا ہے مگر مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں لٹتے ہیں مارے جاتے ہیں اور پھر پہو نچتے ہیں نہ دین کا لحاظ نہ دنیا، خدا اُن کی آنکھیں کھول دے۔ دسہرہ منانے والے سوال میں جو مذکور ہے یعنی ایسا کرنے والے از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں اُن پر تجدید ایمان تجدید نکاح لازم ہے یہ لوگ اگر باز نہ آئیں۔ اور تجدید ایمان تجدید نکاح نہ کریں تو اُن سے تاوقت توبہ مقاطع (تعلق ختم) کیا جائے سلام وکلام میل جول نشست برخاست یک لخت موقوف کیا جائے۔ فتاویٰ صغیرہ میں ہے (من اشترى يوم النيروز شيئ ولم يكن يشتريه قبل ذالك أن أراد به تعظيم النيروز كفر)

شرح فقہ اکبر میں ہے (من أهدى يوم النيروز واراد تعظيم النيروز كفر)

(فتاویٰ مصطفویہ صفحہ ۹۶/۹۷)

جس نے غیر خدا کی پرستش کی یا کرائی یا اس پر راضی ہوا کافر ہے ،الرضاء بالكفر كفر ،، مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس سے میل جول سلام وکلام شادی بیاہ ایک مدت تک چھوڑ دیں وہ لوگ پھر سے مسلمان ہوں اور بیوی رکھتے ہوں تو اُن سے دوبارہ نکاح کریں اگر اسلام نہ لائیں تو

موت زیست کے تمام تعلقات قطع کردیں ۔(فتاویٰ امجدیہ جلد ۴ ؍ص ۴۰۶)

عمل جوارح داخل ایمان نہیں البتہ بعض اعمال جو قطعاً منافی ایمان ہوں ان کے مرتکب کو کافر کہا جائیگا جیسے بت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا وغیرہ یہ باتیں یقیناً کفر ہے ۔اور یونہی بعض اعمال کفر کی علامت ہے جیسے زنّار باندھنا سر پر چوٹیا رکھنا قشقہ لگانا ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں ۔تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو از سر نو اسلام لانے اور اس کے بعد اس کو تجدید نکاح کا حکم دیا جائے اور تجدید بیعت بھی کرے ۔(بہار شریعت حصہ اول ۵۳ ؍ فتاوی شارح بخاری جلد دوم ۵۴۲ ؍ باب الفاظ الکفر کتاب العقائد) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیق اللہ فیضی یار علوی عفی عنہ

(غیر مسلم کے پوجا وغیرہ میں چندہ دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ غیر مسلم کے پوجا وغیرہ میں چندہ دینا کیسا ہے؟ کہیں کہیں روڈ پر رسی لگا کے چندہ زبردستی لیتے ہیں ایسے موقع پر کیا کیا جائے۔

المستفتی:۔ فیصل ربانی بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھو الھادی الی الصواب

ہندوؤں کے دُرگا پوجا کالی پوجا و دیگر مذہبی رسوم میں بہ رضا ورغبت چندہ دینا کفر ہے کہ یہ رضا بالکفر بھی ہے اور اعانت علی الکفر بھی ہے۔فتاوی عالمگیری جلد ششم صفحہ ۲۵۷ر میں ہے (الرضاء بالکفر کفر) لہذا جو درگا پوجا وغیرہ میں بہ رضا و رغبت چندہ دے وہ کافر ہے ایسا شخص توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح کرے ہاں جبریہ چندہ دینا مثلاً کافر مسلمانوں پر دباؤ ڈال کر اپنے مذہب کے لئے چندہ وصول کرتے ہیں اور چندہ نہ دینے پر تمام طرح کی رکاوٹیں کام کرنے میں مسلمانوں کو دینے لگتے ہوں اور مسلمانوں کو پریشان کرتے ہیں یا روڈ پر چلنے والوں کو جانے نہیں دیتے تو اس صورت میں ان کے شر سے بچنے کی نیت سے بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ کچھ دے دیا تو یہ حرج نہیں۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

نوٹ:۔مزید تفصیل کے لئے فتاوی شارح بخاری جلد دوم ص ۵۷۳/۵۷۶/کا مطالعہ فرمائیں۔

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کافر کا نابالغ بچہ کس طرح مسلمان مانا جائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ماں باپ دونوں مرتد ہیں اور بچہ بالغ ہو گیا تو یہ کس صورت میں مسلمان مانا جائے گا اور کس صورت میں مرتد؟ مدلل ومبرہن جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ **المستفتی:**۔سراج احمد گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر بچہ نماز روزہ وغیرہ کا انکار نہیں کرتا اور احکام شرعیہ کو حق مانتا ہے۔اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور عقیدہ بھی رکھتا ہے۔کسی ضروریات دین کا انکار نہیں کرتا تو وہ مسلمان ہے۔جیسا کہ شمس العلماء استاذ الاساتذہ علامہ مفتی شمس الدین جعفری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ مسلمان ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ صرف دین اسلام ہی کو سچا مذہب مانے اور کسی ضروریات دینی کا منکر نہ ہو اور ضروریات دین سے کسی ضرورت دینی کے خلاف عقیدہ نہ رکھتا ہو اگرچہ تمام ضروریات دین کا اس کو علم نہ ہو۔لہذا بالکل لٹھ گنوار جاہل جو اسلام اور پیغمبر اسلام کو حق مانے اور اسلامی عقیدوں کے خلاف کوئی عقیدہ نہ رکھے چاہے کلمہ بھی صحیح نہ پڑھ سکتا ہو وہ مسلمان ہے مؤمن ہے۔البتہ نماز روزہ حج وغیرہ اعمال کے ترک سے گنہگار ہوگا۔لیکن مؤمن رہے گا۔اس لئے کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں۔(قانون شریعت حصہ اول)

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریات دین کے منکر نہ ہوں

اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے ان سب پر اجمالا ایمان لائے ہوں۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ اول)

اور اگر نماز روزہ حج وغیرہ ضروریات دین میں سے کسی ایک بات کا انکار کرتا ہے۔ اللہ عزوجل کی وحدانیت انبیائے کرام کی نبوت جنت و دوزخ حشر ونشر وغیرہ کا انکار کرتا ہے۔ یا فرقہائے باطلہ کو حق جانتا ہے تو وہ مرتد ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یار علوی ارشدی عفی عنہ

(کیا کافر کی تعظیم کرنا کفر ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کافر کی تعظیم کرنا کفر ہے؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔فیض محمد**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملک الوہاب

کافر کی تعظیم کفر کی تعظیم ہے جب کہ کسی مجبوری کی وجہ سے نہ ہو،لہذا اگر کسی مجبوری کی وجہ سے ہو تو کفر نہیں، چنانچہ آج کل کے دور میں کبھی پولیس کے آجانے پر مسلمانوں کو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور کبھی عدالت کے کٹگھرے میں کھڑا ہونا ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ، حالانکہ اس سب میں بھی تعظیم ہے لیکن کفر نہیں، جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا،مثلاً سلام نہ کرنے میں اس سے (نقصان پہونچنے کا) اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور بقصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے ۔(درمختار،الدر المختار،کتاب الحظر والإباحۃ،فصل فی البیع،ج۹،ص۱۸۶،بحوالہ بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۴۶۵،سلام کا بیان)

لہٰذا معلوم ہوا کہ کافر کی تعظیم کرنا کفر ہے،لیکن تعظیمِ کافر اگر حاجتِ واقعیہ کی وجہ سے ہو تو کفر نہیں، اس لئے کہ بندہ یہاں مجبور ہے،اس صورت میں اس کے لئے تعظیم میں عذر ہے، مثلاً مسلمان کہیں گیا وہاں پر پولیس آگئی تو وہاں سلام کرنا یا کھڑا ہونا پڑتا ہے نہیں کرے گا تو مار بھی کھا سکتا ہے،لہٰذا یہ کفر نہیں کیونکہ یہ ان کے لئے عذر ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حوالہ سے ثابت ہے ۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اشفاق عطاری

(کیا دعا کرنے سے تقدیر بدل جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا دعا کرنے سے تقدیر بدل جاتی ہے؟ جواب عطا فرمائیں۔ **المستفتی:۔** نثار احمد پیاگ پور بہرائچ شریف یو پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ قضا (تقدیر) تین قسم کی ہے۔

(۱) مُبرَم حقیقی کہ علمِ الٰہی میں کسی شے پر معلّق نہیں۔

(۲) معلّق شبیہ بہ مُبرَم، کہ صُحف ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علمِ الٰہی میں تعلیق ہے۔

(۳) معلّق محض، کہ صُحفِ ملائکہ میں کسی شے پر اُس کا معلّق ہونا ظاہر فرمادیا گیا ہے۔

وہ جو مُبرَم حقیقی ہے اُس کی تبدیل ناممکن ہے، اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو اُنھیں اس خیال سے واپس فرمادیا جاتا ہے جیسے ملائکہ قومِ لوط پر عذاب لے کر آئے، سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا الْکَرِیْم وَعَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃ وَالتَّسْلِیْم کہ رحمتِ محضہ تھے، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اُن کا نامِ پاک ہی ابراہیم ہے،

یعنی ابِ رحیم، مہربان باپ، اُن کافروں کے بارے میں اتنے ساعی ہوئے کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے، اُن کا رب فرماتا ہے۔ ''یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ'' ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں۔ (پارہ ۱۲، سورہ ھود آیت نمبر ۷۴ رکنز الایمان)

قومِ لوط پر عذاب قضائے مُبرَم حقیقی تھا، خلیل اللہ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اس میں

جھگڑے تو اُنھیں ارشاد ہوا اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو، بیشک اُن پر وہ عذاب آنے والا ہے جو پھرنے کا نہیں۔

اور وہ جو ظاہر قضائے معلّق ہے، اس تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے، اُن کی دُعا سے، اُن کی ہمّت سے ٹل جاتی ہے اور وہ جو متوسّط حالت میں ہے، جسے صُحف مِلائکہ کے اعتبار سے مُبرَم بھی کہہ سکتے ہیں، اُس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے جیسے کہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں قضائے مُبرَم کو رد کر دیتا ہوں۔ (بہار شریعت جلد وحصہ اول)

اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا (اِنَّ الدُّعَاءَ یَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا أُبْرِمَ) بیشک دُعا قضائے مُبرم کو ٹال دیتی ہے۔ (کنزالعمال کتاب الاذکار)

اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی تقدیر کے متعلق فرماتے ہیں کہ تقدیر کے لغوی معنی اندازہ لگانا ہے اور اصطلاح میں اس اندازے اور فیصلہ کا نام تقدیر ہے جو رب کی طرف سے اپنی مخلوق کے متعلق تحریر میں آچکا تقدیریں تین قسم کی ہیں (۱) مبرم (۲) مشابہ بہ مبرم (۳) معلق۔

پہلی قسم میں تبدیلی ناممکن ہے دوسری خاص محبوبوں کی دعا سے بدل جاتی ہے اور تیسری عام دعاؤں اور نیک اعمال سے بدلتی رہتی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص ۷۶ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(دین اسلام کو ہلکا جاننا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دین اسلام کو ہلکا جاننا کیسا ہے؟ قرآن حدیث کے روشنی میں جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ پرویز عالم انڈیا تھوک گونڈہ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

دین اسلام ہی وہ دین ہے جو دنیا وآخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے یہی سچا دین ہے باقی تمام ادیان باطل ہیں قال اللہ تعالیٰ ان الدین عند اللہ الاسلام نیز اسی دین کی تبلیغ واشاعت کے لئے رب تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے دین اسلام برحق ہے دین اسلام کو ہلکا سمجھنے والا کافر ہے جیسا کہ فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے کہ دین اسلام کو ہلکا جاننا کفر ہے حدیقہ ندیہ جلد اول صفحہ ۲۹۹ پر ہے الاستخفاف بالشریعۃ کفر ۔(فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول کتاب العقائد صفحہ ۸)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(دیوبندیوں کو مسلمان سمجھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو لوگ وہابیوں اور دیوبندیوں سے سلام کلام کرتے ہیں بظاہر انہیں مسلمان سمجھتے ہیں ان پر شرعی حکم کیا ہے؟ رہنمائی فرمائیں

المستفتی: ۔حافظ احمد رضا بھیونڈی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دیوبندی وہابی کے عقائد کفریہ ہیں جیسا کہ ان کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی؛ مولوی قاسم نانوتوی؛ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہم کی عبارت سے ظاہر ہے مثلاً مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان صفحہ ۸/ پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کل علم غیب کا انکار کرتے ہوئے صرف بعض علم غیب کو ثابت کیا پھر بعض علم غیب کے بارے میں یوں لکھا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید عمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے (معاذاللہ)

اور مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب تحذیر الناس صفحہ ۳/ پر لکھا ہے کہ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب سمجھنا کہ آپ آخری نبی ہیں یہ ناسمجھ اور گنواروں کا خیال ہے پھر اسی کتاب تحذیر الناس صفحہ ۲۸/ پر لکھا ہے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی پیدا ہو سکتا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ پر لکھا ہے کہ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے (معاذاللہ رب العالمین) اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص شیطان وملک الموت کے لئے وسیع علم مانے وہ مومن مسلمان ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو وسیع وزائد ماننے والا مشرک ہے مذکورہ بالا عقیدوں کے علاوہ اور بھی اس گروہ کے کفری عقیدے بہت سے ہیں اسی لئے مکہ معظمہ مدینہ طیبہ، ہند، سندھ، بنگال، پنجاب، برما، مدراس، گجرات، کھاٹیا واڑ بلوچستان، سرحد، دکن اور کوکن وغیرہ کے سیکڑوں علمائے کرام و مفتیان عظام نے ان لوگوں کے کافر ومرتد ہونے کا فتوی دیا ہے تفصیل کے لئے فتاوی حسام الحرمین اور کتاب الصوارم الہندیہ کا مطالعہ کریں۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۷۶/۷۷)

اب جو وہابیوں اور دیوبندیوں کے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر انکے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے کما فی حسام الحرمین من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر“

لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس گروہ سے دور رہیں اور ان کی بات نہ سنیں، حدیث شریف میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! یاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم یعنی بدمذہبوں سے دور رہو اور انھیں اپنے قریب نہ آنے دو تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔ (مشکوۃ شریف ص ۲۸ رفتاویٰ برکاتیہ صفحہ ۲۴۳)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان سے سلام وکلام جائز نہیں اور جو انہیں مسلمان سمجھتے ہیں وہ دین اسلام سے خارج ہو گئے جبکہ ان کے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر انہیں حق جانتے ہوں تو ان سب پر تجدید ایمان اور شادی شدہ ہوں تو تجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(کسی مسلمان کو کافر کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو کافر کہے تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ جبکہ کافر کہنے والا خود مسلمان ہے؟

المستفتی:۔شاہد رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی بھی مسلمان پر بغیر شرعی دلیل کے کافر ہونے کا حکم لگانا کفر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ”عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَفَّرَ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا“ نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اپنے بھائی کو کافر قرار دے تو دونوں میں سے ایک کفر کے ساتھ واپس لوٹے گا۔(مسلم شریف)

لہٰذا دوسرے مسلمانوں پر کفر کا حکم لگانے والے شخص کو اپنے دین وایمان کی فکر کرنی چاہئے اپنی حرکات سے باز آ کر تجدید ایمان اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس سے قطع تعلق کرلیں،اور اگر اس نے بطور گالی کہا ہے تو یہ کفر نہ ہوگا البتہ ناجائز وحرام ہے کہنے والے پر لازم ہے کہ جس کو کہا ہے اس سے معافی مانگے اور علانیہ کرے جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”مسلمان کو بلا وجہ کافر کہنے پر حدیث صحیح میں ارشاد فرمایا کہ وہ کہنا اس کہنے والے ہی پر پلٹ آئے گا یعنی جب کہ بروجہ اعتقاد ہو اور بروجہ سب ودشنام تو اشد

کبیرہ ۔(فتاوی رضویہ ۱۴/ص ۳۱۱/دعوت اسلامی)

اور اگر کسی کا قول و فعل کفری ہو تو اسے کافر کہنے میں حرج نہیں ہے ۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(مثال دیکر وہابی کو سنی سے افضل کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک سنی عالم دین صحیح العقیدہ سیاست نیتا گیری میں پڑا ہوا ہے خلاف شرع کوئی بھی کام اس سے واقع نہیں ہوا ہے ہندوستان کی گورمنٹ نے NRC این آرسی قانون نافذ کیا ہے اس وقت جگہ جگہ مسلمان جلوس نکال رہے ہیں لیکن زید نے جلوس نہیں نکالا بس اسی بات کو لیکر کچھ لوگ اپنے آپ کو پکا مسلمان سمجھتے ہوئے ان لوگوں نے زید سنی صحیح العقیدہ عالم کا رد کیا ان رد کرنے والوں میں ایک بکر بھی ہے اس نے کہا زید آج اتنا نیچے گر گیا کہ مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے لیکن زید خاموش ہے اس سے اچھے تو وہابی اہل حدیث دیوبندی ہیں کیا بکر کا قول درست ہے یا نہیں؟ اگر زید بیوی والا ہے تو شریعت کا کیا حکم اس پر نافذ ہو رہا ہے؟ قرآن واحادیث کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔(مولانا) محمد عمران رضا پیلی بھیت شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں بکر پر کوئی حکم نافذ نہ ہوگا کیونکہ بکر نے وہابی کو زید سے افضل نہیں بتایا ہے بلکہ وہابیوں کے اس فعل کو اچھا کہا ہے جو این آرسی کے موقع پر انھوں نے کیا ہے۔اسکی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں ملاحظہ ہو۔

1) جیسے والدین سست اور کاہل بیٹے کو کہتے ہیں کچھ کام نہیں کرتا صرف دن بھر کتے کی طرح گھومتا رہتا ہے، یا یوں کہیں تجھ سے بہتر تو کتا ہے جو اپنی روزی خود تلاش لیتا ہے میں پوچھتا ہوں

کیا والدین کافر ہو گئے یا گنہگار ہوئے؟ کیونکہ انھوں نے انسان کو کتے سے مثال دیا اور کتے کو انسان سے بہتر بتایا جب کہ انسان افضل ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ''لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ''بیشک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔(سورہ والتین)

2) یونہی زید جو سنی کاریگر ہے اور بکر دیوبندی ہے مگر بہت ہی بہتر کاریگر ہے دونوں نے گھر بنایا مگر بکر نے کچھ زیادہ ہی خوبصورت بنایا اب کسی نے بکر کی تعریف کرتے ہوئے کہا بکر زید سے بہت بہتر ہے تو کیا کہنے والا کافر ہوگیا یا گنہگار؟ کیونکہ دیوبندی جہنمی ہیں اور سنی جہنمی نہیں ہے ارشاد ربانی ہے ''لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۔اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ '' دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں جنت والے ہی مراد کو پہنچے۔(کنزالایمان سورہ حشر ۲۰)

3) حدیث شریف میں ہے ''مَنْ وَّقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ '' یعنی جس نے بدمذہب کی تعظیم وتوقیر کی اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔

(مشکوۃ ص باب الاعتصام ص ج ا ص ۵۶)

اہلسنت کا اس پر متفقہ فیصلہ ہے کہ بدمذہبوں کی تعظیم ناجائز ہے یونہی کافر کی تعظیم ناجائز ہے،اب اگر کسی نے ابو طالب جو کہ کافر تھے ان کی تعریف اس لئے کی کہ انھوں نے حضور ﷺ کی پوری زندگی مدد کی ہے بلکہ ہمارے علماء انکی تعریف کرتے ہیں تو کیا وہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو گئے؟

4) بہت سے کفار ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعتیں لکھتے اور پڑھتے ہیں ہمارے علماء ان کی تعریف برسر منبر کرتے ہیں اور انکے اشعار کو پڑھتے ہیں تو کیا وہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو گئے؟

میں کہتا ہوں کسی پر کچھ فتوی نہ ہوگا کیونکہ یہاں کسی کافر یا بدمذہب کی تعریف نہیں ہو رہی ہے بلکہ اس کے اس فعل کی تعریف ہو رہی ہے یونہی بکر کا یہ کہنا کہ زید سے افضل دیوبندی وہابی

ہیں یعنی وہ این آرسی کے خلاف آواز اٹھارہے ہیں اور زید اس معاملہ میں خاموش ہے تو بکر پر کوئی حکم نہ ہوگا کیونکہ این آرسی مسلمانوں کے لئے ہے چاہے وہ نام ہی کا مسلمان ہو تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اسکے خلاف آواز اٹھاتے یونہی زید بھی اس میں حصہ لیتا مگر زید خاموشی اختیار کیا جس کی وجہ سے بکر کو یہ کہنا پڑا کہ (اس معاملہ میں) دیوبندی تجھ سے بہتر ہیں، تو اس میں کون سی بات آپڑی کہ بکر کو کافر یا گناہ کبیرہ کا مرتکب کہا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا گمراہ سید کی تعظیم واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو سید کہے اور نسل کے اعتبار سے وہ سید بھی ہیں لیکن وہ حضرت امیر معاویہ کے گستاخ ہیں ان کی یہ ساری حرکت سب کو معلوم ہے تو اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کا احترام کیا جائے اور ان کی دست بوسی کی جائے یا نہیں؟ **المستفتی:۔**محمد صالح،طلعت انصاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سید صاحب اگر سنی صحیح العقیدہ ہوں تو بلا شبہ انکی تعظیم جائز ہے یہاں تک قدم بوسی دست بوسی جائز ہے اگر چہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے گمراہ ہوئے مگر یہ گمراہی حد کفر تک نہیں ہے اور جب تک آل رسول سے کفر صادر نہ ہو اس وقت تک انکی تعظیم جائز ہے اگر چہ فاسق معلن کیوں نہ ہوں جیسا کہ مجدد اعظم سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں ۔سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگر چہ اس کے اعمال کیسے ہوں ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے نفس اعمال سے تنفر ہو بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنے جیسے تفضیلی تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی ہاں اگر اس کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی وہابی قادیانی نیچری وغیرہم تو اب اس کی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی ''قال اللہ تعالیٰ انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح'' اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا اے نوح! (علیہ السلام) وہ یعنی تیرا بیٹا تیرے خاندان اور گھرانے والوں میں

سے نہیں اس لئے کہ اس کے کام اچھے نہیں ۔(القرآن الکریم ۱۱/۴۶)

شریعت نے تقوٰی کو فضیلت دی ہے ''ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم'' اللہ تعالی کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

(القرآن الکریم ۴۹/۱۳)

مگر یہ فضل ذاتی ہے فضل نسب منتہائے نسب کی افضلیت پر ہے سادات کرام کی انتہائے نسب حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر ہے۔اس فضل انتساب کی تعظیم ہر متقی پر فرض ہے کہ وہ اس کی تعظیم نہیں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۲ ص ۴۲۳/دعوت اسلامی)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(مورتی بیچنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک اسلامی بھائی دوکان میں مورتی بیچتے ہیں اور کہتے ہیں میں اس کی تعظیم نہیں کرتا لوگ خریدتے ہیں تو بیچتا ہوں! تو ان کا ایسا کرنا کیسا ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتیہ:۔فہمیدہ عطاریہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مورتی بنانا یا خرید کر بیچنا ناجائز وحرام وسخت حرام ہے شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ مورت بنانا بہرحال حرام ہے یہ تصویر بنانا ہے اور حدیث میں مصور پر لعنت آئی ہے اسی طرح دوسرے سے مورتی بنوا کر بھی ہرگز ہرگز نہیں بٹھانی چاہئے کہ اس میں پوجا کرنے پر ایک طرح کی اعانت ہے ۔(فتاوی شارح بخاری جلد ثانی صفحہ ۵۷۲)

بنانے والا گنہگار ہوا اگرچہ تعظیم نہیں کرتا ہے لیکن اس کو خرید کر بیچنا. پوجا کرنے پر ایک طرح کی اعانت (مدد) ہے جبکہ ارشاد ربانی ہے’’وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. وَاتَّقُوا اللّٰهَ. اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ‘‘اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے ۔(کنزالایمان،سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۲)

لہذا زید کو چاہئے کہ مورتی کی تجارت بند کردے توبہ اور استغفار کرے اور اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھے کیونکہ اللہ رزاق ہے وہ روزی دینے پر قادر ہے ارشاد ربانی ہے’’اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ

فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے۔

(کنزالایمان سورہ آل عمران ۱۶۰)

نیز فرماتا ہے ''وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ''اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو، اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ (کنزالایمان سورطلاق ۳)

اگر وہ ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اس کا بائکاٹ کر دیں. جیسا کہ ارشاد باری ہے ''وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ '' اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (کنزالایمان، سورۃ الانعام آیت نمبر ۶۸)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(یہ کہنا کیسا ہے کہ میرے دیش کی دھرتی فتنہ اگلے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ شعر کے بارے میں کہ زید کہتا ہے پہلے لوگ کہتے تھے۔

میرے دیش کی دھرتی سونا اگلے اگلے ہیرے موتی
میرے دیش کی دھرتی میرے دیش کی دھرتی

لیکن میں اب اس کو اس طرح پڑھتا ہوں

میرے دیش کی دھرتی فتنہ اگلے اگلے یوگی مودی
میرے دیش کی دھرتی میرے دیش کی دھرتی

بکر کہتا ہے کہ یہ غلط ہے کہ دھرتی کی شان میں گستاخی ہے اس طرح نہیں کہنا چاہیئے، جبکہ زید کہتا ہے کہ یہ جملہ ''دھرتی کی شان میں گستاخی'' غلط ہے کیونکہ غیر مسلم دھرتی کی پوجا کرتے ہیں ہم نہیں، آیا کون حق پر ہے؟ علمائے کرام جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔** محمد رضوان گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

زید کا یہ کہنا کہ میرے دیش کہ دھرتی فتنہ اگلے اگلے یوگی مودی بالکل غلط ہے کیا اس نے یہ نہیں دیکھا کہ اس دھرتی پر علمائے حق علمائے اہلسنت، پیران عظام ومفتیان کرام کی جماعت ہے اسی دھرتی پر اولاد رسول کی ذات ہے کیا یہ سب فتین ہیں (معاذ اللہ رب العالمین)

زید کو اپنے جملے سے رجوع کرنا چاہیئے اور توبہ کرنی چاہئے اور بکر کا یہ کہنا کہ یہ

دھرتی (زمین) کی شان میں گستاخی ہے بیشک درست ہے کیونکہ ہمیں وطن سے محبت کرنے کا سبق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے اس لئے ہم جس دھرتی پر رہتے ہیں اس سے محبت کریں گے کیونکہ ہم اسی سے پیدا ہوئے اسی پر چلے بڑھے اور اسی کے اندر جانا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب ہمارے مابین کوئی انتقال کرتا ہے تو ہم مٹی دیتے وقت کہتے ہیں ''مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى ''ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے ۔(کنزالایمان،سورہ طہ ۵۵)

زید کا یہ کہنا کہ دھرتی کی شان میں گستاخی والا جملہ پوچنا ہے یہ اس کی نادانی و جہالت ہے مثلا زید ایک عالم دین ہے بکر نے زید کو گالی دی عمر نے بکر سے کہا زید کی شان میں گستاخی نہ کرو اب اس کا مطلب یہ نہ ہوگا کہ عمر زید کو پوج رہا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ عمر زید سے محبت رکھتا ہے ۔ اسی طرح یہ کہنا کہ دھرتی کی شان میں گستاخی ہے، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زمین سے محبت رکھتا ہے نہ کہ پوجا کرتا ہے ۔

ہاں اگر بکر کہے کہ میرا عقیدہ پوجنا کے معنی میں ہے تو بیشک وہ کافر ہے لیکن جب تک سائل کے بارے میں نہ معلوم ہو تو کفر کا حکم نہیں لگا سکتے بلکہ بندۂ مؤمن پر حسن ظن رکھنا چاہئے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ''يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا كَثِيۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوۡا وَلَا يَغۡتَبْ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمۡ اَنۡ يَّاۡكُلَ لَحۡمَ اَخِيۡهِ مَيۡتًا فَكَرِهۡتُمُوۡهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيۡمٌ ''اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈھو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۔(کنزالایمان،سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۲)

اور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ایاکم والظن فان الظن اکذب"

بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہے ۔ (صحیح البخاری کتاب الوصایا جلد ا ر ۳۸۴)

اور یہ کہنا کہ دھرتی فتنہ اگلے یاد رہے کہ دھرتی فتنہ نہیں اگلتی بلکہ لوگ فتنے والا کام کرکے خود فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں مثلاً گناہ کثرت سے کرنے لگتے ہیں تول میں کمی بیشی کرنے لگتے ہیں تو اللہ ان پر ظالم بادشاہوں کو مسلط کر دیتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے '' عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ أَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ وَأَعُوذُ بِاللهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا وَلَمْ يَنْقُصُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَئُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللهِ وَعَهْدَ رَسُولِهِ إِلَّا سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ إِلَّا جَعَلَ اللهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ. عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے: اے مہاجرین کی جماعت! پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے اور میں اللہ سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ تم ان میں مبتلا ہو جاؤ کسی بھی قوم میں جب کھلے عام گناہ ہوتا ہے تو ان میں طاعون اور بھوک کی ایسی بیماریاں جنم لیتی ہیں جو ان کے پہلے لوگوں میں نہیں ہوئی ہوتیں، اور جب کوئی قوم پیمانہ اور تول کم کر دیتی ہے تو انہیں قحط سخت مشقت اور ظالم بادشاہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور جب کوئی قوم اپنے مال کی زکاۃ روک لیتی ہے تو آسمان سے بارش رک جاتی ہے، اگر جانور نہ ہوں تو انہیں پانی کا ایک قطرہ نہ ملے، اور جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کا عہد توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے علاوہ کوئی دوسرا دشمن مسلط کر دیتا ہے، تو وہ

ان کے ہاتھوں میں جو کچھ ہوتا اس میں سے کچھ چھین لیتے ہیں۔اور جب کسی قوم کے حکمران اللہ کی کتاب سے فیصلے نہیں کرتے اور اللہ کی نازل کردہ شریعت کو اختیار نہیں کرتے،تو اللہ تعالیٰ انہیں آپس کے اختلافات میں مبتلا کر دیتا ہے۔(سلسلتہ الصحیح حدیث نمبر ۱۸۶۷)

لہذا زید پر لازم ہے کہ اپنے جملے سے رجوع کر کے توبہ کر لے اور ہم جس ملک میں رہتے ہیں اس ملک سے یعنی اپنے وطن سے اپنی زمین سے محبت کرے اسی میں بھلائی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(ہولی دیوالی منانا یا مبارک باد دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہنود کے تہوار جیسے ہولی دشہرا دیوالی وغیرہ کی مبارکبادی دینا کیسا؟ نیز ان تہواروں میں شرکت کرنا یا مٹھائیاں و پرشاد کھانا یا انہیں دینا یا بطور مبارکبادی تحفہ تحائف دینا یا بونس دینا یا اس دن انہیں چھٹی دینا کیسا؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔عبداللہ رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ھو الھادی الی الصواب

ہنود کے تہوار مثلا دیوالی ہولی رام لیلا دشہرہ وغیرہ میں فعل کفر پایا جاتا ہے اس لئے اس کی مبارک باد دینا یا اسے بہتر جاننا، افضل ماننا، اس دن کی تعظیم کرنا کفر ہے جیسا کہ علامہ شارح بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ہولی وغیرہ کی مبارک باد دینا اشد حرام بلکہ منجر الی الکفر ہے جو مسلمان ایسا کرتے ہیں ان پر توبہ تجدید ایمان ونکاح لازم ہے۔(فتاوی شارح بخاری ج ۲ ص ۵۶۶)

ان تہواروں میں شرکت کرنا ناجائز وحرام ہے اور اس دن کو لائق تعظیم سمجھ کر شرکت کرنا کفر ہے جیسا کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ہولی جو کہ غیر مسلموں کا شعار ہے اس میں شرکت حرام بدکام بدانجام شریک ہونے والوں پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی کرلیں۔

(فتاوی تاج الشریعہ ج ۲ ص ۷۴)

کافروں کے غیر ذبیحہ چیز کو کھانا شرعا جائز ہے یونہی مٹھائی کھانا بھی جائز ہے مگر بچنا افضل ہے جیسا کہ مجدد اعظم امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ ہنود جو اپنے معبودان

باطلہ کو ذبیحہ کے سوا اور قسم کے طعام وشیرنی وغیرہ چڑھاتے ہیں اور اسے بھوگ یا پرشاد نام رکھتے ہیں اس کا کھانا شرعاً حلال ہے یا نہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں حلال ہے لعدم المحرم مگر مسلمان کو احتراز چاہئے۔(فتاوی رضویہ جلدنہم صفحہ ۶ رقدیم)

ہاں پرشاد یعنی تبرک سمجھ کر لینا کفر ہے جیسا علامہ شارح بخاری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں جو اسے پرشاد سمجھے یعنی اسے تبرک جانے اس پر توبہ اور تجدید ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح لازم ہاں بغیر پرشاد سمجھے "مال موذی نصیب غازی" سمجھ کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن ان کی پوجا کے دن نہ لے۔(فتاوی شارح بخاری جلد سوم صفحہ ۱۳۹)

اور مجدد اعظم امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کافر اگر ہولی یا دیوالی کے دن مٹھائی دیں تو نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لیں مگر یہ نہیں سمجھیں کہ ان کے خبثاء کے تہوار کی مٹھائی ہے بلکہ "مال موذی نصیب غازی" سمجھے۔

(ملفوظات اعلی حضرت حصہ اول ص ۱۶۳)

کاروبار کرنے کی وجہ سے رقم پھنسا ہو یا اور کوئی مجبوری ہو تو حکمت کے تحت دینے میں قباحت نہیں ہے ہاں اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے یا اس دن لازم وضروری سمجھتے ہوئے کافر کو مٹھائی دینا کفر ہے۔

یہی حال بونس و چھٹی کا ہے کہ اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے یا اس دن لازم وضروری سمجھتے ہوئے بونس دینا کفر ہے ہاں اس نیت سے دینا کہ تقریباً ہر کمپنی والے بونس و چھٹی دیتے ہیں اگر نہ دیا تو مزدور کام پر نہیں آئیں گے یا مال نقصان کریں گے تو دینے میں حرج نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(فرقہائے باطلہ کپڑا وغیرہ دیں تو لینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص ملک عرب میں کام کرنے گیا ہو اور اس کا مالک بدعقیدہ ہو اور اس کو وہ کچھ پیسے اور کپڑے دیتا ہو تو اس کو لے سکتے ہیں یا نہیں؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ **المستفتی:** محمد ثاقب رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھو الھادی الی الصواب

اگر دیوبندی وہابی کے یہاں نوکری کرنے پر اس بات کا اندیشہ ہو کہ ہمیں ان کے عقیدے کے موافق رہنا پڑے گا یا ان کے ساتھ کھانا پینا پڑے گا یا ان کے جنازہ میں شرکت کرنا پڑے گا یا ان کے ساتھ نماز پڑھنی پڑے گی یا ان کے دباؤ میں آ کر شریعت کے خلاف بولنا پڑے گا تو ان کے یہاں نوکری ہی جائز نہیں کیونکہ حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

اور اگر اس بات پر امید ہو کہ مذکورہ بالا باتیں نہ پائی جائیں گی صرف کام سے مطلب رہے گا تو نوکری کرنا جائز ہوگا جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف میں ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ رنڈیوں اور ڈومنیوں کے یہاں مزدوری کر کے کمانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں جائز تو نصاریٰ کی نوکری کیوں جائز ہے؟ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا اصل مزدوری اگر کسی فعل ناجائز پر ہو سب کے یہاں ناجائز، اور جائز پر ہو تو سب کے یہاں جائز۔

(فتاوی رضویہ ج ۲۳ ص ۵۰۸ دعوت اسلامی)

اور ان سے بغیر مکر و فریب کے مال حاصل ہو تو لینا جائز ہے جب کہ کوئی اور وجہ نہ ہو جیسا

کہ مجدد اعظم امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کافر اگر ہولی یا دیوالی کے دن مٹھائی دیں تو نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لیں مگر یہ نہیں سمجھیں کہ ان کے خبثاء کے تہوار کی مٹھائی ہے بلکہ ”مال موذی نصیب غازی“ سمجھے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۱۶۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جو عیسائی مذہب اختیار کرے اس پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سنی مسلمان اپنا مذہب چھوڑ کر عیسائی مذہب کو اختیار کرے تو اُس شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جس ملک میں اسلامی حکومت ہے اُس ملک میں اُس شخص کی سزا کیا ہے؟ دلیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد اسیر رضوی دیناجپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس کو دوبارہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہونے پہ مجبور کیا جائے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے اللہ ارشاد فرماتا ہے (لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسك بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لھا واللہ سمیع علیم) دین میں کوئی زبردستی نہیں بے شک ہدایت کی راہ گمراہی سے خوب جدا ہوگئی ہے تو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بڑا مضبوط سہارا تھام لیا جس سہارے کو کبھی کھلنا نہیں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۵۶)

تفسیر:۔ لا اکراہ فی الدین ,, یعنی دین میں کوئی زبردستی نہیں اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بڑا مضبوط سہارا تھام لیا اور یہ ٹوٹنے والا نہیں مگر یہ کہ بندہ اسے خود ہی چھوڑ دے۔

صفات الٰہیہ کے بعد ,, لا اکراہ الخ ,, فرمانے میں یہ اشارہ ہے کہ اب عقلمند آدمی کے لئے

قبول حق (یعنی اسلام کو قبول کرنا) میں تاخیر کرنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہی یہی وجہ ہے کسی کافر کو جبراً مسلمان بنانا جائز نہیں البتہ مسلمان کو جبراً مسلمان رکھنا ضروری ہے کیونکہ مسلمان کا اپنے مذہب کو چھوڑنا یہ دین اسلام کی توہین اور دوسروں کے لئے بغاوت کا راستہ ہے جسے بند کرنا ضروری ہے لہذا کسی مسلمان کو مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی یا تو وہ اسلام لائے یا پھر اس کو قتل کیا جائے اللہ تعالی نے قوم بنی اسرائیل کے مرتدین سے فرمایا فاقتلوا انفسکم اپنے آپ کو قتل کیلئے پیش کردو۔ (صراط الجنان)

حاصل کلام یہ ہے کہ کوئی مسلمان اپنے مذہب کو چھوڑ کر کے عیسائی جو کہ مذہب باطل ہے اس کو اپنا لے تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ کلمہ پڑھوا کر کے دوبارہ مسلمان کیا جائے اور نہ پلٹنے کی صورت میں قتل کرنے کا حکم ہے جبکہ اسلامی حکومت ہو۔اور اگر اسلامی حکومت نہیں ہے بلکہ کافروں کی ہے تو ایسے شخص کو ہر ممکن سمجھایا جائے نہ ماننے پر دینی وسماجی بائیکاٹ کیا جائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے(ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم وان لقیتم ھم فلا تجالسوھم ولا تشاربو ھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ بدمذہب اگر بیمار پڑے تو انکی عیادت نہ کرو اگر مرجائے تو ان کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہو ان سے ملاقات نہ کرو نہ ان کے پاس بیٹھو ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔ (مسلم شریف بحوالہ انوار الحدیث صفحہ ۸۶)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(جو مسلمان کو کافر کہے اس پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مومن کو دوسرے مسلمان نے کافر کہا تو کیا کہنے والے پر کفر پلٹ جائے گا اور کیا تجدیدِ نکاح کرنا پڑے گا؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی؟

المستفتی:۔ محمد ندیم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی مسلمان کو اعتقادی طور پر کافر کہا تو یہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا جب کہ اس سے کفر صادر نہ ہوا ہو جس کو کہا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے(وعزّر الشتائم بیا کافر وھل یکفر إن اعتقد المسلم کافر انعم وإلا لا)(جلد۶ صفحہ ۱۱۶/ماخوذ از فتاوی شارح بخاری ج ۲/ص ۳۷۹)

اور ایسی صورت میں تجدید ایمان لازم ہوگا اور شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح بھی، یونہی کسی پیر سے بیعت ہے تو پھر سے تجدید بیعت ہو۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیا ابوطالب ایمان لائے تھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ابوطالب ایمان لائے تھے؟ بعض لوگ کہتے ہیں لائے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ایمان نہیں لائے حضرت جواب ارشاد فرمادیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ محمد وسیم کولکاتا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صحیح اور حق یہ ہے کہ ابوطالب کی موت ایمان پر نہیں ہوئی جیسا کہ خود سبع سنابل شریف میں واقعہ مذکور ہے وہ یہ کہ ابوطالب اب بھی کافر ہیں۔مسلم و بخاری میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا ، ابوطالب کو آپ نے کیا فائدہ پہنچایا؟ وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے دشمنوں سے عداوت رکھتے تھے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ صرف ٹخنوں تک دوزخ میں ہیں جس سے انکا دماغ کھولتا ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتے۔(فتاویٰ شارح بخاری جلد ۲ ر صفحہ ۵۰)

اور اسی طرح مدارج النبوت میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں کہ اسّی ۸۰ ر سال یعنی نبوت کے دسویں سال ابوطالب نے وفات پائی مواہب اللدنیہ میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے انچاس ۴۹ ر سال آٹھ مہینے گیارہ دن گزرے تو حضور ﷺ کے چچا ابوطالب نے وفات پائی۔اور بھی کچھ روایات ہیں مگر بتانا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، ابوطالب کی موت کے وقت فرماتے تھے کہ اے چچا! کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے میں

روز قیامت آپ کو اس کلمہ کی بدولت شفاعت کرکے چھڑالونگا جب ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کلمہ کہلوانے میں بڑی خواہش دیکھی تو کہنے لگے اے میرے بھتیجے اگر مجھے قریش کا ڈرنہ ہوتا کہ وہ میرے بارے میں یہ کہیں گے کہ یہ کلمہ موت کی بے صبری کے خوف کی بنا پر کہہ دیا ہے تو میں یہ کلمہ کہہ کرآپ کی آنکھیں ضرور ٹھنڈی کر دیتا۔

روضۃ الاحباب میں ہے کہ ابوطالب نے کہا اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ آپ ﷺ کو میرے مرنے کے بعد طعنہ دیں گے اور کہیں گے کہ تمہارے چچا نے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھلیا ہے تو ضرور کہ دیتا اسکے بعد کچھ نبی کریم ﷺ کی حمایت میں وصیتیں کیں پھر حالت کفر ہی میں وفات پا گئے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جناب ابوطالب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اوران کے دین کی بہت مدد کی سرکار صلی اللہ وسلم کے ساتھ میں ہمیشہ کوشاں رہے نبی کی مدح وثنا کرتے رہے اور یہی پیغام لوگوں کو دیتے رہے مگر اس کے باوجود ایمان نہیں لائے ابوطالب کے مرنے کے بعد جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعائے مغفرت کی اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفرو ا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ) یعنی نبی اور ایمان داروں کو زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لئے استغفار کریں اگر چہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ (جلد دوم/وفات ابوطالب)

مذکورہ دلائل سے واضح ہے کہ ابوطالب کفر پر مرے اب اگر کوئی ابو طالب کو مسلمان کہتا ہے وہ خاطی (مجرم) ہے۔ (فتاویٰ شارح بخاری ج ۲/ص ۵۰) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(تفضیلی کسے کہتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تفضیلی کسے کہتے ہیں اور ان کے عقائد کیا ہیں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں **المستفتی:۔** معراج احمد رضوی بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تفضیلی محبان حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سے ہیں یعنی حضرت علی سے محبت کرنے کے دعوے دار ہیں انکا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں باقی تمام باتوں میں اہلسنت وجماعت کے ساتھ ہیں لہذا اہلسنت کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا بدعتی وگمراہ ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۸۳ / اظہار الحق ص ۱۸۰ / مخزن معلومات صفحہ ۱۷)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(شیخین کی خلافت کا انکار کرنے والے پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شیخین کی خلافت کا انکار کرنے والے پر کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔** محمد فرقان احمد رضوی صاحب جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

علامہ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت سے انکار کرنا فقہاء کے نزدیک کفر ہے (فی درمختار / کتاب الجهاد، باب المرتد، ج۶، ص ۳۶۲ من سب الشیخین اوطعن فیهما کفر ولا تقبل توبته) یعنی جس نے حضرات شیخین کو گالی دی یا ان پر کوئی لعن طعن کیا تو وہ کافر ہے (فی البزازیه ج ۶ ص ۳۱۹ من انکر خلافة ابی بکر رضی الله عنه فهو کافر فی الصحیح، ومنکر خلافة عمر رضی الله عنه فهو کافر فی الاصح) یعنی جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا انکار کیا وہ کافر ہے صحیح مذہب کے مطابق اور جو منکر ہے حضرت عمر فاروق اعظم کی خلافت کا وہ بھی کافر ہے صحیح مذہب کے مطابق (وفی فتح القدیر باب الامامة ج ۱ ص ۳۰۴ وفی الروافض ان من فضل علیا رضی الله عنه علی الثلثة فمبتدع وان انکر خلافة الصدیق او عمر رضی الله عنهما فهو کافر) یعنی اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فضیلت دی تینوں پر یعنی حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان رضی اللہ عنھم پر تو وہ بدعتی گمراہ و بدمذہب ہے اور اگر انکار کیا حضرت ابوبکر حضرت عمر کی خلافت کا پس وہ کافر ہے (فی درمختار کتاب الصلاة

باب الامامۃ ج ۲ص ۳۵۸ وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر فھو کافر) جس نے انکار کیا حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کا تو وہ کافر ہے۔(ماخوذ بہار شریعت جلد اول صفحہ ۲۵۳)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیا دیوبندی کومسلمان جاننا کفر ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہابی دیوبندی کومسلمان جاننا کفر ہے یعنی جومسلمان جانے گا کافر ہو جائے گا زید کہتا ہے کہ کافر ہو جائے گا اور عمر کہہ رہا ہے کہ نہیں ہوگا تو اب ان دونوں میں کسی بات پر عمل کریں قرآن حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ انظم رضا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

غیر مقلد اور دیوبندیوں کومسلمان جاننے والا کافر ہے جبکہ غیر مقلد اور دیوبندیوں کے کفر پر مطلع ہو، وجہ یہ ہے کہ یہ سب غیر مقلد دیوبندی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے مرتکب ہیں جو ان کی کتابوں میں چھپا ہوا ہے مثلا تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، تحذیر الناس۔ حفظ الایمان۔ اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو کسی نبی کی توہین کرے وہ کافر ہے وہ بھی ایسا کافر کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔شامی میں ہے (اجمع المسلمون علی ان شاتم النبی کافر من شك فی عذابه و کفره کفر) مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے جو اس کے عذاب وکفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

خلاصہ اگر عمر دیوبندی وہابیوں کے کفریات کو جانتا ہے اس کے باوجود ان کومسلمان کہتا ہے تو عمر خود کافر ہے۔(فتاوی شارح بخاری جلد سوم صفحہ ۵۰) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(شیعہ کو سلام و مصافحہ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شیعہ کو سلام و مصافحہ کرنا اوران کے یہاں آنا جانا اوران کا کھانا پینا اوران کی نماز جنازہ میں شریک ہونا یہ سب کرنا کیسا ہے جواب بحوالہ عنایت فرمائیں **المستفتی:۔** محمد ذیشان رضا دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

دیوبندیوں کی طرح رافضی (شیعہ) بھی کافر و مرتد ہیں کیونکہ انکے بھی عقائد باطل ہیں اس لئے شیعوں کو سلام کرنا ان سے مصافحہ کرنا یا ان کے یہاں آنا جانا ان کا کھانا پینا ان کی نماز جنازہ میں شریک ہونا یہ سب حرام ہے۔(ماخوذ از فتاوی شارح بخاری جلد سوم)

حدیث شریف میں ہے(قال رسول اللہ ﷺ ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلاتشھدوھم وان لقیتموھم فلاتسلموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولاتواکلوھم ولاتناکحوھم ولاتصلوا علیھم ولا تصلوا معھم) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدمذہب اگر بیمار پڑے تو ان کی عیادت نہ کرو،اگر مرجائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہو،ان سے ملاقات ہو تو ان کو سلام نہ کرو،ان کے پاس نہ بیٹھو،ان کے ساتھ پانی نہ پیو،ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ،ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو،ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو،اور نہ ان کے ساتھ پڑھو۔(انوار الحدیث صفحہ نمبر ۸۶)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(نماز کا مزاق اڑانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز کا مزاق اڑانا کیسا ہے؟ جو مزاق اڑائے اس پر کیا حکم نافذ ہوگا؟ مدلل جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ عبداللہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز کا مذاق اڑانا کفر ہے کیونکہ نماز فریضہ الٰہی ہے اسکا مزاق اڑانا ضرور کفر ہے لہذا جس شخص نے ایسا کیا ہے وہ کافر ہوگیا اس کے سارے اعمال حسنہ اکارت (برباد) ہوگئے اگر وہ شادی شدہ ہے تو اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی لہذا اس شخص پر توبہ کرنا فرض ہے کلمہ پڑھ کرکے دوبارہ مسلمان ہو اور اگر بیوی رکھنا چاہتا ہے تو دوبارہ نکاح کرے اور اگر ایسا نہیں کر رہا ہے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے سلام وکلام وغیرہ بند کریں اگر وہ اسی حال میں مرجائے تو اس کے کفن دفن جنازہ میں شریک نہ ہوں (ماخوذ از فتاویٰ شارح بخاری جلد دوم باب الفاظ الکفر صفحہ ۳۲۲)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیا ابو طالب کافر تھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت علی کے والد صاحب کیا ایمان لائے تھے جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔حامد رضا انصاری**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضور کے چچا ابو طالب نے اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی مدد کی مگر وہ ایمان نہیں لائے تھے تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کا رسالۂ مبارکہ "شرح المطالب فی مبحث ابی طالب" مطالعہ فرمائیں۔

فتاویٰ شارح بخاری جلد دوم صفحہ ۵۰ ر میں ہے بعض روایات ضعیفہ کے بنا پر کچھ لوگ ابو طالب کو مسلمان کہتے ہیں۔اگرچہ صحیح یہی ہے کہ ابو طالب ایمان سے محروم رہے اس لئے جو ابو طالب کو مسلمان کہتا ہے وہ خاطی ہے نیز مسلم وبخاری میں ہے کہ حضرت عباس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ابو طالب کو آپ نے کیا فائدہ پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے آپ کے دشمنوں سے عداوت رکھتے تھے فرمایا وہ صرف ٹخنوں تک دوزخ میں ہیں جس سے ان کا دماغ کھولتا ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا (فتاویٰ شارح بخاری جلد دوم صفحہ ۵۰)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(دیوبندی کے یہاں نوکری کرنا کیسا ہے؟)

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی دیوبندی کے یہاں کام کرنا کیسا ہے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ جو شخص سعودی پہنچ گئے ہوں اور انہیں کسی دیوبندی کے گھر کام کرنا پڑے تو وہ کیا کرے؟ جواب کسی معتبر کتاب سے عنایت فرمائیں تو بہت مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ محمد قاسم خان ضلع بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر دیوبندی وہابی کے یہاں نوکری کرنے پر اس بات کا اندیشہ ہو کہ ہمیں ان کے عقیدے کے موافق رہنا پڑے گا یا ان کے ساتھ کھانا پینا پڑے گا یا ان کے جنازہ میں شرکت کرنا پڑے گا یا ان کے ساتھ نماز پڑھنی پڑے گی یا ان کے دباؤ میں آکر شریعت کے خلاف بولنا پڑے گا تو ان کے یہاں نوکری جائز نہیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے ’’قَالَ رَسُولُ اللہِ ﷺ اِیَّا کُمْ وَ اِیَّا ھُمْ لَا یُضِلُّو نَکُمْ وَلَا یُفْتِنُو نَکُمْ اِنْ مَرِ ضُوْ فَلَا تَعُوْ دُوْھُمْ وَاِنْ مَا تُوا فَلَا تَشْھَدُوْ ھُمْ وَاِنْ لَقِیْتُمُو ھُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْھِمْ وَلَا تُجَا لِسُو ھُمْ وَلَا تُشَا رِبُوا ھُمْ وَلَا تَوَا کِلُوا ھُمْ وَلَا تُنَا کِحُو ھُمْ وَلَا تُصَلُّوا عَلَیْھِمْ وَلَا تُصَلُّو مَعَھُمْ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو انکی عیادت نہ کرو، اگر مر جائیں تو انکے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انھیں سلام نہ کرو، انکے پاس نہ بیٹھو، نہ انکے ساتھ پانی پیو، نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ، نہ انکے ساتھ شادی بیاہ کرو، نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو نہ ان کے ساتھ نما

ز پڑھو۔(یہ حدیث مسلم،ابو داؤد،ابن ماجہ،عقیلی اور ابن حبان کی روایت کا مجموعہ ہے۔بحوالہ انوار الحدیث)

ہاں اگر اس بات پر یقین ہو کہ مذکورہ بالا باتیں نہ پائی جائیں گی صرف کام سے مطلب رہے گا تو نوکری کر سکتے ہیں جائز ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف میں ہے کہ سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ رنڈیوں اور ڈومنیوں کے یہاں مزدوری کر کے کمانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں جائز تو نصاریٰ کی نوکری کیوں جائز ہے؟ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا ’’اصل مزدوری اگر کسی فعل ناجائز پر ہو سب کے یہاں ناجائز،اور جائز پر ہو تو سب کے یہاں جائز‘‘

(فتاوی رضویہ ج ۲۳ ص ۵۰۸ دعوت اسلامی)

حاصل کلام یہ ہے کہ ہندوستان ہو یا سعودی عرب اگر جانتا ہے کہ ناجائز وحرام یا شریعت کے خلاف کام کرنی پڑے گی تو نوکری جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا شب برأت میں سب کی مغفرت ہو جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شب برأت میں تمام امت مسلمہ کی مغفرت ہو جاتی ہے؟ کیا یہ درست ہے؟ مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔محمد اسلم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تعالیٰ جل شانہ جو غفور الرحیم ہے کریم ہے، اس کی رحمت کا کیا پوچھنا، وہ ہر روز اپنے بندوں کی مغفرت فرماتا ہے، مگر شعبان المعظم کی پندرہویں تاریخ کو قبیلۂ بنی کلب (عرب میں ایک قبیلہ تھا اس کا نام بنی کلب تھا اس قبیلہ میں بکریاں بکثرت پالی جاتی تھیں اس لئے حضور علیہ السلام نے اس قبلیہ کا ذکر فرمایا کہ ان) کی بکریوں کے بال سے بھی زیادہ امت مسلمہ کی مغفرت فرماتا ہے (جہنم سے آزاد فرماتا ہے) جیسا کہ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) آئے اور کہا کہ شعبان کی پندرہویں رات ہے اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں، مگر کافر، اور عداوت والے، اور رشتہ کاٹنے والے، اور کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے، اور شرابی کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔

(شعب الایمان حدیث نمبر ۳۸۳۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بے شمار کی مغفرت فرماتا ہے مگر چند افراد کی

مغفرت نہیں ہوتی جیسا کہ اسی حدیث سے ثابت ہے مثلا (۱) کافر اس میں تمام فرقہائے باطلہ شامل ہیں (۲) ان دوحضرات کی جو آپس میں عداوت رکھے ہوئے ہیں (۳) رشتہ کاٹنے والے (۴) کپڑا لٹکانے والے یعنی متکبر (۵) والدین کی نافرمانی کرنے والے (۶) شرابی یعنی جو اس کا عادی ہو چکا ہو (۷) اور ایک دوسری حدیث میں (۸) عشار یعنی ظلما ٹیکس لینے والے (۹) جادوگر (۱۰) کاہن (۱۱) باجا بجانے والے۔ اور روایت میں (۱۲) مصور یعنی تصویر بنانے والے (۱۳) چغل خور یعنی غیبت کرنے والے کا بھی ذکر ہے یہ وہ لوگ ہیں جو شب برأت میں مغفرت سے محروم رہیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(فال کھولنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید فال کھولتا ہے اور بتاتا ہے کہ تمہارا یہ کام ہوگا یہ کام نہیں ہوگا اس کی حقیقت کیا ہے؟ اور فال کھولنے اور کھلوانے پر حکم شرع کیا ہے؟

المستفتی:۔محمد وسیم فیضی رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فال ایک قسم کا استخارہ ہے استخارہ کی اصل کتب احادیث میں بکثرت موجود ہے دیوان حافظ وغیرہ (یا اس کے مثل کتاب) سے بطور تفاول جائز ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۳ ص ۳۹۷)

مگر یہ فالنامہ جو عوام میں مشہور ہے اور اکابر کی طرف منسوب ہے بے اصل و باطل ہے کیونکہ قرآن عظیم سے فال کھولنا منع و مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ مجدد اعظم سرکار اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن عظیم سے فال دیکھنے میں ائمہ مذاہب اربعہ کے چار قول ہیں بعض حنبلیہ مباح کہتے ہیں اور شافعیہ مکروہ تنزیہی اور مالکیہ حرام کہتے ہیں اور ہمارے علمائے حنفیہ فرماتے ہیں ناجائز وممنوع و مکروہ تحریمی ہے قرآن اس لئے نہ اتارا گیا ہمارا قول قول مالکیہ کے قریب ہے بلکہ عندالتحقیق دونوں کا ایک حاصل ہے۔

اور شرح فقہ اکبر میں ہے”امام نوی نے فرمایا نجومی اور رمال اور علم حروف کی مدعی کی پیروی جائز نہیں کیونکہ وہ کاہن کے مثل ہے مصحف شریف کی فال ہے قرآن مجید کھول کر پہلا صفحہ

اور ساتویں صفحہ کی ساتویں سطر دیکھیں الخ۔(فتاوی افریقہ صفحہ ۱۴۹)

فال کھولنے والا اگر استخارہ کرکے بتاتا ہے جیسا کہ احادیث میں ہے یا دیوان حافظ وغیرہ (یا اس کے مثل کتاب) سے فال کھولتا ہے تو یہ جائز ہے نہ کھولنے والے پر گناہ ہے نہ کھولوانے والے پر کیوں کہ یہ نیک فال ہے اور اس کا ذکر احادیث طیبہ میں موجود ہے ''عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ، وَأُحِبُّ الْفَأْلَ الصَّالِحَ'' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوت چھات اور بدشگونی کوئی چیز نہیں، اور میں فال نیک کو پسند کرتا ہوں۔(ابن ماجہ۔حدیث نمبر ۳۵۳۷)

اور اگر قرآن مجید سے فال نکالتا ہو تو یہ ضرور ناجائز ہے ایسے شخص پر توبہ لازم ہے یونہی کھلوانے والے پر بھی اگر پوشیدہ طور پر کرتا ہو تو توبہ کرلے اور اگر علانیہ کرتا ہو تو علانیہ توبہ لازم ہے اس صورت میں اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا دہرانا واجب ہے اور اگر توبہ کرلے اور فال بد چھوڑ دے تو کوئی بات نہیں کیونکہ اللہ تعالی غفور الرحیم ہے توبہ کو قبول فرماتا ہے اور توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ''اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ'' بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

(سورہ بقرہ ۲۲۲)

اور اگر زید یقین کے ساتھ بتاتا ہے کہ فلاں کام ہوگا فلاں نہیں یا فلاں کام میں نفع ہوگا اور فلاں میں نقصان ہوگا تو زید اسلام سے خارج ہوگیا سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر یہ احکام قطع ویقین کے ساتھ لگاتا ہو جب تو وہ مسلمان ہی نہیں، اس کی تصدیق کرنے والے کو صحیح حدیث میں فرمایا'' فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ '' یعنی اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر اُتاری گئی اور اگر یقین نہیں کرتا جب بھی عام طور پر جو فال دیکھنا رائج ہے معصیت (یعنی گناہ) سے خالی نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳ ص ر ۱۰۱ ر دعوت اسلامی)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ فال وغیرہ نہ کھولنا چاہئے نہ کھلوانا چاہئے اگر کوئی مریض آئے تو اسکی پریشا
نی کے مطابق تعویذ دے دے یا دعا کر دے یہی بہتر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(پرساد کھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کافرلوگ اپنے تہواروں پر جو پرساد کے طور پے مٹھائی ہم مسلمانوں کو بھی دیتے ہیں اس کا لینا اور کھانا کس حد تک جائز ہے؟ تفصیل سے جواب دیں تو عین نوازش ہوگی؟ **المستفتی:۔محمود رضا خان اورنگ آباد**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس کے متعلق امام اہل سنت سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان محقق ومحدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ ہنود جو اپنے معبودان باطل کو ذبیحہ کے علاوہ اور قسم طعام شیرینی وغیرہ چڑھاتے ہیں اسے بھوگ یا پرساد نام رکھتے ہیں اس کا کھانا شرعاً حلال ہے یا نہیں تو اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ حلال ہے لعدم المحرم مگر مسلمان کو احتراز چاہئے خصوصاً اگر کفار اس پرساد کو بطور تصدق بانٹ رہے ہوں جب تو ہرگز پاس نہ جائے تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ شریف جلد نہم نصف اول صفحہ ۶ / کا مطالعہ کریں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد علی قادری واحدی

(راکھی بندھوانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ راکھی باندھنے اور بندھوانے والے کا شرعی حکم مع حوالہ بھیجئے؟ **المستفتی:۔عبدالحمید**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

راکھی یہاں (ہندوستان) کے غیر مسلموں کا مذہبی شعار ہے اس لیے برضا و رغبت راکھی باندھنا و بندھوانا حرام وگناہ بلکہ کفر ہے اس کا مرتکب علانیہ توبہ و استغفار کرے اور کلمہ پڑھ کر داخل اسلام ہو، بیوی والا ہوتو تجدید نکاح کرے۔

محقق مسائل جدیدہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی برکاتی صدرالمدرسین وصدر شعبہ افتاو شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اسی طرح ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ راکھی یہاں کے غیر مسلموں کا شعار مذہبی ہے اس لیے اسے پسندیدگی کے ساتھ باندھنا، بندھوانا حرام بلکہ کفر ہے زید نے اپنے ہاتھ پر راکھی بندھوائی اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دی، ظاہر ہے کہ اس نے یہ اچھا سمجھ کر ہی کیا ہے-اس لیے وہ اس سے توبہ کرے، بے زاری کا اظہار کرے اور کلمہ پڑھ کر داخل اسلام ہو شادی ہو چکی ہوتو نئے مہر کے ساتھ پھر نیا نکاح کرے۔ رواداری الگ چیز ہے اور ان کے مذہبی امور میں شرکت اور عمل درآمد الگ چیز ہے قرآن حکیم میں ہے لکم دینکم ولی دین (الکافرون، آیت نمبر ۶) (آپ کے مسائل ص ۱۹۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معراج احمد قادری

(کافر سے تہوار کے دن بونس لینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک کمپنی میں کام کرتا ہے جو کہ غیر مسلم کی ہے تو اس کمپنی کا مالک دیوالی کے تیوہار پر انکی تنخواہوں کے ساتھ بونس بھی دیتا ہے تو کیا اس بونس کا لینا جائز ہے جبکہ ہندوستان کی اکثر کمپنی اپنے کرمچاری کو دیوالی کا بونس دیتی ہے؟ مفصّل و مدلل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔عبدالصمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس بونس کا لینا جائز و درست ہے۔وجہ یہ ہے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں جیسا کہ شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر کے استاذ حضرت ملا جیون علیہما الرحمہ اپنی کتاب تفسیرات احمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں"ان ھم إلا حربی وما یعقلھا إلا العالمون"(ص۳۰۰)

اوران حربی کفار کی طرف سے جو مال ان کی رضاوخوشی سے مل جائے اس کا لینا حلال و مباح ہے بشرطیکہ مسلمان کی طرف سے غدر و بدعہدی نہ ہو کہ یہ (غدر و بدعہدی) کفار سے بھی جائز نہیں۔

اس بابت فقہی جزئیات ملاحظہ فرمائیں ہدایہ میں ہے" ان مالھم مباح... فبای طریق أخذہ المسلم أخذ مالاً مباحا إذا لم یکن فیہ غدر" یعنی کفار کا مال مباح ہے لہٰذا ان کا سوائے دھوکہ کے جس طریقے سے بھی مسلمان نے لے لیا مباح مال لیا۔

(کتاب البیوع،باب الربا،ج ۳ص ۸۷ ملخصا)

ردالمحتار میں ہے "لابأس بأن یاخذ منھم أموالھم بطیب أنفسھم بأی وجہ کان لأنہ إنما أخذ المباح علی وجہ عری عن الغدر فیکون طیبا لہ" یعنی اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ (مسلمان) حربیوں کا مال ان کی رضامندی سے لے کیوں کہ اس نے مال مباح ایسے طریقے سے لیا جو کہ دھوکہ سے خالی ہے لہٰذا یہ اس کے لیے حلال ہے۔

(کتاب البیوع، باب الربا، ج ۷ ص ۴۲۳)

فتاوی رضویہ میں ہے جو مال غیر مسلم سے کہ نہ ذمی ہو نہ مستامن بغیر اپنی طرف سے کسی غدر اور بدعہدی کے ملے اسے لینا جائز ہے اگر چہ وہ دینے والا کچھ کہے یا سمجھے کہ اس کے لیے اس کی نیت بہتر ہے نہ کہ دوسرے کی۔ (ج ۱۷/ص ۳۲۵)

اسی میں فرماتے ہیں کہ کافر غیر ذمی کا مال بلا غدر جو حاصل ہو وہ مال مباح سمجھ کر لینا حلال ہے۔ (ج ۱۷/ص ۳۴۱)

فتاوی امجدیہ میں ہے کافر حربی کا مال مسلمان کے لیے مباح ہے جب تک غدر یعنی عہد شکنی نہ ہو تو اس میں حرج نہیں۔ (ج ۳ ص ۴۰۲)

نیز اسی میں ہے. کفار سے جو اموال ان کی خوشی سے ملیں وہ مطلقاً جائز ہیں (ج ۳/ص ۲۰۷)

بہار شریعت میں ہے. کافروں کی خوشی سے جس قدر ان کے اموال حاصل کرے جائز ہے مگر یہ ضرور ہے کہ وہ کسی بدعہدی کے ذریعہ حاصل نہ کیا گیا ہو کہ بدعہدی کفار کے ساتھ بھی حرام ہے. (ج ۲/ح ۱۱/ص ۱۵۳/ملخصا)

فتاوی فیض الرسول میں ہے ہندوستان کے تمام کفار حربی ہیں اور حربی کا مال معصوم نہیں بلکہ مباح ہے بشرطیکہ ان کی رضا سے ہو غدر اور بدعہدی نہ ہو اس کا لینا جائز ہے کہ وہ اپنی خوشی سے دیتے ہیں۔ (ج ۲/ص ۳۹۲/ملخصا)

مذکورہ بالا عبارات فقہیہ سے معلوم ہوا کہ یہاں کے کفار سے جو مال ان کی رضا و خوشی سے

ملے اس کا لینا جائز ہے جب کہ غدر و بدعہدی نہ ہو اور بونس بھی وہ اپنی خوشی سے دیتے ہیں اس میں کسی مسلمان کی طرف سے کوئی غدر و بدعہدی کا معاملہ نہیں ہوتا لہٰذا اس کا لینا بلا شبہ جائز و درست ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معراج احمد قادری

(یزید کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ یزید کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں آپکی عین نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔محمد شمس تبریز قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ والہ وصحبہ المکرمین عندہ وسائر المسلمین المتبعین سعدہ

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یزید پلید علیہ مایستحقہ من العزیز المجید قطعا یقینا باجماع اہلسنت فاسق وفاجر وجری علی الکبائر تھا اس قدر پر ائمہ اہل سنت کا اطباق واتفاق ہے،صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف فرمایا۔امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اتباع وموافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں۔

اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لعن وتکفیر سے احتیاطاً سکوت فرمایا کہ اس سے فسق وفجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں،اور بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر اور امثال وعیدات مشروط بعدم توبہ ہیں لقولہ تعالیٰ فسوف یلقون غیا الامن تاب ،یعنی عنقریب وہ دوزخ کے غی میں جائیں گے مگر جنہوں نے توبہ کیا اور توبہ تادم غرغرہ مقبول ہے اور اس کے عدم پر جزم نہیں اور یہی احوط واسلم ہے.(فتاوی رضویہ جلد ۱۴/ص ۵۹۲ / ۵۹۳)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد حنفی قادری واحدی

(ہولی اور دیوالی کے موقع پر پٹاخہ بیچنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں کو ہولی کے موقع پر یا دیوالی کے موقع پر رنگ بیچنا یا پٹاخے بیچنا کیسا ہے؟ حوالے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔ اجمل حسین گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

پٹاخہ اور راکھی کی تجارت جائز نہیں کیونکہ آتش بازی حرام ہے کہ یہ گناہ پر اعانت ہے جو حرام ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے ”وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ“ اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔(پ6 سورہ مائدہ آیت 2)

اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ افیون وغیرہ جس کا کھانا ناجائز ہے ایسوں کے ہاتھ فروخت کرنا جو کھاتے ہیں ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر اعانت ہے۔(بہار شریعت ج16 ص106)

اور راکھی کا استعمال صرف رکھشا بندھن کے لئے ہوتا ہے جو یہاں کے غیر مسلموں کا مذہبی شعار ہے تو راکھی کی تجارت بھی گناہ پر اعانت ہوئی اس لئے یہ تجارت بھی ناجائز ہے۔

(فتاوی مرکز تربیت افتاء ج2 ص238)

مذکورہ باتوں سے واضح ہوا کہ اسی طرح ہر وہ سامان بیچنا جائز نہیں جو گناہ پر مدد ہو ہاں اگر گناہ پر مدد نہ ہو تو اس کا بیچنا اور خریدنا دونوں جائز ہے جیسے آج کل گاؤں وغیرہ میں کھیتوں سے جانور

کو ڈرانے اور بھگانے کے لئے پٹاخے وغیرہ چھوڑتے ہیں اس طرح کاموں کے لئے خریدنا اور بیچنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(کافر کے لئے مغفرت کی دعا کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز میں دعائے ماثورہ پڑھتا ہے اور اس کے والدین کافر ہیں تو کیا اس کے لئے یہ دعا پڑھنا جائز ہے؟ اور کافر کیلے دعائے خیر کرنا کیسا ہے؟ **المستفتی:۔** غلام محمود

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

جس شخص کے والدین کافر ہوں وہ نماز میں مشہور دعائے ماثورہ(رب اجعلنی مقیم الصلوۃ و من الخ) نہ پڑھے کیوں کہ اس دعا میں والدین کی مغفرت کا ذکر ہے اور کافر کے لیے دعائے مغفرت حرام ہے جب کہ وہ زندہ ہوں اور اگر مر گئے ہوں تو ان کے لئے دعائے مغفرت کو علماء نے کفر تک لکھا ہے البتہ ان کی زندگی میں ان کے لئے ہدایت کی دعا کرسکتا ہے.اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے"ما کان للنبی والذین آمنوا أن یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لھم انھم أصحاب الجحیم"نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگر چہ وہ رشتہ دار ہوں جب کہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں ۔(کنزالایمان سورہ توبہ،آیت ۱۱۳)

درمختار میں ہے"والحق حرمۃ الدعا بالمغفرۃ للکافر"(ج ۲ص ۲۳۶)

اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے"ان الدعا بالمغفرۃ للکافر کفر لطلبۃ تکذیب اللہ تعالیٰ فی ما أخبر بہ"(ج ۲ص ۲۳۶ مطلب فی الدعاء المحرم)

فتاوی رضویہ میں ہے کافر کے لئے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کفر خالص وتکذیب قرآن عظیم ہے کما فی العالمگیریہ" اھ(ج۲۱ص۲۲۸جدید)

بہار شریعت میں ہے ماں، باپ اور اساتذہ کے لئے مغفرت کی دعا حرام ہے جب کہ کافر ہوں اور مر گئے ہوں تو دعاے مغفرت کو فقہا نے کفر تک لکھا ہے ہاں اگر زندہ ہوں تو ان کے لیے ہدایت وتوفیق کی دعا کرے۔(ج اح۳ص۷۳، نماز پڑھنے کا طریقہ)

آیت قرآنیہ وعبارات فقہیہ کا ماحصل یہ ہے کہ کافر کے لئے ان کی زندگی میں دعائے مغفرت حرام ہے ہاں دعاے ہدایت کر سکتا ہے اور مرنے کے بعد دعائے مغفرت کفر ہے۔عام ہے اپنے رشتہ دار ہوں یا ان کے علاوہ اور کوئی لہٰذا ایسا شخص جس کے والدین کافر ہوں وہ مشہور دعائے ماثورہ نہ پڑھے بلکہ احادیث مبارکہ میں وارد ان دعاؤں میں سے کوئی ایک پڑھے جن میں والدین کی مغفرت کا ذکر نہیں ہے کہ خاص اسی مشہور دعائے ماثورہ کا پڑھنا سنت نہیں ہے بلکہ کوئی بھی دعا جو ماثورہ دعاؤں اور کلمات قرآن کے مشابہ ہو پڑھ سکتا ہے۔

نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے نماز میں تشہد کے بعد درود شریف اور دعا سنت ہے احناف کے یہاں دعائے ماثورہ کے علاوہ ایسی دعا بھی کر سکتا ہے جو ماثورہ دعاؤں اور قرآن مجید کے کلمات کے مشابہ ہو۔(ج۲ص۴۸۶)

ایک دعا جو نبی کریم علیہ السلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم فرمائی تھی جب انہوں نے نماز میں دعا کے متعلق آپ سے دریافت کیا تھا۔وہ دعا یہ ہے "اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب إلا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم "اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور بے شک تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں ہے تو اپنی طرف سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں: عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنه أنه قال لرسول اللہ صلی اللہُ تعالیٰ علیه و سلم علمنی دعاء ادعوا به صلاۃ قال قل اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا الخ (بخاری شریف، ج ا ص ۱۱۵ / باب الدعا قبل السلام)

اس کے علاوہ اور بھی دیگر دعائیں ہیں جن میں والدین کی مغفرت کا ذکر نہیں ہے تفصیل بہار شریعت میں ملاحظہ فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ أعلم

کتبہ

محمد معراج احمد قادری مصباحی بستوی

(قضاء کی کتنی قسمیں ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قضاء کی کتنی قسمیں ہیں اور غوث اعظم کی رسائی قضاء مبرم تک ہے اس سے کون سی قضاء مراد ہے حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی المستفتی:۔محمد جاوید احمد خان قادری بلرامپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تقدیر کی تین اقسام ہیں۔(۱) تقدیر مبرم حقیقی (۲) تقدیر غیر مبرم حقیقی (۳) تقدیر معلق۔

پہلی قسم کا آخری فیصلہ ہوتا ہے جسکو حکم ربی سے لوح محفوظ پر لکھدیا جاتا ہے اور اس میں تبدیلی ممکن نہیں اسکی مثال قوم لوط پر عذاب الہی ہے"قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الکریم یاابراھیم اعرض عن ھذا انہ قد جاء امر ربك وانھم آتیھم عذاب غیر مردود" (سورہ ھود ۱۱:۷۶)

قسم دوم تقدیر مبرم غیر حقیقی جس تک خاص اکابر اولیا کی رسائی ہوسکتی ہے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اسی کے تعلق سے فرماتے ہیں میں قضائے مبرم کو رد کردیتا ہوں۔(بہار شریعت ۱:۶)

اور اسی کی نسبت احادیث میں ارشاد ہوتا ہے"لایرد القضاء الاالدعاء" صرف دعا ہی قضا کو ٹالتی ہے۔(ترمذی الجامع الصحیح کتاب القدر باب ماجاء لایرد القدر الاالدعاء رقم ۲۱۳۹)

"ان الدعاء یرد القضاء مبرم" بیشک دعا قضائے مبرم کو ٹالدیتی ہے۔(دیلمی ۵:۳۶۴)

تیسری اور آخری قسم قضائے معلق کی ہے جس تک اولیا صلحا نیک بندوں کی رسائی ہوسکتی

ہے خواہ وہ اللہ کی عطا سے ہو یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے یا اولیائے کرام کی دعاؤں سے یا والدین کی خدمت سے یا صدقہ وخیرات سے اللہ کی طرف سے بھی یہ وعدہ ہے اگر کوئی بندہ چاہے تو ہم اسکے بدلنے والے ارادے نیت دعا کے ساتھ ہی اسکی تقدیر بدل دینگے "یمحو اللہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب" (سورہ رعد ۳۹:۳۱)

اللہ جس لکھے ہوئے کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثبت فرما دیتا ہے اسی کے پاس اصل کتاب لوح محفوظ ہے لہٰذا آیات مبارکہ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ثابت ہو گیا اللہ نے اپنے بعض محبوب بندوں کو قضائے مبرم غیر حقیقی کو بدلنے پر اختیار بخشا ہے اسی طرح قضائے معلق پر بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جواد القادری

(تحفظ آئین ہند کی خاطر فرقہائے باطلہ کے ساتھ شریک ہونا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ علمائے اہل سنت حقوق اہل سنت کے مدنظر سی اے اے، این آر سی کے رد کے لئے میٹنگ میں شریک ہوئے جس میں بلا قید ہر فرقے کے کلمہ گو بھی شامل تھے علمائے اہل سنت نے ان سے کوئی سلام کلام نہیں کیا صرف تحفظ آئین ہند کی خاطر شریک ہوئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ علمائے اہل سنت پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتیان: علمائے اہل سنت سورت گجرات۔(۱) مولانا آفتاب عالم برکاتی (۲) مولانا آصف رضا (۳) حافظ نور محمد (۴) حافظ عمران قادری (۵) قاری وسیم دانش (۶) مولانا شاہد الحق ادھنا لمبایت یارڈ سورت گجرات ۳۹۴۲۱۰

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سبھی علمائے کرام کا تحفظ آئین ہند یا زندگی کے لئے متحد ہونا یا احتجاج کرنا یا مسلم پرسنل لاء کے لئے میٹنگ کرنا یا حق اسلام کے خاطر کسی جگہ جمع ہونا کفار ومشرکین کے خلاف محاذ قائم کرنا حق و باطل کے لئے آواز بلند کرنا یہ سب اسلام و مسلمین کے لئے ایک فریضہ ہے اس میں کلمہ گو کہلانے والے مسلمانوں کی شرکت جائز ہے خواہ وہ عوام ہوں یا خواص یا علمائے حق ہوں یا علمائے سوء سبھی کا ایک ساتھ شامل ہونا درست وجائز ہے، علمائے اہل سنت کے ساتھ ہر فرقے کے مولویوں کا شریک ہونا از روئے شرع جائز ہے۔فتاویٰ مصطفویہ میں ہے اس کانفرنس میں شرکت برائے تحفظ حقوق اسلام بمقابلہ اعدائے اسلام ضروری ہے فرقہائے باطلہ کے ساتھ وہ مجالست ناجائز وحرام ہے

جو بر بنائے محبت وموالات ہو نیز وہ جو بے ضرورت وحاجت و مصلحت شرعیہ ہو نہ وہ جو برائے تبلیغ ورد ہو۔(فتاویٰ مصطفویہ، صفحہ ۴۵۷،۴۵۸)

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے ایسے مشترکہ قومی وملی مسائل جن کے حل کے لئے بد مذہبوں سے اختلاط ناگزیر ہو جیسے مسلم پرسنل لاء کا تحفظ مسلمانوں کی جان ومال کا تحفظ، مساجد کا تحفظ ایسے اہم مسائل کے لئے بوجہ ضرورت وحاجت اور تمام شرائط کی پابندی یعنی عقائد اور مذہبی تشخص کے تحفظ کے ساتھ راسخ العقیدہ متصلب تجربہ کار شخص کو بقدر ضرورت وحاجت مخلوط واجلاس میں شرکت کی گنجائش ہے۔(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد دوم صفحہ ۴۷)

لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ علمائے کرام کا تحفظ آئین ہند اور دین اسلام اور حقوق اسلام کی حفاظت وصیانت کی خاطر تشخص اہل سنت کے ساتھ اعدائے دیں کے بالمقابل فرق باطلہ کے ساتھ شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ فتاویٰ مصطفویہ اور فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(آنکھ پھڑکنے پر بدفالی لینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اکثر لوگ مانتے ہیں کہ بائیں آنکھ کا پھڑکنا اور بائیں بازو کا پھڑکنا کوئی حادثہ ہونے یا نقصان ہونے کی علامت ہے۔اسکی کیا حقیقت ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔نورالھدیٰ نوری بلیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اسلام نے بدشگونی وبدفالی سے منع فرمایا آنکھ اور بازو کے پھڑکنے کو برُا سمجھنا بھی خلاف اسلام جاہلانہ خیال ہے اسلام میں اس کی کوئی حقیقت اور اصل نہیں جیسا کہ حضرت علامہ بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ بدفالی جائز نہیں جیسے آنکھ پھڑکنے کو برُا شگون مانتے ہیں اس کا اعتبار نہ کرنا چاہئے اور ہتھیلی کھجلانے پر کہتے ہیں کہ روپیہ ملے گا اعتبار تو اس کا بھی نہیں۔اھ(فتاوی بحرالعلوم ج4ص145)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(جنم دن منانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا برتھ ڈے (جنم دن) منانا درست ہے اوراس موقع پر جو کیک کاٹا جاتا ہے اسکا کھانا کیسا ہے۔

المستفتی:۔ابوصالح

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنم دن منانا جائز ہے یونہی کیک یا مٹھائی پر نیاز دلا کر یا یونہی تقسیم کی جائے جائز ہے مگر کیک کاٹنے کو جو طریقہ مسلمانوں میں نصاریٰ کی تقلید میں رائج ہو چکا ہے کہ محرم غیر محرم بلا امتیاز اس موقع میں شریک ہوتے ہیں کیک میں نام لکھا جاتا ہے پھر خاص اس نام پر چھری چلائی جاتی ہے چاروں طرف سے تالیوں کے شور وشرابا ہوتے ہیں مخصوص طرز کے ساتھ نغمہ محرم وغیر محرم سب مل کر دھڑلے سے گاتے ہیں یہ طریقہ البتہ ناجائز وگناہ اور تقلید یہود ونصاری ہے جس سے احتراز لازم ہے۔حدیث شریف میں ہے "من تشبہ بقوم فھو منھم "جوکسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

خلاصہ یہ کہ کیک کاٹ کر مسلمانوں کو کھلانا اپنی حد ذات میں جائز اور بنیت حسن محمود وبنیت ایصال ثواب علی حسب المدارج مستحب ومتبرک ہے۔اور طریقۂ معہودہ کے ساتھ ہوتو ممنوع وناجائز ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(کیا رب ہب لی امتی والی حدیث درست ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ "یا رب ھب لی امتی" حدیث کی کس کتاب میں ہے جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

المستفتی: ۔حکیم اللہ فیضی خادم جامعہ دارالقرات کورھی باندہ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس حدیث کو فتاوی رضویہ میں صحیح مسلم کے حوالے سے پیش کیا گیا ہے جیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ جب وہ جانِ راحت کان رافت پیدا ہوا بارگاہ الٰہی میں سجدہ کیا اور"رب ھب لی امتی "فرمایا، جب قبر شریف میں اتارا لبِ جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا آہستہ آہستہ" امتی امتی "فرماتے تھے۔قیامت کے روز کہ عجب سختی کا دن ہے، تانبے کی زمین، ننگے پاؤں، زبانیں پیاس سے، باہر، آفتاب سروں پر، سائے کا پتہ نہیں، حساب کا دغدغہ، مَلِک قہار کا سامنا، عالَم اپنی فکر میں گرفتار ہوگا، مجرمانِ بے یار دامِ آفت کے گرفتار، جدھر جائیں گے سوا نفسی نفسی اذھبوا الی غیری کے کچھ جواب نہ پائیں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۱ بحوالہ فتاوی رضویہ ج30 ص 197)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(کیا حب الوطن نصف الایمان حدیث ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ "حب الوطن نصف الایمان" اور "احفظوا ارضکم فانہا امکم" یہ جو علماء بیان کرتے ہیں کہ یہ سرکار کی حدیث ہے کیا یہ صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو یہ کون سی حدیث سے اخذ کی گئی ہے اس کا جواب جلد از جلد دیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ **المستفتی:۔** محمد قمر رضا رفیقی مظفر پور بہار الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس طرح کی روایتیں موضوع ہیں محققین کی تحقیق یہی ہے "حبُّ الوطنِ منَ الإیمانِ"

(الصغانی (۶۵۰ھ) موضوعات الصغانی ۵۳ موضوع)

"حبُّ الوطنِ من الإیمانِ" (السیوطی (۹۱۱ھ) الدرر المنتثرة ۶۵ لم أقف علیه)

حبُّ الوطَنِ من الإیمانِ (الوادعی (۱۴۲۲ھ) الفتاوی الحدیثیة ۱ / ۵۶ لم یثبت عن النبی صلی اللہ علیه وسلم وطن سے محبت ایمان ہے۔ لیکن اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ایک حدیث زبان زد خاص وعام ہے "حب الوطن من الْإِیمَان" وطن سے محبت جزو ایمان ہے۔ تبصرہ یہ روایت موضوع یعنی من گھڑت ہے دنیا و جہان میں اس کی کوئی سند دستیاب نہیں۔ علامہ صغانی حنفی (م ۶۵۰ ھ) نے اسے "موضوع" (من گھڑت) کہا ہے (الموضوعات ۸۱)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں (حدیث) "حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِیمَانِ" لم أقف علیه "یہ

حدیث مجھے نہیں مل سکی۔(الدر المنتثرۃ ۱۹۰)

علامہ سخاوی صوفی لکھتے ہیں حَدِیث" حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الإِيمَانِ لم أقف عليه" مجھے بھی نہیں ملی۔ (المقاصد الحسنة ۳۸۶)

علامہ البانی نے اس روایت کو"موضوع" کہا ہے۔(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة ۳۶)

ثابت ہوا کہ روایت وطن سے محبت ایمان ہے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہنا صریح نادانی ہے۔

(۲)وطن اور اسکی سرزمین سے محبت کا اظہار کرنا ایک فطری اور جائز عمل ہے۔ ہر انسان کسی نہ کسی سطح پر اپنے وطن کی محبت سے جڑا ہوتا ہے۔لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم وطن کی محبت میں غلو سے کام لیں اور اسے اپنی ماں کا درجہ دینے لگیں۔قرآن اور احادیث مبارکہ میں ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ ملکی سرزمین کو دھرتی ماں کہا جائے۔اس سلسلے میں کچھ روایات پیش کی جاتی ہیں ان کی حقیقت ذیل میں پڑھئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"واحفظوا من الأرض، فإنها أمكم وانه ليس من أحد عامل عليها خيرا أو شرا إلا وهي مخبرة"زمین (پر گناہ کرنے) سے احتیاط برتو، کیوں کہ یہ تمہاری ماں ہے(یعنی تمہیں اسی سے پیدا کیا گیا ہے)،اس پر جو بھی اچھا یا برا عمل کیا جائے،یہ ضرور(بروز قیامت)اس کی مخبری کرے گی۔(معجم کبیر طبرانی ۴۵۹۶)

یہ روایت پایۂ صحت کو نہیں پہونچتی، اسے ابن لہیعہ نے بیان کیا ہے، جو مختلط اور ضعیف راوی ہے۔اس سے ملتی جلتی ایک روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی منسوب ہے"عن عائشة أم المؤمنين:]استَقيموا ولَنِعمَّا ما إن استقمْتُمْ ...وتحَفَّظوا من الأرضِ فإنَّها أُمُّكمْ" (الدارقطني (۳۸۵ھ)،لسان الميزان ۹/۴۵ • باطل • أخرجه الدارقطني في »غرائب مالك« كما في

»لسان المیزان« لابن حجر (۷/۳۱)

یہ خود ساختہ اور جعلی حدیث ہے خود امام دارقطنی رحمہ اللہ اسے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "هذا باطل، وأبو حبيب القراطيسي هذا ضعيف جدا" یہ جھوٹی روایت ہے، اس کا راوی ابو حبیب قراطیسی سخت ضعیف ہے۔ایک اور روایت جو سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی گئی ہے، وہ یوں ہے "لا تسبوا الأرض، فإنها أمكم، ولا الجبال" زمین کو برا بھلا نہ کہو، کیوں کہ وہ تمہاری ماں ہے، اسی طرح پہاڑوں کو بھی برا بھلا نہ کہا کرو۔

(الفردوس بماثور الخطاب ۷۲۸۹)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ بے سر و پا روایت ہے، دنیا جہاں میں اس کی کوئی سند نہیں ملتی۔

"احفظوا ارضكم، فانها امكم" "اپنی دھرتی کی حفاظت کرو، یہ تمہاری ماں ہے۔بے اصل ہے ایسے الفاظ دنیا کی کسی معتبر حدیث کی کتاب میں دستیاب نہیں۔مذکورہ بالا حوالہ جات سے ظاہر و باہر ہے کہ وطن کی محبت نہ تو ایمان کا حصہ ہے اور نہ ہی اسے ماں کہنا روا۔هذا ما ظهر لی والعلم عند الله وعلمه احكم واتم

کتبہ

محمد منظور احمد یار علوی

(بدمذہب کے مرنے پر مائک سے اعلان کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جو ایک سنی ادارہ کا صدر ہے ایک وہابی کے مرنے پر زید نے مسجد سے اعلان کیا کہ آپ حضرات کو اطلاع دی جاتی ہے فلاں کا انتقال ہوگیا ہے آپ حضرات دعاء مغفرت کریں اور نماز جنازہ میں شرکت کرکے ثواب دارین حاصل کریں۔ایسا کہنے والے پر جو شرعی حکم ہو بحوالہ جواب عطا فرمائیں۔

المستفتی:۔محمد رجب علی فیضی اترولوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دیوبندی وہابی اپنے عقائد باطلہ کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں بلکہ انکے کفر میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اور کافر کے لئے دعائے مغفرت کرنا کفر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے(ما کان للنبی والذین آمنوا أن یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لھم انھم أصحا الجحیم) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں جب کہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔

(کنزالایمان،سورہ توبہ،آیت ۱۱۳)

اور فتاوی رضویہ میں ہے: کافر کے لیے دعائے مغفرت و فاتحہ خوانی کفر خالص وتکذیب قرآن عظیم ہے کما فی العالمگیریۃ (ج۲۱ص۲۲۸،دعوت اسلامی)

صدر صاحب اگر اس وہابی کے عقائد باطلہ سے واقف ہونے کے باوجود مسلمان سمجھ کر

اعلان کئے تو یہ کفر ہے ان پر تجدید ایمان تجدید نکاح لازم ہے اور بیعت ہوں تو تجدید بیعت بھی کریں۔اگر اس وہابی کے عقائد باطلہ سے واقف تھے مگر وہابی ہی سمجھ کر کسی چاپلوسی کی وجہ سے اعلان کئے تو یہ ناجائز وحرام ہے صدر صاحب پر لازم ہے کہ اعلانیہ توبہ کریں اور کار خیر کریں مثلاً مسجد میں جن چیزوں کی ضرورت ہو وہ لا کر دیں اور میلاد وغیرہ کریں اور غریبوں میں صدقات و خیرات کریں کہ اعمال صالحہ قبول توبہ میں معاون ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے (اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا) مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (سورہ فرقان ۷۰)

اور اگر توبہ نہ کریں تو ان کا سماجی بائیکاٹ کیا جائے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے (وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّكَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ) اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(کنزالایمان سورہ انعام آیت نمبر ۶۸)

اور اگر اس کے عقائد باطلہ سے واقف ہی نہ تھے نہ یہ جانتے تھے کہ یہ وہابی ہے تو گناہ گار نہ ہونگے مگر پھر بھی احتیاطاً توبہ کر لینا بہتر ہوگا۔واللہ تعالی اعلم باالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا زانی سید کی تعظیم ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مقرر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ سید اگر فاسق وفاجر اور زانی وشرابی سنیما دیکھنے والا ہو پھر بھی اس کی تعظیم کی جائے گی اور یہ بھی کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص میں سید کے تعلق سے بدلے کی بھاونا پیدا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا،،کیا یہ روایت درست ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں عند الناس مشکور رہوں۔

المستفتی: ۔نوری رضا قادری کچی کھجوری دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سید اگر واقعی آل رسول ہو تو چاہے فاسق وفاجر اور زانی وشرابی اور سنیما دیکھنے والا ہی کیوں نہ ہو اس کی تعظیم واجب ہے جیسا کہ،اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ سادات کرام جو واقعی علم الٰہی میں سادات کرام ہوں اُن کے بارے میں رب العزت عزوجل سے امید واثق یہی ہے کہ آخرت میں اُن کو کسی گناہ پر عذاب نہ دیا جائے گا حدیث شریف میں ہے کہ إنما سميت فاطمة لأن الله تعالى حرمها و ذريتها على النار۔ اُن کا فاطمہ اس لیے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اور ان کی ذریت کو نار پر حرام فرمایا۔

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی االلہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہراء رضی الله تعالى عنها سے فرمایا ان الله تعالى غير معذبك ولا احد من ولدك

أو كما قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم]اے فاطمہ اللہ نہ تجھے عذاب کریگا اور نہ تیری اولادوں میں سے کسی کو۔مگر حکم قطعی ہے بے نص قطعی ناممکن ہے امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کی اولاد امجاد اور بھی ہیں قریشی ہاشمی علوی ہونے سے اُن کا دامن فضائل سے مالامال ہے مگر یہ شرف اعظم سادات کرام کو ہے۔اُن کے لئے نہیں یہ شرف حضرت بتول زہراء کی طرف سے کہ (فاطمة بضعة منى)فاطمہ میرا ٹکڑا ہے (كل بنى اب ينتمون إلى عصبتهم واليهم الا بنى فاطمة فاناابوهم) سب کی اولادیں اپنے باپ کی طرف نسبت کی جاتی ہیں سوائے اولاد فاطمہ کے کہ میں اُن کا باپ ہوں۔(فتاویٰ رضویہ کتاب الشتی جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۷)

اور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ بحوالہ حجۃ داہرۃ صفحہ ۱۱ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سید سے جب تک کفر صادر نہ ہو واجب التعظیم ہے۔

برکات آل رسول صفحہ ۲۵۷ رمیں یہ ہے کہ اہل بیت میں سے جو بے عمل ہو اُن کی تعظیم کا حکم ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے نسب اور رشتہ داروں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی۔(خطبات محرم صفحہ ۲۹۴)

طبرانی وحاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کے ایک گوشہ مقام ابراہیم کے درمیان چلا جائے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے پھر اہل بیت کی دشمنی پر مرجائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔(الشرف المؤبد صفحہ ۹۲ بحوالہ خطبات محرم صفحہ ۲۳۵)

اس کی تفصیل کو جاننے کے لئے خطبات محرم کا مطالعہ کریں۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عمران قادری تنویری عفی عنہ

(۷۸۶ لکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ۷۸۶ / بسم اللہ الرحمن الرحیم کا عدد نہیں ہے بلکہ غیر قوم کے بھگوان ہری کرشنا کا عدد ہے، لہٰذا حضرت مفتی صاحب سے گزارش ہے تحقیقی جواب عنایت فرما کر مسلمانوں کی رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔غلام رسول خان نوری اندھریا موڑ چھتر پور مہرولی شریف نئی دہلی

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

یہ کہنا کہ ۷۸۶/بسم اللہ الرحمن الرحیم کا عدد نہیں ہندوؤں کے بھگوان ہری کرشنا کا عدد ہے، جہالت ہے جیسا کہ فتاوی فقیہ ملت میں ہے، جو یہ کہے کہ ۷۸۶ / نہیں لکھنا چاہئے اور یہ ہری کرشنا کا عدد ہے یہ محض اسکی جہالت اور حماقت ہے وہ جمل کے قاعدے سے بالکل ناواقف ہے اس لئے کہ جمل کا حساب عربی حروف کے ساتھ خاص ہے ھندی، سنسکرت میں نہ یہ طریقہ رائج ہے اور نہ ان کے حروف حروفِ تہجی کے مطابق ہیں، جمل کے حساب میں جو گنتیاں ہیں وہ ۲۸ / ہیں اور عربی کے حروف تہجی بھی ۲۸ / ہیں جب کہ سنسکرت کے حروف تہجی ۳۶ / ہیں جس میں الف سرے سے ہے ہی نہیں، الف کو سنسکرت میں شبد و حرف نہیں مانتے بلکہ ماترا مانتے ہیں، جب کہ جمل کے حساب میں پہلا حرف الف (ہمزہ) ہے جس کا عدد ایک ہے نیز جمل کے بہت سے حروف سنسکرت میں بالکل نہیں ہیں مثلاً "ثا، حا، خا، ذ، ظا، ص، ض، طا، ع، غ، فا، ق،، اور بہت سے سنسکرت کے حروف تہجی جمل کے حساب میں نہیں مثلاً بھ، پ، ٹ، ٹھ، جھ، دھا،

ڈ، ڈھا،گ ،گھا کھا، وغیرہ، اگر جمل کا حساب سنسکرت وغیرہ میں ہوتا تو انکے ہر حروف تہجی کا کوئی نہ کوئی عدد ضرور ہوتا، سنسکرت اور ہندی کے تمام حروف تہجی کا عدد نہ ہونا اور عربی کے ہر حرف تہجی کا عدد ہونا، تو یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ جمل کا حساب صرف عربی کلمات اور حروف میں معتبر ہے دیگر زبانوں کے کلمات اور حروف میں اس کا اعتبار نہیں، اور اس لئے بھی ۷۸۶ رہری کرشنا کا عدد نہیں کہ اس میں اعتبار اسی رسم الخط کا ہوگا جس زبان کا وہ کلمہ ہے ہری کرشنا سنسکرت کا لفظ ہے اور سنسکرت میں اس طرح لکھتے ہیں हरि कृष्णा (ہری کرشنا) ह کو [ہ] مانئے र کو [ر] اور ई کی ماترا کو [ی] مانئے कृ کو [ک] اور [ر] اور णा میں अ کی ماترا کو الف مانئے بالترتیب انکے عدد اس طرح ہونگے ۵ ر ۲۰۰ ر ۱۰ ر ۲۰ ر ۲۰۰ ر ۱ ر ۱ اور ایک کیوں کہ णा اور ष کی مماثل ابجد میں کوئی حرف نہیں زبردستی ष کو ش ण کو ن مان کر 786 عدد نکالنا جمل کے حساب سے بالکل صحیح نہیں نہ یہ لفظ اردو کا اور نہ اردو رسم الخط کا اعتبار ہوگا، جس زبان کا لفظ ہے اسی زبان کے رسم الخط کا اعتبار لازم وضروری ہے تو اوپر کئے گئے حساب کے مطابق हरि कृषणा کے عدد 786 نہیں بلکہ 436 ہیں۔ اور اگر اسی کسی طرح اردو رسم الخط میں لا کر 786 عدد مان بھی لیں تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ محض اس وجہ سے 786 لکھنا صحیح نہ رہے اس میں قطعاً کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان کی نیت ہرگز یہ نہیں ہوتی کہ یہ ہری کرشنا کا عدد ہے بلکہ لوگ اسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا عدد سمجھ کر اس کی نیت سے لکھتے ہیں اور جسکی جیسی نیت اس کے لئے ویسا ہی حکم ہوگا حدیث شریف میں ہے "انما الاعمال بالنیات وانمالکل امرءٍ مانوی" یعنی اعمال کا مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کیلئے وہ ہے جو اس نے نیت کی ۔ (بخاری شریف ر مسلم شریف ر مشکوٰۃ صفحہ ۱۱ ر بحوالہ فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ ۲۸۳ / ۲۸۴) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا کسی کا دوسرا جنم ہوسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کسی کا دوسرا جنم ہوسکتا ہے؟ گویا کہ دوبارہ پیدا ہوسکتا ہے؟ اس دنیائے فانی میں یا نہیں؟ ایسا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ مسیح الدین قادری

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملک الوہاب

مرنے کے بعد دوسرا جنم نہیں ہوسکتا۔یعنی دوبارہ پیدا نہیں ہوسکتا کیونکہ جو ایک بار پیدا ہوگیا اور موت طاری ہوگئی تو اس کو عالم برزخ میں رہنا ہوگا اور عالم برزخ میں اس کے اعمال کے اعتبار سے آرام وتکلیف ہوگی۔اور یہ عقیدہ رکھنا کہ دوبارہ جنم لیں گے یا پیدا ہونگے اس دنیا میں تو یہ عقیدہ کفر ہے۔جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ مرنے کے بعد اور قیامت کے دن سے پہلے دنیا و آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو عالم برزخ کہتے ہیں۔تمام انسانوں اور جنوں کو مرنے کے بعد اسی عالم میں رہنا ہوتا ہے۔اس عالم برزخ میں اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے کسی کو آرام ملتا ہے اور کسی کو تکلیف۔یہ خیال کہ مرنے کے بعد روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ کسی آدمی کا بدن ہو یا کسی جانور کا جس کو فلاسفہ تناسخ اور ہندو، آواگون کہتے ہیں۔یہ خیال بالکل ہی باطل اور اس کا ماننا کفر ہے۔(ماخوذ از بہار شریعت ح اول) وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی

(کیا مومن کبھی ناپاک نہیں ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید حالت ناپاکی میں نماز وقرآن پڑھتا ہے اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ تم پر غسل فرض ہے تو وہ سرکار علیہ السلام کی ایک حدیث پیش کرتا ہے''المؤمن لا ینجس''یعنی مومن کبھی ناپاک نہیں ہوتا غور طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں اور اگر صحیح ہے تو زید کا قول کیسا ؟ **المستفتی:۔عظیم الدین فیصلہ آبادی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید اعلی درجہ کا جری وبیباک احکام شرع سے جاہل فقہی بصارت سے غافل انسان ہے اسے ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے کیا اسے قرآن عظیم کی یہ آیت نہیں معلوم لا یمسه الا المطهرون قرآن کو پاک وصاف ستھرے لوگ ہی چھوئیں

مومن نجس نہیں ہوتا یہ حدیث درست ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے''عن أبي هريرة: لَقِيَنِي رَسولُ اللّٰهِ ﷺ وأَنا جُنُبٌ، فأَخَذَ بيَدِي، فَمَشيتُ معهُ حتّى قَعَدَ، فانْسَلَلْتُ، فأَتَيْتُ الرَّحْلَ، فاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وهو قاعِدٌ، فقالَ: أيْنَ كُنْتَ يا أبا هِرٍّ، فَقُلْتُ له، فقالَ: سُبْحانَ اللّٰهِ يا أبا هِرٍّ إنَّ المُؤْمِنَ لا يَنْجُسُ (بخاری)

مومن نجس نہیں ہوتا بلکہ محدث ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے'' ان كنتم جنبا فاطهروا (القرآن)

لہذا زید کا یہ کہنا کی مومن نجس نہیں ہوتا کا مطلب محدث بھی نہیں ہوتا اس لئے وہ نماز

وقرآن بلاطہارت پڑھتا ہے یہ اس کی جہالت ہے اور علم شرع سے ناواقفیت ہے اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ واستغفار کرے اور پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ بھی کرے ورنہ اسکا سخت بائیکاٹ کیا جائے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(لو لاك لما خلقت الافلاك کیا یہ حدیث قدسی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ"لولاك لما خلقت الافلاك والارضين "یہ جوحدیث قدسی ہے اسکی سنداورحوالہ چاہئے؟ **المستفتی:۔عیاض احمد**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

لوْلاكَ لما خلقتُ الأفلاكَ "(ملا علی قاری (۱۰۱۴ ھ)، الأسرار المرفوعة ۲۸۸ • قيل لا أصل له أو بأصله موضوع لفظه نفس لفظ الحديث ہ مع اختلاف فى الحركات أو علامات الترقيم)

حدیث"لولاك لما خلقت الأفلاك"ان الفاظ کے ساتھ محدثین کے نزدیک ثابت نہیں،البتہ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ ودیگر محدثین معنی کے اعتبار سے اسے درست قرار دیتے ہیں اوراس حوالے سے حضرت ابن عباس،حضرت عمر،حضرت سلمان رضی اللہ عنہم سے مرفوع روایات اورحضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کاایک اثر بھی پیش کرتے ہیں۔ لولاك لما خلقت الأفلاك، قال الصغاني: موضوع وأقول: لكن معناه صحيح، وإن لم يكن حديثاً'۔ (كشف الخفاء ۲/۱۴۸، الموضوعات الكبرى/۶۰)

' أتاني جبريل فقال: يا محمد لولاك ماخلقت الجنة، ولولاك ماخلقت النار'(کنز العمال ۱۱/۱۹۴، رقم:۳۲۰۲۲)

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: أوحى الله إلى عيسى عليه السلام: يا

عیسی آمن بمحمد وأمر من أدرکه من أمتك أن یؤمنوا به فلولا محمد ما خلقت آدم، ولولا محمد ماخلقت الجنة ولاالنار، ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب، فکتب علیه لاإله إلا الله محمد رسول الله فسکن'۔ (المستدرك للحاکم، مکتبة نزار مصطفیٰ الباز بیروت ۴/۱۵۸۳، رقم:۴۲۲۷)

نیز سیدی سرکاراعلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں" یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام جہان حضوراقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے بنایا اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جن کا بیان ہمارے رسالہ"لالؤ الا فلاك بجلال احادیث لولاك میں ہے اور انہیں لفظوں کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھی مگر سند سے ثابت یہ لفظ ہیں۔خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتك ومنزلتك عندی ولولاك یا محمد ماخلقت الدنیا "یعنی اللہ عزوجل اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لیے بنایا کہ تمہاری عزت اور مرتبہ جو میری بارگاہ میں ہے ان پر ظاہر کروں، اے محمد! اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

(تاریخ دمشق الکبیر ذکر عروجہ الی السماء دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۲۹۷)

اس میں تو فقط افلاک کا لفظ تھا اس میں ساری دنیا کو فرمایا جس میں افلاک وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب داخل ہیں، اسی کو حدیث قدسی کہتے ہیں کہ وہ کلام الہی جو حدیث میں فرمایا گیا ایسی جگہ لفظی بحث پیش کر کے عوام کے دلوں میں شک وشبہہ ڈالنا اور ان کے قلوب کو متزلزل کرنا ہر گز مسلمانوں کی خیر خواہی نہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: الدین النصح لکل مسلم ۔ دین یہ ہے کہ آدمی ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الدین النصیحة الخ قدیمی کتب

خانہ کراچی ۱ /۱۳)(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان ان الدین النصیحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۴ و ۵۵)

مذکورہ بالا صراحت کی روشنی میں یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ اگر چہ ان الفاظ میں یہ حدیث ثابت نہیں مگر معنیً اسکے صحت میں کوئی کلام نہیں جسکی تائید میں کئی حدیثیں مروی ہیں۔

واللہ تعالی اعلم

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(نعلین شریف پر کلمہ لکھنا اور بوسہ لینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد میں نبی کریم علیہ السلام کی نعلین مبارک لگی ہوئی ہے اور وہاں کے نمازی پانچوں ٹائم اسے چومتے اور بوسہ لیتے ہیں ایک شخص کہنے لگا یہ چومنا کہاں سے ثابت ہے؟ یہ جوتا ہے اس جوتے پر پھر اللہ اور قرآن پاک کی آیتیں لکھنا ویسے غلط ہے اس بارے میں کیا حکم ہے؟ جوتا بار بار کہہ رہا ہے تو جوتا کہنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔(مولانا) حشمت علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک نعلین پر کلمہ وغیرہ لکھنا اسے چومنا جائز و باعث برکت ہے اسی طرح کا ایک سوال سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں تحریر فرمایا فی الواقع آثار شریفہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبرک سلفا وخلفا زمانہ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک بلانکیر رائج ومعمول اور باجماع مسلمین مندوب ومحبوب بکثرت احادیث صحیحہ بخاری ومسلم وغیرہما صحاح وسنن وکتب حدیث اس پر ناطق جن میں بعض کی تفصیل فقیر نے ”کتاب البارقة الشارقة علی مارقة الشارقة“ میں ذکر کی۔اور ایسی جگہ ثبوت یقینی یا سند محدثانہ کی اصلا حاجت نہیں اس کی تحقیق وتنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم وتبرک سے باز رہنا سخت محرومی کم نصیبی ہے ائمہ دین نے صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے اس شئ کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے، تفصیل کے لئے فتاویٰ

رضویہ جلد ۹ ص ۹۲ نصف اول قدیم کا مطالعہ کریں۔

چونکہ جوتے کو عربی میں نعلین کہتے ہیں اس لئے جوتا کہنے میں حرج نہیں ہے مگر ادبا نعلین شریف کہنا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(سنی حنفی بریلوی کی تعریف کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سنی، حنفی، بریلوی، کی تعریف کیا ہے؟
برائے کرم جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:۔محمد مشرف رضا**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سنی وہ ہے جو صحابۂ کرام اور اہل بیت اطہار کے بتائے ہوئے راستے کو اختیار کرے انہیں کو بریلوی بھی کہتے ہیں۔اور حنفی اسے کہتے ہیں جو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقلد ہو۔اور بریلوی دورحاضر میں سنیت کی پہچان ہے رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام تابعین عظام وائمہ مجتہدین کے طریقے پر چلنے والوں کو سنی کہتے ہیں بلفظ دیگر اہلسنت وہ ہے جو ما انا علیہ و اصحابی کا مصداق خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی افضلیت کا حسب ترتیب خلافت معتقد ہو صحابہ کرام کا ذکر بھلائی کے ساتھ کرتا ہو ان میں کسی کی بارگاہ کا بے ادب نہ ہو ائمہ اربعہ میں کسی ایک کا مقلد ہو بارگاہ الہی کے بے ادبوں اور بارگاہ رسالت کے گستاخوں جیسے وہابی دیوبندی تبلیغی قادیانی چکڑالوی نیچری رافضی مودودی وغیرہم کو گستاخ اور کافر ومرتد جانے اوران کے ساتھ اتحادو اتفاق کو ناجائز جانے۔

فتاوی امجدیہ میں ہے اہلسنت وجماعت وہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام کے عقائد پرہوں حدیث میں ہے قالوا من ھم یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی یا یوں سمجھئے کہ حضرت امام ابومنصور ماتریدی اور حضرت امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو سنیوں

کے عقائد بیان فرمائے ہیں ان پر عقیدہ رکھے اور اب یہ گروہ چار مذاہب میں منحصر ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور جو ان چاروں سے باہر ہے وہ باطل پر ہے" اھ (ص 337 ج 4 کتاب الشتی بحوالہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء ج 2 ص 136 کتاب السیر) واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(انگوٹھا چومنا کہاں سے ثابت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نام پاک رسول سن کر انگوٹھا چومنا کہاں سے ثابت ہے؟

المستفتی:۔عبدالرزاق قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم وجہ تخلیق کائنات ہیں فرش گیتی پر ان کی تشریف آوری تمام مخلوقات کے لئے نعمت اور سب سے بڑا احسان عظیم ہے ان کی محبت ہر انسان پر لازم ہے کہ محبت کے ساتھ اپنے محسن اعظم کا نام پاک سن کر اپنے انگوٹھے کے ناخن کو چوم کر آنکھوں سے لگانا اپنے آقا سے سچی محبت وعقیدت عشق والفت کی روشن دلیل ہے اور یہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت کریمہ ہے جیسا کہ علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر روح البیان میں تحریر فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت کے اندر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شوق ہوا تو رب تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ وہ تمہارے پشت سے آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ ان سے ملاقات کرادے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخن میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال مثل آئینہ ظاہر فرمایا حضرت آدم علیہ السلام نے جب جمال مصطفی کی زیارت کی تو محبت سے انگوٹھوں کے ناخن کو چوم کر آنکھوں پر رکھ لیا۔ (تفسیر روح البیان ج ۴، ص ۶۴۹)

اسی طرح تفسیر مذکور میں حضرت اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ہیں کہ پیغمبر

اسلام صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے قریب تشریف فرما ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ بھی برابر میں بیٹھ گئے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ اٹھے اور اذان پڑھنا شروع کیا جب انہوں نے اشھد ان محمدا رسول اللہ کہا، تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخن کو چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھ لیا اور کہا قرۃ عینی بک یارسول اللہ (اے اللہ کے رسول آپ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں) حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر جو شخص تیری طرح کرے گا اللہ تعالی اس کے نئے پرانے گناہوں کو معاف فرما دے گا خواہ وہ سہوا ہوں یا عمدا ان دونوں تفسیروں سے معلوم ہوا کہ نام پاک سن کر دونوں انگوٹھوں کو آنکھوں پر چوم کے رکھنا ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت صدیق اکبر کی سنت ہے نام پاک سن کر انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگانا دنیاوی فائدہ بھی ہے اور اخروی بھی۔

(۱) سرکار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے نام پاک کو سن کر انگوٹھے کو آنکھوں سے لگا کر چومنے والے کو سرکار اعظم صلی اللہ وسلم اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے جیسا کہ فقہ کی مشہور و معروف کتاب ردالمحتار معروف بہ شامی حاشیہ علی الدر المختار میں علامہ محمد امین بن عابدین شامی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں جو شخص پہلی بار اشھد ان محمدا رسول اللہ سن کر صلی اللہ علیك یا رسول اللہ کہے اور دوسری بار قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہے پھر اپنے انگوٹھے کے ناخن چوم کر آنکھوں پر رکھ کر کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے۔(ردالمحتار ج ۱/ ۲۹۳)

(۲) اللہ تعالی اور اس کے پیارے رسول سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل ہوگی جو سب سے بڑی نعمت ہے۔

(۳) خطائیں معاف ہو جائیں گی اور گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(۴) حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت کی ادائیگی ہوگی
(۵) بروز محشر سرورِ عالم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی چنانچہ علامہ امام شمس الدین سخاوی علیہ الرحمۃ والرضوان دیلمی کے حوالے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں لما سمع قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله قال هذا وقبل باطن الانملتين السبابتين ومسح على عينه فقال صلى الله تعالى عليه وسلم من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت له شفاعتي" حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مؤذن کو اشهد ان محمدا رسول الله کہتے سنا تو یہی کہا اور اپنی انگشتان شہادت کے اندرونی حصے کو چوم کر آنکھوں سے لگایا تو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس طرح کرے گا جیسا کہ میرے خلیل (ابو بکر) نے کیا تو اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی ممکن ہے کہ جائز نہ ماننے والے مثلاً وہابی دیوبندی وغیرہم یہ کہ کر سارے دلائل سے چشم پوشی کرنے کی کوشش کریں اور لوگوں کو بہکانے میں لگ جائیں اور یہ کہیں یہ روایت ضعیف ہے تو اس کے جواب کے لیے یہ کافی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو سن کر انگوٹھے چومنا فضائل اعمال میں سے ہے اور فضائل اعمال کے ثبوت کے لئے حدیث ضعیف بھی بالاجماع مقبول و معمول ہے اس میں کسی کا انکار نہیں۔

حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب انگوٹھے چومنے کی حدیث حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا ثابت ہے تو عمل کے لیے کافی ہے لہٰذا یہ ثابت ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز و درست ہے بلکہ باعث برکت اور جنت میں جانے کا ذریعہ ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت مبارکہ بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد فرقان برکاتی امجدی

(کیا سبھی دھرم والے برابر ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلمان یہ بولتا ہے کہ سبھی دھرم برابر ہیں ایسا بولنا یا کہنا کیا ہے جائز یا ناجائز؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد مجیب اللہ حشمتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مذکورہ جملہ کفر ہے اور ایسا کہنے والا اسلام سے خارج ہوجاتا ہے کیوں کہ مذہب حق صرف اور صرف مذہب اسلام ہے اسکے علاوہ دیگر مذاہب باطل ہیں اللہ فرماتا ہے. اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام ،، بے شک اللہ کے نزدیک مذہب اسلام حق ہے۔(سورہ آل عمرآن آیت ۱۹)

اس کے علاوہ دوسرے ادیان سب کے سب باطل ہیں اب اگر کوئی بدبخت سارے مذاہب کو ایک کہے گویا وہ حق کو باطل کے ساتھ ملا رہا ہے اور دوسرے مذاہب باطلہ پر راضی ہے تو کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے الرضا بالکفر کفر،،

تفسیر جلالین میں ان الدین ... کے حاشیہ نمبر ۶/ پر ہے ان الدین عنداللہ الاسلام نزلت لما ادعت الیہود انہ لادین افضل من دین الیہودیۃ وادعت النصاریٰ انہ لادین افضل من دین النصرانیۃ واصل الدین وفی اللغۃ الجزاء ثم الطاعۃ تسمے دینا لانہا سبب الجزاء والاسلام فی اللغۃ عبارۃ عن الدخول فی الانقیاد او عن الدخول فی السلامۃ او اخلاص الدین والعقیدہ للہ تعالیٰ امافی

عرف الشرع فالا سلام هو الايمان والدليل عليه وجهان الاول هذه الاية فان
قوله ان الدين عندالله الاسلام يقتضي ان يكون الدين المقبول عندالله ليس
الا الاسلام فلوكان الايمان غيرالاسلام وجب ان لايكون الايمان دينا
مقبولا عندالله ولاشك في انه باطل الثاني قوله تعالىٰ ومن يتبع غير الاسلام
دينا مقبولا عندالله تعالى (صفحہ ۴۸)

خلاصہ یہ ہے مذکورہ شخص اس جملے کے بولنے سے اسلام سے خارج ہوگیا اس پر تجدید
ایمان لازم ہے اور اگر بیوی والا ہے تو دوبارہ نکاح کرے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(وہابیوں دیوبندیوں کو کیسے پہچانا جاسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہابیوں دیوبندیوں کو کیسے پہچانا جاسکتا ہے؟ دیکھنے میں آیا ہے کہ انکے کپڑے داڑھی مسلمانوں کی طرح ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ وہابی دیوبندی کیوں بن گئے ہیں انکا کیا مقصد ہے؟ **المستفتی**:۔حافظ الیاس رضا مظہری بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دور حاضر میں دیوبندیوں وہابیوں کو پہچانا کوئی مشکل کام نہیں ان کی صورتیں ان کا کردار ان کے انداز تکلم سے فوراً ظاہر ہو جاتا ہے پھر بھی اگر کوئی نہ پہچان پائے تو اس کو چاہئے کہ وہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کرے اگر منھ بگڑ جائے تو سمجھ لو بدمذہب ہے اور اگر چہرہ کھل جائے تو سمجھ لو کہ سنی صحیح العقیدہ ہے جیسا کہ مکہ معظمہ کے شیخ المحدثین علامہ جزاءری نے فرمایا اذا جاء رجل من الھند نسئلہ عن الشیخ احمد رضا خان فان مدحہ علمنا أنہ من اھل السنۃ وإن ذمہ علمنا أنہ من أھل البدعۃ ھذا ھو معیار الحق عندنا " جب ہندوستان سے کوئی شخص آتا ہے تو ہم اس سے شیخ احمد رضا خاں کے بارے میں پوچھتے ہیں اگر وہ ان کی تعریف کرتا ہے تو ہم جانتے ہیں کہ یہ سنی ہے اور اگر وہ ان کی برائی بیان کرتا ہے تو ہم جانتے ہیں کہ وہ بدمذہب ہے ہمارے پاس یہی کسوٹی ہے پتہ چلا حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے والا اسم گرامی اعلیٰ حضرت ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(ایک جنوری کو پلاؤ پکانا اور خوشی منانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک جنوری کو لوگ نیا سال کی نیت سے پلاؤ پکاتے ہیں بریانی بناتے ہیں لوگ خوشی مناتے ہیں کیا یہ سب جائز ہے؟ جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی **المستفتی:۔محمد ناصر اجمل**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر غیروں کی مشابہت مراد ہے تو شرعاً جائز نہیں ہے کیوں کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں (من تشبه بقوم فهو منهم) جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی تو اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔(مشکوۃ کتاب اللباس)

ہاں اگر غیروں کی مشابہت مراد نہ ہو تو جائز ہے کہ کھانا پلاؤ وغیرہ بنا کر بزرگان دین کے نام نیاز دلائے ایک دوسرے کے لئے دعا کرے مثلا نیا سال مبارک ہو یعنی نیا ل سال خیر کے ساتھ گزرے بھلائی کے ساتھ گزرے وغیرہ وغیرہ ،تو یہ سب جائز ہے جبکہ گانے بجانے کا رواج نہ ہو۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(اپریل فول منانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اپریل فول منانا کیسا ہے؟

المستفتی محمد رضوان گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھوالھادی الی الصواب

مغرب کی اندھی تقلید کے شوق میں ہمارے معاشرے میں جن رسموں کو رواج دیا گیا ان میں سے ایک اپریل فول ہے، اس میں جھوٹ بول کرکسی کو دھوکہ دینا اور دھوکہ دیکرکسی کو بیوقوف بنانا نہ صرف جائز سمجھا جاتا ہے بلکہ اسے ایک درجۂ کمال قرار دیا جاتا ہے اورقابل تعریف اوریکم اپریل سے فائدہ اٹھانے والا سمجھا جاتا ہے، نہ جانے کتنے افراد کو بلاوجہ جانی ومالی نقصان پہنچ چکا ہے۔ بلکہ اس کے نتیجے میں بعض اوقات لوگوں کی جانیں چلی گئی ہیں کہ انھیں کسی ایسے صدمے کی جھوٹی خبر سنادی گئی جسے سننے کی وہ تاب نہ لا سکے اورزندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے، اس رسم کے سلسلہ میں مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہودیوں وعیسائیوں کی بیان کردہ روایات کاذبہ کے مطابق یکم اپریل وہ تاریخ ہے جس میں رومیوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسی علیہ السلام کوتمسخرو استہزا کا نشانہ بنایا گیا تھا، موجودہ نام نہاد انجیلوں میں اس واقعہ کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں، اس کے علاوہ اوربھی باتیں اس طرح کی کتابوں میں لکھی ہے جس کی بنا پر اس تاریخ کو لوگوں کو دھوکہ دینے وجھوٹ وتکلیف دینے کارواج عام ہوگیا ہے، اسلامی نقطۂ نظر سے یہ رسم جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا، دوسرے کو اذیت پہنچانا، دشمنان اسلام کی پیروی جیسے بدترین گناہوں کا مجموعہ ہے اسلئے شرعا یہ

ناجائز وحرام ہے،قرآن واحادیث کی روشنی میں ’’اپریل فول‘‘ منانے کے نقصانات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ملاحظہ کریں۔

(۱)اس دن صریح جھوٹ بولنے کو لوگ جائز سمجھتے ہیں،جھوٹ کو اگر گناہ سمجھ کر بولا جائے تو گناہِ کبیرہ ہے اور اگر اس کو حلال اور جائز سمجھ کر بولا جائے تو اندیشہ کفر ہے۔جھوٹ کی برائی اور مذمت کے لئے یہی کافی ہے کہ قرآن کریم نے ’’لَعۡنَتُ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡنَ‘‘ فرمایا ہے،گویا جو لوگ ’’اپریل فول‘‘ مناتے ہیں وہ قرآن میں ملعون ٹھہرائے گئے ہیں، اور ان پر خدا تعالیٰ کی، رسولوں کی، فرشتوں کی،انسانوں کی اور ساری مخلوق کی لعنت ہے۔

(۲)اس میں دوسرے کو دھوکا دینا ہے یہ بھی گناہ کبیرہ ہے حدیث میں ہے ’’من غش فلیس منا‘‘ جو شخص ہمیں (یعنی مسلمانوں کو) دھوکا دے،وہ ہم میں سے نہیں۔(مشکوٰۃ ص:۵۰۳)

(۳)اس میں مسلمانوں کو ایذا پہنچانا ہے،یہ بھی گناہ کبیرہ ہے،قرآن کریم میں ہے ’’اِنَّ الَّذِيۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَتُوۡبُوۡا فَلَهُمۡ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمۡ عَذَابُ الۡحَرِيۡقِ‘‘ بے شک جنھوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پھر توبہ نہ کی،ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے آگ کا عذاب۔(کنزالایمان،سورہ بروج آیت نمبر ۱۰)

(۴)اپریل فول منانا گمراہ اور بے دین قوموں کی مشابہت ہے،اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ’’من تشبه بقوم فهو منهم‘‘ جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہیں میں سے ہوگا۔

پس جو لوگ فیشن کے طور پر اپریل فول مناتے ہیں ان کے بارے میں اندیشہ ہے کہ وہ قیامت کے دن یہود ونصاریٰ کی صف میں اٹھائے جائیں۔جب یہ اتنے بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے تو جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے معمولی عقل بھی دی ہو وہ انگریزوں کی اندھی تقلید میں اس کا ارتکاب نہیں کرسکتا۔اس لئے تمام مسلمان بھائیوں کو نہ صرف اس سے توبہ کرنی چاہئے بلکہ مسلمانوں کے

مقتدا کی اہم ذمہ داری ہے کہ ”اپریل فول“ پر قانونی پابندی کا مطالبہ کریں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

نوٹ:۔مزید معلومات کے لئے فقیر کا رسالہ ”اپریل فول منانا کیسا ہے“ کا مطالعہ کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ}

جھوٹوں پر اللہ کی لعنت (کنزالایمان)

{رسالہ}

اپریل فول منانا کیسا ہے؟

از قلم

خلیفۂ حضور ارشد ملت

حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند)

ناشر

واحدی کتب خانہ

پُرَینہ، چمروپور روڈ ''جگدیوا''، تحصیل اترولہ، ضلع بلرام پور

{ نگاہ اولین }

آج سے تقریباً پندرہ سو سال پہلے جہالت اس قدر پھیلی ہوئی تھی کہ جھوٹ، دغابازی، عیاشی وغیرہ عام ہو چکی تھی۔ جھوٹ بولنے کو بہادری اور ہوشیاری کا کام سمجھا جاتا تھا لیکن جب پیغمبر اسلام شکم آمنہ رضی اللہ عنہا سے دنیا میں تشریف لائے اور چودہ سال کی عمر میں صداقت کا ایسا جھنڈا لہرایا کہ مکہ کے لوگ آپ کو امین وصادق کہنے لگے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے لگے پھر جب اعلان نبوت کا حکم ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں اللہ کا پیغام سنایا اور فرمایا کہ جھوٹ گناہ کبیرہ ہے جھوٹ بولنے سے بچو کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا ہے {لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ} یعنی جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے، نیز حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَا عَدَعَنْهُ الْمَلَكُ مِيلاً مِنْ نَّتَنِ مَا جَاءَ بِهٖ) یعنی جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے (جو اس کے منہ سے آتی ہے) فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۳، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم فصل ثانی)

مگر افسوس صد افسوس کہ آج ہم نبی پاک ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں اور اپنے آپ کو غلام مصطفی ﷺ کہتے ہیں اس کے باوجود جھوٹ پر جھوٹ بولتے ہیں خصوصاً ''اپریل فول'' منانے میں اور یہ بلا اس قدر پھیل چکی ہے کہ جیسے مئی کے مہینہ میں کسی چیز کو آگ لگی ہو اور بجھنے کا نام نہ لیتی ہو ٹھیک اسی طرح یہ بلا بڑھتی جا رہی ہے اور لوگ ''گناہ بے لذت'' میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں۔

حالانکہ یہودیوں کی مشابہت رکھنا ایمان کی ہلاکت کا سبب ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا {مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ} یعنی جو کسی قوم سے مشابہت کرے گا تو وہ انہیں میں سے ہوگا۔

(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۵، کتاب اللباس فصل ثانی)

اور مراۃ المناجیح میں ہے کہ غرق فرعون کے دن سارے فرعونی ڈوب گئے مگر فرعونیوں کا بہروپیہ بچ گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی مولیٰ! یہ کیوں بچ گیا؟ فرمایا اس نے یہ تمہارا روپ بھرا ہوا تھا۔(مراۃ المناجیح جلد ۶ صفحہ ۱۱۵)

معلوم ہوا کہ اچھوں کی مشابہت فائدمند اور بخشش کا ذریعہ ہے اور بروں کی مشابہت ہلاکت کا سبب ہے لہذا اس ''گناہ بے لذت'' سے دور رہنا چاہئے اللہ تعالی ہر بندۂ مومن ومؤمنہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خلاف شرع دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے بھی منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔(مسلم جلد اول صفحہ ۵۱، باب الامر بالمعروف مشکوۃ ۴۳۶ فصل اول)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ جب کوئی خلاف شرع دیکھیں اور اس کو نہ مٹائیں تو عنقریب خدائے تعالیٰ ان کو اپنے عذاب میں مبتلا کرے گا۔(ابن ماجہ، جلد دوم صفحہ ۲۸۹، باب الامر بالمعروف مشکوۃ ۴۳۶ فصل ثانی)

انہیں احادیث مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے میں نے قلم کو سنبھالا حالانکہ میں اس کا اہل نہیں تھا لیکن کچھ لوگوں کی فرمائش نے لکھنے پر مجبور کر دیا بالآخر پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، شہزادۂ حضور طاہر ملت، سیدی، مرشدی حضور سید سہیل میاں صاحب قبلہ مدظلۂ النورانی کی دعاؤں کا سہارا لے کر لکھنا شروع کر دیا یہاں تک کہ رسالہ ھذا مکمل ہوا۔

میں شکر گزار ہوں استاذ المکرم والمحترم صوفی باصفا عالی وقار ماسٹر رحمت اللہ صاحب قبلہ آسوی کا جنھوں نے بچپن سے فقیر کی پرورش کر کے اس لائق بنایا اور اپنی دعاؤں سے نوازتے رہے۔

اور شکر گزار ہوں حضرت علامہ مولانا محمد غزالی صاحب قبلہ مصباحی کا کہ حضرت نے رسالہ ھذا

کی نظر ثانی کرکے اور کلمات خیر تحریر کرکے اسے زینت بخشی .اور شکر گزار ہوں حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی غلام رضا صاحب قبلہ رضوی کا جنھوں نے اپنے بہترین مشوروں سے نوازا۔اور شکر گزار ہوں عزیزم حافظ غلام شیر رضا سلّمہٗ کا جنھوں نے قرآن کی آیت مقدسہ کو حاصل کرنے میں میری بھر پور مدد کی۔اور شکر گزار ہوں مخیر قوم ملت عالی جناب سیٹھ صابر علی صاحب کا جو ہر موقع پر تعاون فرما تے رہے۔

آخر میں اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ رسالہ ھذا میں کوئی غلطی نظر آئے تو ’’واحدی کتب خانہ‘‘ کو اطلاع دیکر شکریہ کا موقع دیں۔مولیٰ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جنھوں نے میری مدد کی یا رسالہ ھذا میں کسی قسم کا تعاون کیا اللہ تعالی ان سبھی حضرات کے علم و عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور اجر عظیم و رزق حلال عطا فرما۔آمین بجاہ حبیبہ الکریم وسید المرسلین

دعا گو

فقیر تاج محمد قادری واحدیؔ اترولوی غفرلہٗ

۵ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ مطابق ۵ دسمبر ۲۰۱۶ء بروز پیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ الْاَفْضَلِیْنَ الْاَجْمَعِیْنَ۔

امابعد!

آج کل مسلمانوں کی حالت دن بدن بگڑتی جارہی ہے فیشن پرستی اوراغیار کی تقلید میں نت نئی برائیاں مسلم معاشرے میں پھیلتی جارہی ہیں انہیں برائیوں میں سے ایک اہم برائی ’’اپریل فول‘‘ بھی ہے کہ یہ ایک خالص مغربی اورغیر اسلامی طریقہ ہے۔

اپریل فول یعنی ہرسال اپریل کے مہینے کی پہلی تاریخ کو ایک دوسرے کو بیوقوف بنایا جا تاہے،جھوٹ بول کرموج مستی کی جاتی ہے،فریب اوردغا سے کام لیا جاتا ہے،وعدہ کے خلاف کیا جا تاہے مثلاً اپنے دوست کو فون کرکے بتانا کہ آپ کے گھر میں آگ لگ گئی ہے یا آپ کے بیٹے کی طبیعت خراب ہے،یا آپ فلاں مقام پر آ کر ملیں میں آپ کا انتظار کررہا ہوں حالانکہ نہ توکسی کی طبیعت خراب ہوتی ہے اور نہ ہی اورکوئی حادثہ ہوتا ہے اور نہ ہی جس جگہ بلایا جا تا ہے وہاں ملاقات ہوتی ہے بلکہ بعد میں بتایا جاتا ہے کہ’’اپریل فول‘‘منا کرمیں نے آپ سے مذاق کیا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان عالی شان ہے {وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا} اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انھوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔(پارہ ۲۲ سورہ احزاب ۵۸)

اورمشکوۃ میں حضرت سفیان بن اسد حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ بری خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کرے جس میں وہ تجھے سچا سمجھتا ہو اور تو اس میں جھوٹا ہے۔(مشکوۃ صفحہ ۴۱۲،باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم فصل ثانی)

اور بعض جگہوں پر نو جوان ایسا بھی کرتے ہیں کہ پانچ، دس روپئے کے سکے میں fevi queqe (گوند) لگا کر سڑک پر چپکا دیتے ہیں اور جب کوئی اسے اٹھانا چاہتا ہے تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں یا پھر دس، بیس کے کاغذ والے نوٹ میں باریک دھاگا باندھ کر سڑک پر رکھ دیتے ہیں اور جب کوئی اسے اٹھانا چاہتا ہے تو دھاگے کو اپنی جانب کھینچ کر مذاق اڑاتے ہیں گویا یہ ایک قسم کا لھو ولعب ہے حالانکہ لھو ولعب کے متعلق ہم سب کا پروردگار فرماتا ہے {وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِىۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ‌ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ‌ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ} اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں انکے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ (پارہ ۲۱ سورہ لقمان ۶)

حدیث شریف میں ہے (۱) وعن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويل لمن يحدث فيكذب ليضحك به القوم ويل له ويل له. رواه أحمد والترمذي وأبو داود والدارمي "حضرت بہز ابن حکیم اپنے والد (حکیم ابن معاویہ) سے اور وہ بہز کے دادا (حضرت معاویہ ابن عبدہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افسوس اس شخص پر جو بات کرے تو جھوٹ بولے تا کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو ہنسائے، افسوس اس شخص پر افسوس اس شخص پر۔

(سنن ابو داؤد حدیث نمبر ۴۹۹۰ مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر ۴۷۳۷)

(۲) وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن العبد ليقول الكلمة لا يقولها إلا ليضحك به الناس يهوي بها أبعد ما بين السماء والأرض وإنه ليزل عن لسانه أشد مما يزل عن قدمه. رواه البيهقي في شعب الإيمان "اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ جب بندہ ایک بات کہتا ہے اور صرف اس لئے کہتا ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو ہنسائے تو وہ اس بات کی وجہ

سے (دوزخ میں) جا گرتا ہے اور اتنی دور جا گرتا ہے جو زمین و آسمان کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ ہوتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بندہ اپنے قدموں کے ذریعہ پھسلنے سے زیادہ اپنی زبان کے ذریعہ پھسلتا ہے۔(مشکوٰۃ المصابیح حدیث نمبر ۴۷۳۸)

(۳)حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْرَائِيلَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَرْفَعُهُ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يُرِيدُ بِهَا بَأْسًا إِلَّا لِيُضْحِكَ بِهَا الْقَوْمَ فَإِنَّهُ لَيَقَعُ مِنْهَا أَبْعَدَ مِنَ السَّمَاءِ "حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بعض اوقات انسان کوئی بات منہ سے نکالتا ہے، اس کا مقصد صرف لوگوں کو ہنسانا ہوتا ہے، لیکن وہ کلمہ اسے آسمان سے بھی دور لے جا کر پھینکتا ہے۔

(مسند احمد حدیث نمبر ۱۰۹۰۳)

ان مذکورہ آیات کریمہ و احادیث نبویہ سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ و ہلاکت کا سبب ہے لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے دور رہیں مگر افسوس کہ پہلے یورپ، امریکہ، اور دیگر ممالک میں لوگ "اپریل فول" بڑی دھوم دھام سے مناتے تھے اور ایک دوسرے کو بیوقوف بنا کر لطف اندوز ہوتے تھے مگر اب ہمارے ملک کے بڑے بڑے شہروں میں بھی "اپریل فول" منانے کا رواج شروع ہوا بعد میں موبائل کی کثرت کی وجہ سے دیہاتوں میں بھی یہ بلا نازل ہونے لگی۔ اور کفار و مشرکین کی طرح اب مسلمانوں میں بھی "اپریل فول" منانے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے ماڈرن گھرانے کے مسلمان بھی جھوٹ بول کر ایک دوسرے کو بیوقوف بنا کر خوب موج مستی کرتے ہیں اور زوردار قہقہہ لگاتے ہیں۔

کیا ہوگیا سرکار غلاموں کو تمہارے	اغیار کے فیشن کی نحوست نہیں جاتی

جب موبائل عام نہیں ہوا تھا تو یہ بلا "اپریل فول" منانا بھی مسلمانوں میں عام نہیں ہوئی تھی بعض لوگ اس معصیت میں مبتلا تھے اسکول اور کالج میں پڑھنے والے مسلم لڑکے اور لڑکیاں

ہی ''اپریل فول'' منانے میں دلچسپی رکھتے تھے مگر اب صورت حال بالکل مختلف ہے موبائل کیا آیا مصیبت آگئی ،موبائل کی کثرت اور اس کا استعمال عام ہونے کی وجہ سے اب ''اپریل فول'' منانے کا رواج بھی مسلمانوں میں عام ہوتا جا رہا ہے موبائل کے ذریعہ مسلمان بڑی آسانی کے ساتھ اس ''گناہ بے لذت'' میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

اپریل فول کیوں منایا جاتا ہے؟

''اپریل فول'' یہودی خاص طور سے مناتے ہیں اس لئے کہ اپریل کی پہلی تاریخ کو یہودیوں نے اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت عیسی علیہ السلام کو ستایا تھا اور طرح ،طرح سے آپ کا مذاق اڑایا تھا۔صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی یہودی ایک دوسرے کو بے وقوف بنا کر اور مذاق اڑا کر اس واقعہ کی یاد تازہ کرتے ہیں۔نعوذ باللہ من ذلك

(موبائل فون کے ضروری مسائل صفحہ ۹۳)

اپریل فول منانا کیسا ہے؟

''اپریل فول'' خواہ موبائل فون کے ذریعہ منایا جائے یا بغیر موبائل کے سراسر ناجائز و حرام ہے اور اگر یہ نیت ہو کہ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑایا گیا تھا اس لئے ہم کر رہے ہیں تو یہ کھلا ہوا کفر ہے۔

یاد رہے کہ ''اپریل فول'' منانے میں چھ (۶) قسم کے گناہ صادر ہوتے ہیں۔(۱) اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت عیسی علیہ السلام کی شان میں توہین کرنا (۲) یہود و نصاریٰ کی پیروی کرنا (۳) جھوٹ بولنا (۴) مذاق اڑانا (۵) وعدہ کے خلاف کرنا (۶) مسلمان کو ایذا پہونچانا۔

اب ہم ان مذکورہ بالا وعیدوں کو قرآن و احادیث کی روشنی میں بیان کرتے ہیں بغور ملاحظہ فرمائیں۔

انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں توہین کرنا کفر ہے۔

برادران اسلام! ''اپریل فول'' منانا گویا اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت عیسی علیہ السلام کا مذاق اڑانا ہے اور آپ کی شان میں گستاخی کرنا ہے حالانکہ کسی بھی پیغمبر کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرنا کفر ہے جیسا کہ فقہ کی مشہور و معروف و معتمد کتاب فتاوی عالمگیری میں ہے کہ جو انبیائے کرام علیہم السلام کے بال شریف کو ''بلوا'' تصغیر کے صیغے کے ساتھ کہہ دے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب یہودیوں نے یہ طے کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دے دی جائے اور انھوں نے پھانسی کا تختہ بھی کھڑا کر لیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام روپوش ہو گئے ان کے حوارین میں ''یہوذا'' نامی ایک منافق تھا اس نے نشاندہی کی یہودیوں نے اس مکان کو جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے گھیر لیا یہوذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے کر چلے گئے اور یہوذا کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مثل کر دی گئی یہودی اس کو پکڑ لے گئے اور پھانسی دے دی۔ (نذہۃ القاری جلد سوم ص ۵۴۸)

حضرات محترم! مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے کے سبب اللہ نے یہوذا کو انہیں یہودیوں سے ہلاک کرا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بحفاظت آسمان پر اٹھالیا۔

اور نذہۃ المجالس میں ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام بچوں کے ساتھ جب کبھی بیٹھتے تو انہیں گھر میں پوشیدہ چیزوں کو بتادیا کرتے لڑکے اپنے والدین سے ان اشیاء کا مطالبہ کرتے کہ فلاں فلاں چیزیں کہاں ہیں والدین ان سے کہتے تجھے کیسے خبر ہوئی وہ کہتے ہمیں حضرت عیسی علیہ السلام نے خبر دی ہے لوگوں نے اپنے لڑکوں کو حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس آنے سے روکا جب بضد ہوئے تو ان تمام کو ایک مکان میں بند کر دیا حضرت عیسی علیہ السلام آئے اور لوگوں سے لڑکوں کی بابت پوچھا اور فرمایا کہ اس مکان میں کیا ہے لوگ کہنے لگے اس گھر میں تو سوائے بندروں اور خنزیر

وں کے کچھ نہیں آپ نے فرمایا اچھا پھر ایسا ہی ہوگا لوگوں نے مکان کا دروازہ کھولا تو تمام لڑکے بندر اور سور بن چکے تھے ۔ العیاذ باللہ (نذہۃ المجالس مترجم جلد دوم صفحہ ۲۴۴)

محترم حضرات ! آپ نے دیکھا کہ سیدنا عیسی علیہ السلام کا وہ مقام ہے کہ آپ کے پاس بچوں کو آنے سے روکا گیا اور آپ سے جھوٹ بولا گیا تو آپ کی بدعا سے اللہ نے انہیں بندر اور سور بنا دیا۔ استغفر اللہ

لہٰذا انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنے سے بچو ورنہ ایمان سے محروم ہو جاؤ گے ۔ اسی طرح قرآن مقدس میں کئی آیات کریمہ ہیں جن سے یہ ظاہر ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں توہین کرنے والے کافر ہو گئے اور ان کا ایمان برباد ہو گیا جیسا کہ تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ غزوۂ تبوک میں جاتے ہوئے منافقین کے تین نفروں میں سے دو رسول کریم ﷺ کی نسبت تمسخرا کہتے تھے کی ان کا (نبی کریم ﷺ کا) خیال ہے کہ یہ روم پر غالب آجائیں گے کتنا بعید خیال ہے اور ایک نفر بولتا تو نہ تھا مگر ان باتوں کو سن کر ہنستا تھا حضور ﷺ نے ان کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم ایسا ایسا کہہ رہے تھے انہوں نے کہا کہ ہم راستہ کاٹنے کے لئے ہنسی کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کر رہے تھے ، اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی {قُلْ اَبِا للّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ} تم فرماؤ کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو ۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر ۔

(پارہ ۱۰ / سورہ توبہ ۶۵ / ۶۶)

اور دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے {وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ} اور جو اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۔

(پارہ ۱۰ سورہ توبہ ۶۱)

اور فرماتا ہے {اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

وَاَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا مُّهِيۡنًا } بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (پارہ ۲۲ سورہ احزاب ۵۷)

حضرات محترم! بعض لوگ اس طرح کے گناہ کرتے رہتے ہیں اور انہیں دنیاوی تکلیف نہیں پہونچتی پھر ان کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ میں جو کرتا ہوں یہی بہتر ہے اگر یہ بہتر نہ ہوتا تو کوئی نہ کوئی پریشانی ضرور آتی، حالانکہ ایسا نہیں ہے کہ جب کوئی تکلیف نہ پہونچے تو یہ گمان کیا جائے کہ یہ کام بہتر ہے اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالی بعض کو دنیا میں سزا دیتا ہے اور بعض کو آخرت کے عذاب میں مبتلا کرے گا جیسا کہ قرآن مجید وفرقان حمید میں ہے کہ فرعونیوں نے موسی علیہ السلام کی تکذیب کی تو اللہ نے انہیں ڈھیل دی پھر عذاب آخرت میں مبتلا فرمایا چنانچہ فرماتا ہے {وَ كُذِّبَ مُوۡسٰى فَاَمۡلَيۡتُ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ثُمَّ اَخَذۡتُهُمۡ فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ} اور موسیٰ (علیہ السلام) کی تکذیب ہوئی تو میں نے کافروں کو ڈھیل دی پھر انہیں پکڑا تو کیسا ہوا میرا عذاب۔

(کنزالایمان پارہ ۱۷ سورہ حج ۴۴)

لہٰذا انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنے سے پرہیز کرو بلکہ انکی تعظیم وتوقیر کرو کہ یہی ذریعہ نجات ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے {وَاٰمَنۡتُمۡ بِرُسُلِىۡ وَعَزَّرۡتُمُوۡهُمۡ وَاَقۡرَضۡتُمُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ} اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دونگا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ (کنزالایمان پارہ ۶ سورہ مائدہ ۱۲)

اور فرماتا ہے {لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا } اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول (جل جلالہ و ﷺ) پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔ (کنزالایمان پارہ ۲۶ سورہ فتح ۹)

اے پیارے مصطفی ﷺ کے شیدائیو! یہ تصور کبھی ہر گز نہ کرنا کہ ہم تو نبی کریم ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں ہمیں عیسیٰ علیہ السلام سے کیا تعلق وہ تو عیسائیوں کے پیغمبر ہیں بلکہ یہ عقیدہ رکھنا کہ سب انبیائے کرام علیہم السلام ادب و تعظیم میں برابر ہیں اور ہمیں سب پر ایمان رکھنا لازم ہے پھر جو ایسا کیا یعنی سب انبیائے کرام سے محبت رکھا اور ان کی تعظیم کی تو بیشک وہ اجر عظیم کا مستحق ہے کیونکہ فرمان حق تعالی ہے {وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا} اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا انہیں عنقریب اللہ ان کے ثواب دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان پارہ ۶، نساء ۱۵۲)

یہودیوں کی پیروی کرنا کیسا ہے؟

"اپریل فول" منانا یہودیوں کی پیروی کرنا ہے حالاں کہ یہودیوں کی پیروی ناجائز وحرام ہے اور ان کی پیروی کرنا ہمارے لئے ہلاکت کا سبب ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا عرض کیا یارسول اللہ! اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت کرے اور ان سے ملا نہ ہو؟ تو نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے۔ (مشکوۃ صفحہ ۴۲۵، باب الحب فی اللہ ومن اللہ فصل اول)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) قیامت کب آئے گی؟ حضور ﷺ نے فرمایا افسوس تجھ پر تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے کوئی تیاری نہیں کی بجز اس کے کہ میں اللہ و رسول (جل جلالہ و ﷺ) سے محبت کرتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا {اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ} یعنی تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔

(متفق علیہ، مشکوۃ فصل اول صفحہ ۴۲۶، باب الحب فی اللہ ومن اللہ فصل اول)

اورحضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا {اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ} یعنی انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرے۔(ایضا فصل ثانی)

اورحضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا {مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ} یعنی جو کسی قوم سے مشابہت کرے گا تو وہ انہیں میں سے ہوگا۔

(رواہ ابو داود، مشکوۃ صفحہ ۳۷۵، کتاب اللباس فصل ثانی)

ان احادیث طیبہ سے ثابت ہوا کہ جب کوئی بندہ کسی بندے سے یا قوم سے محبت کرے (انکی پیروی کرے) تو اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا اگر چہ ان سے ملا نہ ہو، انہیں دیکھا نہ ہو۔ اور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی جس حال پر مرتا ہے اسی حال پر اٹھتا ہے۔ اگر روز قیامت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ مجوس کی صورت (یا یہود یوں کی پیروی) دیکھ کر نگاہ فرمانے سے کراہیت فرمائی تو یقین جان کہ تیرا ٹھکانا کہیں نہ رہا، مسلمان کی پناہ، امان، نجات، رستگاری جو کچھ ہے ان کی نظر رحمت میں ہے، اللہ کی پناہ اس بری گھڑی سے کہ وہ نظر فرماتے کراہیت لائیں۔ والعیاذ باللہ ارحم الراحمین۔

(فتاوی رضویہ جلد ۲۲ ص ۶۴۸ دعوت اسلامی)

سب نے صف محشر میں للکار دیا ہم کو   اے بے کسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے

اور شاعر کہتا ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم   نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

لہٰذا ان خرافاتوں سے دور رہو اور یہود و نصاریٰ و مشرکین کی پیروی کرنے کے بجائے ان کی مخالفت کرو جیسا کہ احادیث طیبہ میں وارد ہے۔

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ "حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم مشرکین کے خلاف کرو، داڑھی چھوڑ دو (ایک مشت تک) اور مونچھیں کترواؤ۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۸۹۲۔السنن الکبریٰ جلد اول صفحہ ۱۵۱)

(۲) عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَوْفُوا اللِّحَى "حضرت عبداللہ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مشرکوں کی مخالفت کیا کرو مونچھیں کتروا کرا اور داڑھی کو بڑھا کر۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر ۶۰۲)

(۳) عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: حِينَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَنَا بِصِيَامِهِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ صُمْنَا يَوْمَ التَّاسِعِ "عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا اور ہمیں بھی اس کے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا اللہ کے رسول! یہ ایسا دن ہے کہ یہود و نصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے ہیں، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگلے سال ہم نویں محرم کا بھی روزہ رکھیں گے، (یہودیوں کی مخالفت کریں گے) (سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۲۴۴۵۔مشکوۃ ص ۱۷۸ باب وصیام التطوع فصل اول)

(۴) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ، يَقُولُ: شَهِدْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَّى بِجَمْعٍ الصُّبْحَ، ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا لَا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَيَقُولُونَ: أَشْرِقْ ثَبِيرُ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ، ثُمَّ أَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ "ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحٰق نے، انہوں نے عمرو بن میمون کو یہ کہتے سنا کہ جب عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھی تو

میں بھی موجود تھا، نماز کے بعد آپ ٹھہرے اور فرمایا کہ مشرکین (جاہلیت میں یہاں سے) سورج نکلنے سے پہلے نہیں جاتے تھے کہتے تھے اے شبیر! (سورج) تو چمک جا۔ نبی کریم ﷺ نے مشرکوں کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے وہاں سے روانہ ہو گئے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۶۸۴)

ان احادیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ ہمیں ہر فعل میں یہودیوں مجوسیوں نصرانیوں مشرکوں کی پیروی کرنے کے بجائے انکی مخالفت کرنی چاہئے۔ اگر وہ اپریل فول منا کر قوم کو دھوکہ دیتے ہیں تو ہمیں منانے کے بجائے روکنا چاہئے مگر افسوس صد افسوس کہ مسلمان بھی ان کی پیروی میں لگ گئے صحیح فرمایا تھا پیغمبر اسلام نے "لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ. قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، الْيَهُودُ، وَالنَّصَارَى، قَالَ: فَمَنْ "تم اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کرو گے، یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ (چھپکلی سے ملتا جلتا ایک جانور ہے اس) کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی اتباع کرو گے۔ ہم نے (راوی حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے) پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ فرمایا پھر اور کون؟ (یعنی وہی مراد ہیں)۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۷۳۲۰)

حضرات محترم! اس حدیث پاک سے بالکل ظاہر ہے کہ یہود و نصاری جو بھی طریقہ اختیار کریں گے ان کی پیروی میں بعض مسلمان بھی وہی طریقہ اپنائیں گے۔ ٹھیک وہی ہو رہا ہے کہ یہود و نصاری ایک زمانہ سے "اپریل فول" منا رہے ہیں تو یہود و نصاری کی تقلید کرتے ہوئے اب مسلمان بھی "اپریل فول" بڑے زور و شور سے منانے لگے ہیں۔

آج سے چودہ سو سال پہلے سچ فرمایا تھا نبی کریم ﷺ نے کہ اگر یہود و نصاری گوہ کے سوراخ میں گھس جائیں گے تو تم بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے گوہ کے سوراخ میں گھس جاؤ گے آج کا مسلمان ٹھیک اس حدیث کی عملی تفسیر اور ظاہری نمونہ بنا ہوا ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ کفار و مشرکین یہود و نصاری مسلمانوں کی سیرت وصورت اور تہذیب و معاشرت نہیں اختیار کرتے اور ہم مسلمان ہو کر یہود و نصاری کی صورت و سیرت اپنانے کے ساتھ ،ساتھ انکی تہذیب اور معاشرت بھی اختیار کرتے چلے جارہے ہیں یہ ایمان کی کمزوری نہیں تو اور کیا ہے ۔اللہ تعالی اپنے پیارے حبیب نبی کریم ﷺ کے صدقہ وطفیل ہر مسلمان مرد وعورت کو سمجھنے کی توفیق عطافرمائے اور ہمیں یہود ونصاریٰ کی پیروی سے محفوظ رکھے اور اغیار کے فیشن سے بچائے ۔اٰمین ثم اٰمین

جھوٹ بولنا کیسا ہے؟

''اپریل فول'' منانے میں جھوٹ بھی بولنا پڑتا ہے جوکہ آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کے خلاف اور ناجائز وحرام ہے ۔

جھوٹ ایسی بری چیزکہ ہر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں تمام ادیان میں یہ حرام ہے اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی ہے قرآن واحادیث میں بہت مواقع پراس کی مذمت فرمائی گئی ہے جیساکہ قرآن مقدس میں ہے {لَعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ } یعنی جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ۔(کنزالایمان ۔پارہ ۳ ال عمران ٦۱)

مگر افسوس صد افسوس کہ لوگ ''گناہ بے لذت'' میں مبتلا ہوکر''اپریل فول'' کے نشہ میں آکر اس قدر جھوٹ بولتے ہیں کہ قرآن واحادیث کو بھول جاتے ہیں یہی نہیں بلکہ جھوٹی قسمیں بھی کھانے لگتے ہیں جب کہ جھوٹی قسم کھانے والوں کے لئے دردناک عذاب ہے جیساکہ قرآن مقدس میں ہے {اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ تَوَلَّوۡا قَوۡمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ ؕ مَا ہُمۡ مِّنۡکُمۡ وَ لَا مِنۡہُمۡ ۙ وَ یَحۡلِفُوۡنَ عَلَی الۡکَذِبِ وَ ہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ۔اَعَدَّ اللّٰہُ لَہُمۡ عَذَابًا شَدِیۡدًا ؕ} کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے وہ نہ تم میں سے نہ ان میں سے وہ دانستہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے ۔(کنزالایمان ۔پارہ ۲۸ رسورہ المجادلہ ۱۴ر ۱۵)

اور بعض لوگ کفران نعمت کرتے ہیں اور کذب بیانی سے کام لیتے ہیں کہتے ہیں کہ طبیعت خراب ہے کبھی کہتے ہیں کہ گھر میں آگ لگ گئی ہے تو کبھی کہتے ہیں کہ انتقال ہوگیا جب کہ کچھ نہیں ہوتا ہے ایسوں کو تو اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرنا چاہئے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے {وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ} اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (پارہ ۳۰ سورہ والضحیٰ ۱۱)

اور دوسری جگہ فرماتا ہے {فَاذۡكُرُوۡنِیۡۤ اَذۡكُرۡكُمۡ وَاشۡكُرُوۡا لِیۡ وَلَا تَكۡفُرُوۡنِ} تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

(کنزالایمان۔ پارہ ۲ سورہ بقرہ ۱۵۲)

لیکن افسوس صد افسوس کہ اپنے رب کی نعمتوں کا چرچا کرنے کے بجائے رب پر جھوٹ باندھتے ہیں جب کہ فرمان رب ذوالجلال ہے {وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ} اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ (کنزالایمان۔ پارہ ۲۸ سورہ صف ۷)

دوسرے مقام پر فرماتا ہے {فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا} تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ (کنزالایمان۔ پارہ ۱۱ سورہ یونس ۱۷)

اور فرماتا ہے {فَمَنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ} تو اسکے بعد جو اللہ پر جھوٹ باندھے تو وہی ظالم ہیں۔ (کنزالایمان۔ پارہ ۴ سورہ ال عمران ۹۴)

اے پیارے مصطفی ﷺ کے غلامو! جھوٹ بولنے اور اس کی عادت ڈالنے اور ''اپریل فول'' منانے سے باز آجاؤ ورنہ عذاب الٰہی میں گرفتار کئے جاؤ گے جیسا کہ فرمان واحد قہار ہے {سَيَعۡلَمُوۡنَ غَدًا مَّنِ الۡكَذَّابُ الۡاَشِرُ} بہت جلد کل جان جائیں گے (یعنی عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے کہ) کون تھا بڑا جھوٹا اترونا۔ (کنزالایمان۔ پارہ ۱۷ سورہ حج ۴۴)

احادیث مبارکہ

(۱) (عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، إِذَا

حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، منافق کی علامتیں تین ہیں۔ جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کے خلاف کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان، باب منافق کی نشانیوں کا بیان حدیث نمبر ۳۳)

(۲)(عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا، اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. تَابَعَهُ شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی ہے، جب تک اسے نہ چھوڑ دے۔ (وہ یہ ہیں) جب اسے امین بنایا جائے تو (امانت میں) خیانت کرے اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب (کسی سے) لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان، باب منافق کی نشانیوں کا بیان حدیث نمبر ۳۴)

(۳)(عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا أَوْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ أَرْبَعَةٍ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں بھی وہ ہوں گی، وہ منافق ہوگا۔ یا ان چار میں سے اگر ایک خصلت بھی اس میں ہے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب بولے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، جب معاہدہ کرے تو بے وفائی

کرے، اور جب جھگڑے تو بدزبانی پر اتر آئے۔

(صحیح بخاری کتاب: گری پڑی چیز اٹھانے کا بیان، حدیث نمبر ۲۴۵۹)

(۴)(عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْبَعُ خِلَالٍ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَنَّ مُنَافِقًا خَالِصًا مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے عبداللہ بن مرہ نے، ان سے مسروق نے، ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، چار عادتیں ایسی ہیں کہ اگر یہ چاروں کسی ایک شخص میں جمع ہو جائیں تو وہ پکا منافق ہے۔ وہ شخص جو بات کرے تو جھوٹ بولے، اور جب وعدہ کرے، تو وعدہ خلافی کرے، اور جب معاہدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے۔ اور جب کسی سے لڑے تو گالی گلوچ پر اتر آئے اور اگر کسی شخص کے اندر ان چاروں عادتوں میں سے ایک ہی عادت ہے، تو اس کے اندر نفاق کی ایک عادت ہے جب تک کہ وہ اسے چھوڑ نہ دے۔

(صحیح بخاری کتاب: جہاد اور سیرت رسول اللہ ﷺ حدیث نمبر ۳۱۷۸)

(۵)(عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ صِدِّيقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَذَّابًا) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سچائی کو اپنے او پر لازم کرلو، کیونکہ سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے اور انسان مسلسل سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے یہاں اسے

صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ جھوٹ گناہ کا راستہ دکھاتا ہے اور گناہ جہنم کی راہ دکھاتا ہے اور انسان مسلسل جھوٹ بولتا اور اسی میں غور وفکر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے یہاں اسے کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

(مسند احمد کتاب: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرویات حدیث نمبر ۳۴۵۶)

(۶)(عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عن جده ، قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : وَيْلٌ لِمَنْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ) حضرت بہز بن حکیم بواسطہ اپنے والد معاویہ کے اپنے دادا حیدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں کو ہنسانے کے لئے اپنے بیان میں جھوٹ بولے، اس پر افسوس اس پر افسوس۔ (مسند احمد، جامع ترمذی،، دارمی، سنن ابوداؤد ادب کا بیان حدیث نمبر ۴۹۹۰ مشکوۃ صفحہ ۴۱۲، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، فصل ثانی)

(۷)(عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا ، وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَعُمَرَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، وَابْنِ عُمَرَ، قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ بولو، اس لئے کہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے، آدمی ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ کی تلاش میں رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک سچا لکھ دیا جاتا ہے، اور جھوٹ سے بچو، اس لئے کہ جھوٹ گناہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور گناہ جہنم میں لے جاتا ہے، آدمی

ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔(جامع ترمذی، نیکی وصلہ رحمی کا بیان حدیث نمبر ۱۹۷۱)

(۸)(عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ ، قَالَ يَحْيَى: فَأَقَرَّ بِهِ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ هَارُونَ، فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ، تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ هَارُونَ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ اس سے ایک میل دور بھاگتا ہے۔(جامع ترمذی ص ۱۳۰ ؍ نیکی وصلہ رحمی کا بیان حدیث نمبر ۱۹۷۲)

(۹)(وعن صفوان بن سليم أنه قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم أيكون المؤمن جبانا؟ قال نعم. فقيل أيكون المؤمن بخيلا؟ قال نعم. فقيل أيكون المؤمن كذابا؟ قال لا. رواه مالك والبيهقي في شعب الإيمان مرسلا) اور حضرت صفوان ابن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے آپ نے فرمایا ہوسکتا ہے پھر آپ سے پوچھا گیا کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے آپ نے فرمایا ہوسکتا ہے پھر جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا مومن بہت جھوٹا ہوسکتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں اس روایت کو مالک نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں بطریق ارسال نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۱۴ فصل ثالث، آداب کا بیان، حدیث نمبر ۴۷۶۱)

(۱۰)(وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن العبد ليقول الكلمة لا يقولها إلا ليضحك به الناس يهوى بها أبعد ما بين السماء والأرض وإنه ليزل عن لسانه أشد مما يزل عن قدمه. رواه البيهقي في شعب الإيمان) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ جب بندہ

ایک بات کہتا ہے اور صرف اس لئے کہتا ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو ہنسائے تو وہ اس بات کی وجہ سے (دوزخ میں) جا گرتا ہے اور اتنی دور جا گرتا ہے جو زمین و آسمان کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ ہوتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بندہ اپنے قدموں کے ذریعہ پھسلنے سے زیادہ اپنی زبان کے ذریعہ پھسلتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، آداب کا بیان، حدیث نمبر ۴۷۳۸)

(۱۱) حضرت قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (وَسَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ مُجَانِبٌ لِلْإِيمَانِ) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ جھوٹ سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ جھوٹ ایمان سے الگ ہے۔

(مسند احمد، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مرویات حدیث نمبر ۱۶)

ان احادیث طیبہ سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئی

(۱) سچ بولنے والا اور اس کی عادت بنانے والا رب کے نزدیک صدیق لکھا جاتا ہے اور صدیق کا ٹھکانا جنت ہے اور جو جھوٹ بولنے کی عادت بنالیتا ہے رب کے نزدیک وہ کذاب لکھ دیا جاتا ہے اور اس کے لئے سخت عذابوں کی وعید ہے۔

(۲) جھوٹ بول کر ہنسانا جیسا کہ ''اپریل فول'' منانے والے کرتے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں نبی پاک ﷺ نے فرمایا خرابی ہے خرابی ہے (یعنی دردناک عذاب ہے)

(۳) جھوٹ بولنے سے جو بدبو منھ سے نکلتی ہے اس سے فرشتے ایک میل دور ہو جاتے ہیں (یعنی اس سے رحمت دور ہو جاتی ہے اور وہ رحمت سے محروم ہو جاتا ہے)

(۴) جھوٹ بولنا گویا امانت میں خیانت کرنا ہے۔

(۵) مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا (یعنی جھوٹ کی عادت بنانا مومن کی شان نہیں)

(۶) جھوٹ بولنا ایمان کو برباد کرنا ہے۔

(۷) مذاق میں بھی جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے۔

(۸) لوگوں کو ہنسانے کے لیے بھی جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے۔

(۹) سچ بولنا، وعدہ کو پورا کرنا، امانت میں خیانت نہ کرنا، زنا سے بچنا، غیر محرم پر نگاہ نہ ڈالنا، اور کسی کو بلا وجہ ایذا نہ دینا مومن ہونے کی نشانی ہے۔

(۱۰) جھوٹ کی عادت بنالینا منافقت کی نشانی ہے۔

لہٰذا اے مصطفی ﷺ کے دیوانو! ہمیشہ سچ بولنے کی کوشش کرو کہ یہی نجات کا راستہ ہے اور اگر سچ نہ بول سکو تو جھوٹ بھی نہ بولو بلکہ بہتر ہے کہ خاموشی اختیار کرلو یہی کتب احادیث سے ثابت ہے، چند حدیثیں درج ہیں ملاحظہ کریں۔

(۱) وعن عبادة بن الصامت أن النبی صلی الله علیه وسلم قال اضمنوا لی ستا من أنفسکم أضمن لکم الجنة اصدقوا إذا حدثتم وأوفوا إذا وعدتم وأدوا إذا ائتمنتم واحفظوا فروجکم وغضوا أبصارکم و کفوا أیدیکم) اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لوگ اپنے بارے میں مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو یعنی چھ باتوں پر عمل کرنے کا عہد کرلو تو میں نجات پائے ہوئے اور صالحین کے ساتھ تمہارے جنت میں جانے کا ضامن بنتا ہوں۔ (۱) جب بھی بولو سچ بولو (۲) وعدہ کرو تو پورا کرو (۳) تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کرو (۴) اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو یعنی حرام کاری سے بچو (۵) اپنی نگاہ کو محفوظ رکھو یعنی اس چیز کی طرف نظر اٹھانے سے پرہیز کرو جس کو دیکھنا جائز نہیں (۶) اپنے ہاتھوں پر قابو رکھو یعنی اپنے ہاتھوں کو ناحق مارنے اور حرام و مکروہ چیزوں کو پکڑنے سے باز رکھو، یا یہ کہ اپنے آپ کو ظلم و تعدی کرنے سے باز رکھو۔

(مشکوۃ المصابیح، صفحہ ۴۱۵ / آداب کا بیان حدیث نمبر ۴۷۶۹)

(۲) عَنْ عَبدِ الله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ مَنْ صَمَتَ نَجَا) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو خاموش رہا وہ نجات پایا۔

(مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۱۳)

(۳)(عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صمت نجا . رواہ أحمد والترمذی والدارمی والبیہقی فی شعب الإیمان) اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔(مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۱۳،فصل ثانی/حدیث نمبر ۴۷۳۹)

(۴)(وعن عقبة بن عامر قال لقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ما النجاۃ ؟ فقال أملك علیك لسانك ولیسعك بیتك وابك علی خطیئتك . رواہ أحمد والترمذی) اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ مجھے بتائیے کہ دنیا اور آخرت میں نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو تمہارا گھر تمہاری کفایت کرے اور اپنے گناہوں پر رووَ۔

(مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۱۳،فصل ثانی/حدیث نمبر ۴۷۴۰)

(۵)(وعن عمران بن حصین أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مقام الرجل بالصمت أفضل من عبادۃ ستین سنة) اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چپ رہنے کی وجہ سے آدمی کو جو درجہ حاصل ہوتا ہے وہ ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔(مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۱۴،فصل ثالث ،حدیث نمبر ۴۷۶۴)

استہزا کرنا کیسا ہے؟

استہزا کرنا یہ بھی جائز نہیں بلکہ اس کی ممانعت آئی اور ٹھٹھا اور مذاق کرنے والے کو جاہل سے تشبیہہ دی گئی ہے جیسا کہ تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک عابد تھا اس کے چچازاد بھائی نے بطمع وراثت (مال کے وارث بننے کے لالچ میں) اس کو قتل کرکے دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا اور خود صبح کو اس خون کا مدعی بنا وہاں کے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقت حال ظاہر فرما

ئے اس پر حکم ہوا کہ ایک گائے ذبح کر کے اس کے کسی حصے سے مقتول کو ماریں وہ زندہ ہو کر قا تل کو بتائے گا جیسا کہ قرآن مقدس میں ہے {وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً} اور جب موسی نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو تو قوم نے کہا {قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا} بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں (مذاق کرتے ہیں) تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا {اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ} خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں میں سے ہوں (یعنی مذاق کرنا جاہلوں کا طریقہ ہے اشراف کا طریقہ نہیں)

(تفسیر خزائن العرفان پارہ ۱/سورہ بقرہ آیت ۶۷)

اور دوسرے مقام پر اللہ تعالی فرماتا ہے {یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ} یعنی اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے ہنسیں (مذاق کریں) عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (مذاق کریں) دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔ (پارہ ۲۶/سورہ حجرات آیت ۱۱)

حضرات محترم! ان آیات مقدسہ سے ثابت ہوتا ہے کہ استہزاء کرنا یعنی ٹھٹھا کرنا جاہلوں کا کام ہے اسی لئے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی قوم کسی قوم سے نہ ہنسیں پھر فرمایا عورتیں عورتوں سے نہ ہنسیں (مذاق نہ اڑائیں)

افسوس صد افسوس کہ آج کا مسلمان فیشن کے نشہ میں آ کر ''اپریل فول'' منانے میں نہ جانے کتنے خرافات کو اکٹھا کرتا ہے اور گناہ کبیر کا مرتکب ہوتا ہے اللہ تعالی ہر مسلمان مرد و عورت کو ''اپریل فول'' منانے سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

وعدہ خلافی کرنا کیسا ہے؟

''اپریل فول'' منانے میں وعدہ کے خلاف کیا جاتا ہے یہ بھی ناجائز ہے حدیث شریف

میں ہے کہ جب وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو۔(مشکوۃ صفحہ ۴۱۴)

اے پیارے مصطفی ﷺ کے غلامو! جب وعدہ کرو تو اس کو پورا بھی کیا کرو کیونکہ وعدہ کو پورا کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں حضرت اسمعیل علیہ السلام کا واقعہ درج ہے کہ ایک مرتبہ کسی مقام پر آپ سے کوئی کہہ گیا تھا کہ آپ یہیں ٹھہرے رہیں جب تک میں واپس نہ آؤں۔آپ اس جگہ اس کے انتظار میں تین روز ٹھہرے رہے چنانچہ اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے {وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا} اور کتاب (قرآن مقدس) میں اسمعیل کو یاد کرو بے شک وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا ۔(خزائن العرفان پارہ ۱۶ سورہ مریم ۵۴)

اور حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن ابی الحسماء سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اعلان نبوت سے پہلے میں نے نبی کریم ﷺ سے خرید وفروخت کیا اور آپ کا کچھ بقایا رہ گیا میں نے وعدہ کیا کہ میں اسی جگہ وہ چیز لا تا ہوں پھر میں بھول گیا تین دن کے بعد مجھے یاد آیا تو حضور انور ﷺ اس جگہ تھے فرمایا کہ تم نے مجھ پر مشقت ڈال دی میں تین دن سے یہاں تمہارا ہی انتظار کر رہا ہوں ۔(رواہ ابوداؤد مشکوۃ صفحہ ۴۱۶/باب الوعد فصل ثانی)

یاد رہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب اعلان نبوت کا حکم بھی نہیں ہوا تھا تو اس وقت بھی ہمارے نبی ﷺ علیہ وسلم اس طرح وعدے کو پورا فرمایا کرتے تھے کہ تین تین دن تک کسی کا انتظار کیا کرتے ہیں اور قرآن نے فرمایا کہ ان کی مبارک زندگی تمہارے لئے نمونہ عمل ہے لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے اسوقت تک کوشاں رہیں جب تک کوئی شرعی قباحت نہ آئے جیسے کہ وعدہ پورا کرنے کی فکر میں نماز چھوڑ دے یا روزہ چھوڑ دے یا والدین کو ایذا دے نہیں بلکہ ان تمام چیزوں کا لحاظ رکھ کر وعدہ کو پورا کیا جائے جیسا کہ ایک دوسری حدیث پاک حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کسی

شخص سے وعدہ کرے پھر ان میں سے ایک نماز کے وقت تک نہ آئے اور جانے والا نماز کے لئے چلا جائے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔(مشکوۃ صفحہ ۴۱۶)

اور اگر کوئی وعدہ کرے اور وعدہ کو پورا کرنے کا ارادہ بھی ہو مگر کسی مجبوری کے سبب پورا نہ کر سکے تو اس پر گناہ نہیں کہ یہ بوجہ مجبوری ہے جیسا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی نیت پورا کرنے کی ہو پھر (مجبوری کے سبب) پورا نہ کر سکے یعنی وعدہ پر نہ آسکے تو اس پر گناہ نہیں۔(ایضا)

مسلمان کو ایذا پہونچانا کیسا ہے؟

”اپریل فول“ منانا مسلمانوں کو ایذا پہنچانا ہے، یہ بھی گناہِ کبیرہ ہے، قرآن کریم میں ہے ”اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ“ بے شک جنھوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پھر توبہ نہ کی ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے آگ کا عذاب۔

(کنزالایمان، سورہ بروج آیت نمبر ۱۰)

اللہ تعالی ہر بندۂ مومن مرد عورت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور وعدہ خلافی سے محفوظ فرما کر شریعت مطہرہ کا پابند بنائے۔ آمین یا رب العلمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

اللهم بديع السموات والارض ذاالجلال والاكرام خالق اليل والنهار اسئلك ان تصلى وتسلم على اول خلق الله سيدنا محمد المصطفى وعلى اله و صحبه اصوله و فروعه وابنه الغوث الاعظم الجيلانى اجمعين وآخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين۔

فقیر تاج محمد قادری واحدی

۸ ربیع الآخر ۱۴۳۸ھ مطابق ۷ جنوری ۲۰۱۷ء بروز شنبہ

{نظر ثانی}

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ ومولانا محمد غزالی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

استاذ دارالعلوم اہلسنت حشمت الرضا جھلیہا اترولہ بلرام پور

حامدا ومصلیاً۔آج اس دور پرفتن میں مسلم نوجوان یہود ونصاریٰ کے تہذیب وتمدن پر فریفتہ نظر آرہے ہیں اوران کے تمام افعال کو اپنانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں حالانکہ ان کو معلوم نہیں کہ ان کے تہذیب وتمدن کو اپنانے کی وجہ سے ہم کتنی ہلاکتوں سے دوچار ہونے والے ہیں اور ہم پر کس قدر تباہیاں مسلط ہونے والی ہیں اوران کے افعال قبیحہ کو اپنانے کی وجہ سے ہم کس طرح گناہوں کے دلدل میں دھنستے ہوئے چلے جارہے ہیں ان کے انہیں افعال قبیحہ میں سے جن کو ہم اپنا چکے ہیں ''اپریل فول'' بھی ہے۔

لہٰذا برادران اسلام کو اپریل فول کی ہلاکتوں سے بچانے کے لئے حضرت مولانا تاج محمد واحدیؔ زیدہ مجدہٗ نے تمام مصروفیات کے باوجود انتھک کوشش کے ذریعہ اس رسالہ کو ترتیب دیا۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم ان کی اس کاوش کو مقبول بارگاہ فرمائے اورملت بیضا کی حنابندی کی مزید توفیق عنایت فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ اٰلہ وافضل الصلوۃ والتسلیم

محمد غزالی مصباحی عفی عنہ

۴؍جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

اجمالی فہرست کے لئے یہاں کلک کریں